عمران سیریز

لیڈی ایگلز



چند باتیں

محترم قارئین! میرا نیا ناول "لیڈی ایگلز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جس میں بیک وقت چار طاقت ور تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ پانچ طاقت ور ملکوں کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم۔ دنیا کی خوف ناک اور طاقت ور مجرم تنظیم کی سربراہ لیڈی ایگلز، تیز ترین کارروائیاں کرنے والی تنظیم ٹائیگر اور ان سب کے مقابلے میں عمران اور اس کے ساتھی۔ یہ سب خوف ناک تنظیمیں برف کے نیچے ہزاروں فٹ کی گہرائی میں بنی ہوئی لیبارٹری کی تباہی کے لئے آپس میں ہی ٹکرا گئے۔ اور ظاہر ہے ان خطرناک تنظیموں کا مقابلہ اتنے دہشت ناک انداز میں ہوا کہ ہر طرف موت کے سائے پھیلتے چلے گئے۔ ایسی موت جو سب کے لئے مقدر بن گئی۔ یہ ٹکراؤ اتنا خوف ناک تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی موت کے مضبوط جال میں پھنستے چلے گئے۔ اور شاید عمران کی زندگی کا پہلا مشن تھا جس میں عمران کو مشن مکمل کرنے کی بجائے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں بچانے کی فکر پڑ گئی۔ کیا عمران جیسا آدمی واقعی مشن مکمل نہ کر سکا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ

کہانی آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں کی سیر کرائے گی۔ اور آپ بے اختیار عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی کو داد تحسین دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔

والسلام

مخلص

مظہر کلیم ایم اے

سردی اپنے پورے عروج پر تھی۔ درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے دو ڈگری نیچے چلا گیا تھا۔ پورا شہر شدید ترین سردی کی لپیٹ میں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سڑکیں جو تمام رات ٹریفک کے اژدہام سے گونجتی رہتی تھیں۔ اس وقت بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی پڑی ہوئی تھیں۔ سڑکوں کے کناروں پر جلنے والی سٹریٹ لائٹس دھند میں لپٹ کر روشنی کی بجائے صرف اپنے وجود کا اعلان کرنے تک ہی موجود تھیں۔

مال روڈ شہر کی ایک ایسی سڑک تھی جس پر شاید ہی کبھی سنسانی یا ویرانی کا دور آیا ہو۔ لیکن اس وقت وہ سڑک بھی بالکل سنسان پڑی ہوئی تھی۔ مال روڈ پر موجود عمارتیں دھند میں لپٹی ہوئی سایوں کی صورت میں نظر آ رہی تھیں۔ گو اس وقت آدھی رات کا عمل مکمل نہ ہوا تھا۔ لیکن سڑک کی حالت سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ جیسے رات کافی سے زیادہ گزر گئی ہو۔

کالج اینڈ کی طرف سے اچانک ایک کار کے مدھم سے ہیڈ لیمپ چمکے

اور پھر کار نے اس سڑک کی سنسانی و ویرانی میں ہلکی سی ہل چل پیدا کر دی۔ کار کی رفتار خاصی کم تھی۔ وہ آہستہ آہستہ یوں آگے بڑھی چلی آ رہی تھی جیسے شدید سردی کی وجہ سے اس سے چلا نہ جا رہا ہو۔ مال روڈ کے درمیان میں پہنچتے ہی کار کی رفتار اور زیادہ کم ہو گئی اور پھر کار رینگتی ہوئی ایک چار منزل عمارت کے سامنے رک گئی۔

"جوشن لیڈی کو کاشن دو" ——— ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک قوی ہیکل نوجوان نے غراہٹ آمیز لہجے میں قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا جسے اس نے جوشن کے نام سے پکارا تھا۔

"یس سر" ——— جوشن نے جو کدو جیسے سر اور گٹھے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر جیب سے ایک پنسل نما ٹارچ نکال کر اس نے اس کا رخ سامنے والی عمارت کی طرف کیا اور ٹارچ کو دو بار وقفے وقفے سے جلایا پھر چند لمحے رک کر اس نے اسے تین بار جلایا۔ دوسرے لمحے سامنے تین منزلہ عمارت کی درمیانی کھڑکی سے جگنو سا چمکا۔ پہلے دو بار اور پھر وقفے کے بعد تین بار۔

"اوکے ——— تم یہیں ٹھہرو ——— اور خیال رکھنا پولیس کو شک نہیں ہونا چاہیے" ——— ڈرائیور نے کرخت لہجے میں جوشن سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ وہ خاصا طویل القامت ہونے کے ساتھ ساتھ جسیم بھی تھا۔ اور اوور کوٹ نے اس کی شخصیت کو کچھ اور زیادہ نکھار دیا تھا۔ وہ بڑے خود اعتمادانہ انداز میں قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے سامنے والی عمارت کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ دروازے کے ساتھ ہی دونوں اطراف سے سیڑھیاں

اوپر جا رہی تھیں۔ اس نے دائیں طرف کی سیڑھی پر چڑھنا شروع کر دیا وہ یوں اچھل کر دو دو سیڑھیاں طے کرتا چلا جا رہا تھا جیسے اسے اوپر پہنچنے کی بے حد جلدی ہو۔

پھر جیسے ہی وہ دوسری منزل کی راہداری پر پہنچا۔ اچانک ایک سٹین گن کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔ سائیڈ میں سے ایک دیوقامت گوریلے نما آدمی اچانک ہی سامنے آ گیا تھا۔

"ہٹو سامنے سے ——— تم نہیں جانتے کہ ٹائیگر کا راستہ روکنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے" ——— جانے والے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ہاتھ سے سٹین گن کو یوں ایک طرف ہٹا دیا جیسے وہ سٹین گن کی بجائے بچوں کا کھلونا ہو۔ اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ وہ گوریلا نما آدمی بے اختیار جھجک کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور وہ آدمی جس نے اپنے آپ کو ٹائیگر کہا تھا۔ بڑے خود اعتمادانہ انداز میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے بائیں طرف ایک دروازے کے سامنے ایک کرخت چہرے والا نوجوان ہاتھ میں سٹین گن پکڑے بڑے محتاط انداز میں کھڑا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سٹین گن سیدھی کر لی۔ لیکن ٹائیگر نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھی اور وہ دروازے کے سامنے پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا۔ دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے دروازے کو ٹھوکر ماری اور دروازے کے پٹ ایک دھماکے سے کھلتے چلے گئے۔ اور ٹائیگر تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں جدید قسم کا فرنیچر سجا ہوا تھا۔

کمرے کے سازو سامان اور سجاوٹ سے مکینوں کی بے پناہ خوش حالی کا اندازہ ہوتا تھا۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک خوب صورت سنہرے رنگ کے کاؤچ پر ایک نوجوان اور خوب صورت چہرے والی عورت بڑے شاہانہ انداز میں نیم دراز تھی۔ اس نے تیز سرخ رنگ کا ریشمی لبادہ پہنا ہوا تھا اور اس کے خوب صورت سنہری بال سرخ رنگ کے ربن سے بڑے سلیقے سے بندھے ہوئے تھے۔ کاؤچ کے دونوں اطراف میں خاکی وردی میں ملبوس دو قوی ہیکل جسموں اور انتہائی کرخت چہرے کے مالک نوجوان بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے پہلوؤں پر ہولسٹر لٹک رہے تھے۔ جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے واضح نظر آ رہے تھے۔

"آؤ ٹائیگر ـــــ لیڈی انگلز تمہیں خوش آمدید کہتی ہے"۔ ـــــ نوجوان لڑکی نے بڑے شاہانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر سامنے رکھے ہوئے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے میرے راستے میں کتے کیوں کھڑے کر رکھے ہیں ـــــ کیا مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ ہے"۔ ـــــ ٹائیگر نے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں کہا ـــــ اس کا فقرہ سنتے ہی لیڈی کے اطراف میں کھڑے ہوئے دونوں ریوالور برداروں نے بڑی تیزی سے ریوالوروں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ ان کے چہرے یک دم بگڑ گئے تھے۔ لیکن مادام نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

"ٹائیگر ـــــ اگر میں چاہوں تو یہی کتے تمہاری ایک لمحے میں بوٹیاں نوچ سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ میں ایسا نہیں چاہتی۔ اس لئے بہتر ہے کہ

اپنے آپ کو سنبھال کر بات کرو"۔ ـــــ لیڈی کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی اس کے چہرے کے نقوش یک دم کرخت ہو گئے تھے۔

"سنو لیڈی انگلز ـــــ ٹائیگر نے زندگی میں کسی سے خوف زدہ ہونا نہیں سیکھا۔ اس لئے میری نظر میں ان چوہوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ تم مجھ پر احسان چڑھانے کی کوشش نہ کرو اور اپنے ان چوہوں کو حکم دے دو پھر دیکھو ان کا حشر کیا ہوتا ہے"۔ ـــــ ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شعلے سے لپکنے لگے تھے۔

اور کمرہ لیڈی انگلز کی مترنم ہنسی سے گونج اٹھا۔ اس کے چہرے پر پسندیدگی کے آثار ابھر آئے۔

"خوب ـــــ تمہاری جی داری مجھے پسند ہے ـــــ بہرحال بیٹھو۔ کیا پیو گے"۔ ـــــ لیڈی انگلز نے اٹھ کر کاؤچ پر سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کام کی بات کرو ـــــ میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے"۔ ـــــ ٹائیگر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم وادی نمل میں کسی مشن پر جا رہے ہو۔ کیا میری اطلاع درست ہے"۔ ـــــ لیڈی نے ٹائیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اگر درست بھی ہو تو پھر ......" ـــــ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ کہ تم جو معاوضہ چاہو ہم سے لے لو ـــــ اور اس مشن سے

ہاتھ اٹھالو۔ — لیڈی انگلز نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم مجھے وہاں سے روکنا کیوں چاہتی ہو" — ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ میں نے اس مشن کو مکمل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور تم جانتے ہو جس بات کا فیصلہ لیڈی انگلز کر لے۔ وہ نہ صرف اٹل ہوتا ہے بلکہ اس کا راستہ کاٹنے والے ہمیشہ کے لئے موت کی اندھیری غاروں میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور میں نہیں چاہتی کہ تمہارا جیسا جی دار آدمی میرے ہاتھوں مارا جائے اس لئے تم اپنا معاوضہ لے کر ایک طرف ہٹ جاؤ" — لیڈی انگلز نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اور اگر میں انکار کر دوں تب" — ٹائیگر نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"انکار کرنے سے پہلے ایک بار پھر سوچ لو — تمہیں معاوضے سے مطلب ہے۔ تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے گا" — لیڈی انگلز نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا مجھے یہاں بلانے کا صرف یہی مقصد تھا" — ٹائیگر نے اچانک کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں — صرف یہی مقصد تھا۔ اور اگر تم اب بھی انکار کرو گے تو پھر میں اپنا دل سخت کر لوں گی۔ میں اس مشن کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں چاہتی" — لیڈی انگلز کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

"اور اگر یہی آخر میں میں کروں کہ تم اپنا معاوضہ لے کر ایک طرف ہٹ جاؤ تو......" — ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے

کہا۔

"لیڈی انگلز کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے دوسری بار اس بات کو دہرانے کی جرأت نہ کرنا" — لیڈی انگلز نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنو — حقیر چوہیا — میرا نام ٹائیگر ہے۔ اور ٹائیگر اپنا شکار خود مارتا ہے۔ تم جیسے چوہوں کے کہنے پر ایک طرف نہیں ہٹ سکتا" — ٹائیگر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ لیڈی کے پہلوؤں میں کھڑے دونوں نوجوانوں نے انتہائی پھرتی سے ریوالور ہولسٹروں سے کھینچے۔ لیکن ان کو چلانے کی حسرت ان کے دلوں میں ہی رہ گئی — ٹائیگر نے ان سے زیادہ پھرتی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں تھے۔ اور پھر کمرے میں بیک وقت ٹھرچ ٹھرچ کی آوازیں گونجیں۔ اور ان دونوں کے ہاتھوں سے ریوالور نکلتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے ٹائیگر کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے۔ ٹائیگر کا نشانہ قابل داد تھا۔ کہ اس نے کوٹ کی جیبوں میں سے دو مختلف ٹارگٹس پر بیک وقت سچا نشانہ لگایا تھا۔ دونوں کے ریوالور نیچے گرے تو ایک لمحے کے لئے انہیں اٹھانے کے لئے اچھلے لیکن پھر ٹائیگر کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر رک گئے۔ لیڈی انگلز خاموش بیٹھی ٹائیگر کو گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی ان دونوں کی طرف نظریں نہ گھمائی تھیں۔ البتہ اس کے چہرے کے نقوش پتھر کی طرح سخت ہو گئے تھے۔

"سنو — اگر تم نے وادی کمل میں میرے مقابلے میں آنے کی کوشش کی تو تمہارا یہ خوب صورت جسم کوڑھیوں سے بدتر کر دوں گا"

ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دروازے پر موجود سٹین گن بردار لیڈی اینگلز کی طرف دیکھتا رہ گیا جو بدستور دروازے کی طرف نظریں جمائے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

جب ٹائیگر راہداری میں مڑ گیا تو لیڈی اینگلز ایک جھٹکے سے اٹھی۔ اور تیزی سے پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گئی جس کا دروازہ سائیڈ میں تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں سامنے فرنچ ٹائپ کی بڑی بڑی کھڑکیاں موجود تھیں۔ لیڈی اینگلز نے بڑی پھرتی سے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک آدھی مگر خاصی چوڑی نال کی گن نکال کر وہ کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ایک کھڑکی کا پٹ آہستہ سے کھولا اور چوڑی نال کا سرا کھڑکی سے باہر نکال دیا۔

عمارت کے بالکل سامنے ٹائیگر کی کار کھڑی تھی۔ اور پھر اُسی لمحے اسے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ وہ مڑ کر کار کی دوسری طرف گیا۔ اس نے ایک نظر کھڑکیوں کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے اس نے ہاتھ لہرا کر اشارہ کیا جیسے اُسے معلوم ہو کہ کھڑکی میں لیڈی اینگلز موجود ہو گی۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اور عین اُسی لمحے لیڈی اینگلز نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی ایک ہلکی سی ٹھچ کی آواز گونجی اور چوڑی نال میں سے ایک چوڑی سی گولی نکل کر کار کے پچھلے بمپر سے ذرا اوپر جا کر یوں چپک گئی جیسے مقناطیس سے لوہا چپکتا ہے اور لیڈی اینگلز نے مسکراتے ہوئے گن پیچھے ہٹا لی۔ اور پھر کھڑکی بند کر کے واپس پہلے والے کمرے

میں آ گئی۔ اس کے دونوں باڈی گارڈ ندامت بھرے انداز میں سر جھکائے کھڑے تھے۔

”راجر“ ——— لیڈی اینگلز نے غراتے ہوئے کہا۔

”یس مادام“ ——— ایک باڈی گارڈ نے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اب کلب جا رہی ہوں وہاں سے ہیڈ کوارٹر جاؤں گی تم وہیں پہنچ جانا۔“ ——— لیڈی اینگلز نے دروازے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یس مادام ——— مگر وہ ٹائیگر بچ کر چلا گیا“ ——— راجر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”وہ بچ کر کہاں جا سکتا ہے راجر ——— یہاں میں اُسے ختم نہ کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ اس طرح اس کا گروہ ہم پر ٹوٹ پڑتا اور ہم اس میں الجھ کر وادی نمل کو نہ جا سکتے“ ——— لیڈی اینگلز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یس میڈم ——— لیکن وہ ہمارے سامنے آپ کی بے عزتی کر کے فی الحال تو نکل گیا۔ ہمیں تمام عمر اس کا افسوس رہے گا“ ——— راجر نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

”میں نے الاسٹک بم اس کی کار تک پہنچا دیا ہے۔ اور شاید اب تک وہ مع کار کے ہمارے ساتھیوں تک پہنچ بھی چکا ہو گا۔“

”لیڈی اینگلز کسی کو معاف کرنا گناہ سمجھتی ہے“ ——— لیڈی اینگلز نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ کمرے سے باہر نکلی۔

اور راہداری کی دوسری طرف ایک کمرے کے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ اس نے کمرے کی سائیڈ پر جا کر ایک ابھری ہوئی جگہ پر زور سے سینڈل کی ٹھوکر ماری تو دیوار ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ لیڈی اینگلز تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو اس کے آخری سیڑھی پر پہنچتے ہی خود بخود کھل گیا۔ اور وہ دروازے سے باہر آ گئی۔ یہ ایجرٹن روڈ تھی۔ دروازے کے سامنے سرخ رنگ کی ایک کار کھڑی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور موجود تھا۔ لیڈی اینگلز نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کلب لے چلو" ۔۔۔ لیڈی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

عمران کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی چلی گئیں۔ لیکن وہ ابھی نیند کی گہری وادیوں میں نہ پہنچا تھا کہ اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بڑے کرخت آواز میں بج اٹھی اور عمران نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہیلو پیاز بھائی لہسن بھائی دھنیا بہن اینڈ کو بول رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے کرخت لہجے میں رسیور اٹھا کر کہا۔

"اتنا طویل نام تمہیں یاد کیسے رہ جاتا ہے۔ فوراً میرے پاس پہنچو" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے بڑے خوش گوار لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ جناب غلطی ہو گئی۔ آئندہ آدھا نام یاد رکھا کروں گا۔ اس بار معافی دے دیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ فوراً میرے پاس پہنچو۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔۔۔ سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ کہہ رہا ہوں کہ غلطی ہوگئی آئندہ پورا نام یاد رکھوں گا۔ پھر بھی حاضری معاف نہیں کر رہے۔ آپ کی گھڑی بند تو نہیں ہو گئی" ـــــ عمران کی زبان چل رہی تھی۔

"مجھے معلوم ہے کہ رات کے گیارہ بجے ہیں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ مسئلہ بے حد سیریس ہے" میں انتظار کر رہا ہوں" ـــــ سر سلطان نے دوسری طرف سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور کو دوسرے ہاتھ سے مکہ دکھاتے ہوئے اسے واپس رکھ دیا۔

"سلیمان ـــــ ارے او سلیمان بھائی" ـــــ عمران نے رسیور رکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"کیا بات ہے جناب ـــــ کیا ڈر گئے۔ اسی لئے تو کہتا ہوں رات کو کھانا کم کھایا کریں۔ بدہضمی میں بڑے ڈراونے خواب آتے ہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ باورچی خانے کا خرچہ بڑھاتے ہی چلے جا رہے ہیں" ـــــ سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ڈراونے خوابوں کے ہیرو۔ ابھی ابھی سر سلطان کا فون آیا تھا۔ وہ تمہیں ابھی اپنی کوٹھی پہ بلا رہے ہیں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے بلا رہے ہیں ـــــ کیوں کیا ان کا باورچی چھٹی کر گیا ہے" ـــــ سلیمان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں سلیمان ـــــ آخر دیکھو نا ـــــ اب تم ہی میرے

بزرگ ہو۔ قبلہ والد صاحب تو بس تیوریاں چڑھائے رکھتے ہیں اور ان کی شکل دیکھتے ہی لڑکی والے بھاگ جاتے ہیں۔ کیا میں کنوارہ ہی مر جاؤں گا۔ بڑی مشکل سے سر سلطان کو راضی کیا ہے۔ اور لڑکی والوں کی ضد ہے کہ وہ میرے بزرگوار سے ضرور ملیں گے۔ اس لئے سر سلطان نے سوچا کہ تمہیں ہی کیوں نہ بلا لیا جائے" ـــــ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تو یہ بات ہے۔ پھر تو میں ضرور جاؤں گا۔ لڑکی بھی آئی ہوئی ہو گی نا" ـــــ سلیمان نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں لڑکی کا کیا تعلق ـــــ تم نے لڑکی سے کوئی بات تھوڑی کرنی ہے" ـــــ عمران نے غصیلے انداز میں کہا۔

"م ـــــ میرا مقصد ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے ہی پسند کر لے" ـــــ سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور عمران نے یوں بستر سے چھلانگ لگائی جیسے وہ اس پر جھپٹ پڑنا چاہتا ہو۔

"ارے ارے ـــــ ابھی تو بات بھی مکمل نہیں ہوئی اور یہ حال ہے کہ کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں" ـــــ سلیمان نے خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"بس تم اس قابل نہیں ہو کہ میرے بزرگ بن سکو۔ غضب خدا کا، قیامت نزدیک آگئی ہے۔ جلتے بزرگ بن گئے ہیں اور اپنی شادی کی پہلے سوچتے ہیں" ـــــ عمران نے غصیلے انداز میں کہا اور پھر تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔ سلیمان نے بستر کو ٹھیک کیا اور پھر مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد عمران تیار ہو کر فلیٹ سے باہر آیا۔ اور فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج سے کار نکال کر وہ سر سلطان کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔

چند لمحوں بعد اس نے کار سر سلطان کی کوٹھی کے پورچ میں روک دی اور خود نیچے اتر آیا۔ پورچ میں ہی سر سلطان کا مخصوص ملازم شاہد اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"آیئے جناب ۔۔۔ صاحب کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ۔۔۔ ملازم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں ۔۔۔ کیا صاحب کی ناک بہہ رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب ۔۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں" ۔۔۔ ملازم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ عمران کی باتوں سے لطف لے رہا تھا۔

"چلو شکر ہے میں بھی رومال گھر بھول آیا تھا" ۔۔۔ عمران نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر سر سلطان کے گرم دفتر میں داخل ہو گیا۔

"آؤ بیٹے ۔۔۔ میں کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں" ۔۔۔ سر سلطان نے عمران کو دیکھتے ہی کہا۔

"وہ جناب ۔۔۔ میں نے کوشش تو بہت کی کہ سلیمان کو بھیج دوں مگر وہ کم بخت یہاں آنے کی بجائے نوکری چھوڑنے پر تیار ہو گیا اور آپ جانتے ہیں کہ آج کل ایسے باورچی کہاں ملتے ہیں جو مونگ کی دال

میں گوشت کا مزہ پیدا کر لیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ فائل دیکھو" ۔۔۔ سر سلطان نے اس کے تبصرے کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے سامنے رکھی ہوئی ایک فائل اٹھا کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ ذیشان پرنٹنگ پریس نے اسے شائع کیا ہے۔ اور آفس فائل ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے غور سے فائل کے سرورق کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مذاق مت کرو۔ اسے کھول کر پڑھو" ۔۔۔ سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا جناب ۔۔۔ آپ ناراض کیوں ہو رہے ہیں میں تو حکم کا بندہ ہوں۔ آپ نے دیکھنے کا حکم دیا تھا میں دیکھ رہا تھا اب آپ پڑھنے کے لئے کہہ رہے ہیں تو پڑھ بھی لیتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فائل کھول کر اسے پڑھنا شروع کیا۔ فائل میں دس بارہ کاغذ تھے۔ عمران نے جب اسے پڑھنا شروع کیا تو پہلے اس کا انداز سرسری تھا لیکن جلد ہی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار ابھر آئے۔ سر سلطان اسے سنجیدہ ہوتے دیکھ کر اطمینان بھرے انداز میں مسکرا دیئے۔

عمران نے پوری فائل دیکھنے کے بعد اسے بند کر دیا۔

"کیا سمجھے" ۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کون سی ڈگری دیں گے" ۔۔۔ عمران نے اچانک سوال کیا۔

"ڈگری ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ سرسلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اگر آپ امتحان لے رہے ہیں تو اس امتحان میں پاس ہونے پر کون سی ڈگری ملے گی" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم پھر مذاق پر اتر آئے" ۔۔۔ سرسلطان نے لہجے کو غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو کرسی پر بیٹھا ہوں۔ اگر آپ کی زبان میں کرسی کو مذاق کہتے ہیں تب بھی آپ کو فقرہ درست کرنا پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"دیکھو عمران ۔۔۔ اب میری یہ عمر نہیں رہی کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھا مذاق کرتا رہوں۔ میری صحت آہستہ آہستہ جواب دیتی جا رہی ہے اور ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ آرام کروں۔ لیکن میں رات کے بارہ بجے یہاں بیٹھا کام کر رہا ہوں۔ تم خود سوچو کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ اس کے باوجود تم مذاق کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرتے" ۔۔۔ سرسلطان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری ۔۔۔ سر بس ویسے ہی زبان میں کھجلی شروع ہو جاتی ہے۔ آئندہ خیال رکھوں گا فرمائیے" ۔۔۔ عمران نے یک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ سرسلطان نے بات ہی ایسی کی تھی کہ اس کے پاس سوائے سنجیدگی کے اور کوئی صورت ہی باقی نہ رہی تھی۔

"یہ فائل ابھی ایک گھنٹہ قبل موصول ہوئی ہے۔ اس فائل کے مطابق پاکستان کے برفانی علاقے وادی نمل میں ایسی لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ جہاں دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار تیار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں نے اس لیبارٹری سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ اب بین الاقوامی ادارہ برائے امن یہ چاہتا ہے کہ اس لیبارٹری میں بننے والے ہتھیار کو تیار ہونے سے روکا جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک یونائٹیڈ فورس بنائی ہے۔ اس فورس میں دنیا کے بہترین سیکرٹ ایجنٹ اکٹھے کئے گئے ہیں۔ تاکہ سب مل کر اس لیبارٹری کو تباہ کر سکیں۔ اسی سلسلے میں یہ فائل ہمیں بھی بھجوائی گئی ہے۔ تاکہ ایکس ٹو کے نمائندے کو بھی اس فورس میں شامل کیا جا سکے۔ جس کا کوڈ نام انہوں نے یو۔ ایف یعنی یونائٹیڈ فورس رکھا ہے۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے کل تک نام بھیجنے کی تاکید کی ہے۔ کیونکہ رپورٹوں کے مطابق وہ ہتھیار بس تیار ہونے والا ہے" ۔۔۔ سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس ہتھیار کے متعلق کوئی تفصیلات ملی ہیں" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس فائل میں تو اس کی وضاحت موجود نہیں ہے۔ لیکن میں نے اپنے طور پر ایکریمی سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کی تھی۔ وہ میرا دوست بھی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ ہتھیار بم کی ساخت کا ہے۔ وہ لوگ ایکس بم کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس بم کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں سے نکلنے والی شعاعیں چند ہی لمحوں میں دور دور تک

پھیل جاتی ہیں اور اس علاقے میں جس قدر بھی دھاتیں جس حیثیت یا ساخت میں موجود ہوں گی غائب ہو جائیں گی "۔۔۔۔ سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی صرف دھاتیں غائب ہو جائیں گی تو ہوتی رہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم پھر مذاق پر اتر آئے۔ تم خود سوچو فرض کیا ہمارے دشمن یہ بم ہمارے علاقے میں پھینک دیتے ہیں اور یہ اتنی طاقت کا ہے کہ پورا پاکیشیا اس کی زد میں آجائے تو کیا ہوگا۔ ایک لمحے میں پورے ملک میں موجود ہر قسم کی دھاتیں غائب ہو جائیں گی۔ فوج مفلوج ہو جائے گی۔ تمام کارخانے ختم ہو جائیں گے۔ ریلوے۔ جہاز۔ اب کہاں کہاں تک گنواؤں۔ تم خود تصور کر سکتے ہو کہ کیا ہوگا۔ میرے خیال میں صرف مفلوج انسان باقی رہ جائیں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی نہ رہیں کیوں کہ انسان بھی مختلف دھاتوں کا مجموعہ ہے "۔۔۔۔ سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ تو میری کار بھی غائب ہو جائے گی۔ اور سلیمان کے باورچی خانے کے برتن بھی غائب۔ لاحول ولا قوۃ۔ بڑا خطرناک ہتھیار ہے "۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان مسکرا دیئے۔

"تو ایکس بم اس لیبارٹری میں تیار ہو رہا ہے۔ بلکہ تیار ہونے کے قریب ہے "۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"جب پوری دنیا کے جاسوس وہاں جا رہے ہیں تو ظاہر ہے وہ

لوگ یہ لیبارٹری تباہ کر ہی لیں گے۔ ہم خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع کرتے پھریں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"دیکھو عمران ۔۔۔۔ اگر تمہاری بجائے کوئی اور ہوتا تو اسے تو سمجھانا پڑتا کہ ہر ملک اس لیبارٹری اور ایکس بم میں کیوں دلچسپی لے رہا ہے۔ ظاہر ہے ایسا ہتھیار ہر ملک اپنے پاس رکھنا چاہے گا۔ اس لئے یہ لوگ لیبارٹری تو ضرور تباہ کر دیں گے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کی یہی کوشش ہوگی کہ اس بم کا فارمولا لے اڑیں تاکہ وہ لوگ اسے اپنے ملک میں تیار کر کے ناقابل تسخیر طاقت بن جائیں" سر سلطان نے جواب دیا اور عمران دل ہی دل میں سر سلطان کی بے پناہ دور اندیشی کی داد دینے پر مجبور ہو گیا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے۔ پھر کیا ہونا چاہیئے "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے ۔۔۔۔ مجھے شاید اس بارے میں اتنی تشویش نہ ہوتی۔ کیوں کہ سپر پاورز کے پاس ظاہر ہے انتہائی خطرناک ہتھیاروں کا بے پناہ ذخیرہ ہے۔ اگر یہ بم بھی ان کے پاس پہنچ جاتے تو ہمارے لئے کوئی فرق نہ پڑتا۔ لیکن مجھے تشویش اس وقت ہوئی ہے جب مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ہمسایہ ملک ناگالینڈ دوسرے ہمسایہ ملک ترولولینڈ کے جاسوس بھی یورالیف میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ یہ دونوں ملک در پردہ ہمارے سخت ترین دشمن ہیں اگر ایکس بم کا فارمولا ان کے ہاتھ پڑ گیا تو پھر ہمارے ملک کی سلامتی شدید خطرے میں پڑ جائے گی "۔۔۔۔ سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو یہ بات ہے پھر تو واقعی تشویش کی بات پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن آپ کا کیا پروگرام ہے"۔ ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پاکیشیا کی طرف سے تم یو۔ الیف میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ کم از کم ان ہمسایہ ملکوں کے ہاتھ وہ فارمولا نہ جائے"۔ ——— سر سلطان نے آخرکار اپنا مقصد واضح کر دیا۔

"آپ کا خیال ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ فارمولا ہم حاصل کر لیں تو"۔ ——— عمران نے پوچھا۔

"دیکھو بیٹے ——— اس قدر خوف ناک قسم کا ہتھیار اول تو سپر پاورز ہمارے پاس رہنے ہی نہیں دیں گی۔ اور دوسری بات یہ کہ پھر اس خوف ناک ہتھیار کے حصول کے لئے ہمارا ملک جرائم پیشہ تنظیموں کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اس لئے میں ایسا نہیں چاہتا"۔ ——— سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— لیکن میں یو۔ الیف میں شامل ہو کر اپنے بازو نہیں بندھوانا چاہتا۔ اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنے کسی ممبر کو یو۔ الیف میں شامل کرا دوں اور خود ان سے علیحدہ رہ کر کام کروں"۔ عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"لائحہ عمل طے کرنا تمہارا کام ہے۔ جس طرح مناسب سمجھو کرو"۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ ایسا کریں کہ جولیا کا نام یو۔ الیف میں بھجوا دیں۔ میں اُسے ہدایات دے دوں گا"۔ ——— عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اور تم کس حیثیت سے وہاں جاؤ گے"۔ ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"میں بھی اپنی کوئی حیثیت طے کر ہی لوں گا۔ ویسے جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے بین الاقوامی مجرم تنظیمیں بھی ضرور میدان میں اتریں گی۔ اور جہاں وہ لوگ کام کر سکتے ہیں وہاں ہم بھی شامل ہو جائیں تو نئی بات تو نہیں"۔ ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— پھر یہی طے رہا کہ جولیا ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے یو۔ الیف میں شامل ہو گی"۔ ——— سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں ——— میں اُسے کل ہی مکمل طور پر ہدایات دے دوں گا۔ پھر آپ جب بھی کہیں گے وہ روانہ ہو جائے گی۔ اور میں اپنے لئے کوئی لائحہ عمل طے کر لیتا ہوں"۔ ——— عمران نے کہا اور سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار چھائے ہوئے تھے۔

ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں اتر کے بلڈنگ سے باہر آیا۔ اور پھر اس نے تقریباً دوڑتے ہوئے سڑک پار کی اور کار کے انجن کی طرف سے مڑ کر دوسری طرف ڈرائیونگ سیٹ کی طرف پہنچ گیا۔ اس نے ایک نظر سامنے والی عمارت کی کھڑکیوں پر ڈالی اور پھر اُسے ایک کھڑکی میں سے الاسٹک بم پھینکنے والی گن کا چوڑا دھانہ جھانکتا ہوا صاف نظر آگیا اور ٹائیگر کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے ہاتھ ہلا کر الوداعی اشارہ کیا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ساتھ والی سیٹ پر جوشن خاموش بیٹھا تھا۔ ٹائیگر نے سیٹ پر بیٹھتے ہی کار کا انجن سٹارٹ کیا اور کار ایک دھچکے سے آگے بڑھی۔ ٹائیگر کی نظریں کار کے بونٹ کی سائیڈ پر لگے ہوئے بیک ویو مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس قدر سردی اور دھند میں عام طور پر بیک ویو مرر دھندلا جاتے ہیں۔ اور ان سے واضح طور پر کچھ نہیں دیکھا جا سکتا۔ لیکن ٹائیگر نے جدید ترین بیک مرر لگوائے ہوئے تھے جن کی پشت پر بجلی پاور کے ہیٹر نصب تھے۔ جن سے پیدا ہونے والی گرم لہریں آئینے کو بالکل صاف شفاف رکھتی تھیں۔ اس لئے کار کے بیک مرر بالکل واضح

اور صاف تھے۔

جیسے ہی ٹائیگر نے کار آگے بڑھائی۔ اس نے سامنے والی عمارت کی کھڑکی سے کسی چیز کو اڑ کر تیزی سے کار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے چہرے پر تیرنے والی مسکراہٹ اور گہری ہوگئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی کار پر الاسٹک بم پھینکا گیا ہے۔ لیکن وہ اطمینان سے بیٹھا رہا۔ کیونکہ اُسے الاسٹک بم کی کارکردگی کا اچھی طرح علم تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب تک کار کا انجن مکمل طور پر ساکت نہیں ہوگا یہ بم نہیں پھٹے گا۔ اس لئے وہ کار دوڑاتا چلا گیا۔

"باس ——— اب کہاں کا ارادہ ہے" ——— اچانک جوشن نے سکوت توڑتے ہوئے پوچھا۔

"لیڈی انگلز نے تو ہمیں جہنم میں بھیجنے کا ٹوکن دے دیا ہے لیکن ......" ——— ٹائیگر نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور جوشن اس کا لہجہ سن کر کانپ گیا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اور ٹائیگر کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خودکشی سگنتے ہوئے بم پر بیٹھ گیا ہو۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک چار منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ کر آہستہ ہوگئی۔ لیکن ٹائیگر نے انجن بند نہیں کیا۔

"جوشن۔ ۔ جا کر اندر سے ہارڈی کو بلا لاؤ" ——— ٹائیگر نے جوشن سے مخاطب ہو کر کہا اور جوشن سر ہلاتا ہوا تیزی سے نیچے اترا اور پھر دوڑتا ہوا عمارت کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سمارٹ سے نوجوان کو اپنے ہمراہ لے کر باہر آگیا۔

"یس باس" ۔۔۔ جوشن کے ساتھ آنے والے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنو ہارڈی ۔۔۔ کار لے کر ایگلز کلب چلے جاؤ۔ لیڈی ایگلز یقیناً وہیں گئی ہوگی۔ تم نے کوشش کرنی ہے کہ پارکنگ میں کار اس کے قریب جا کر روکنی ہے۔ لیکن اس کا انجن بند نہ کرنا۔ جس وقت لیڈی ایگلز اپنی کار میں بیٹھ جائے تو انجن بند کر کے جس قدر ممکن ہو سکے جلد وہاں سے بھاگ نکلنا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے ہارڈی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اس وقت تک کار کا انجن بند نہیں کرنا جب تک لیڈی ایگلز ساتھ والی کار میں بیٹھ نہ جائے۔ کار کے پچھلے بمپر پر الاسٹک بم موجود ہے اور یہ صرف اسی وقت پھٹے گا جب تم کار کا انجن بند کرو گے۔ اس لئے اگر تم نے پہلے انجن بند کر دیا تو یہ بم فوراً پھٹ جائے گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"مم ۔ مگر باس ۔۔۔ کیوں نہ یہ بم پہلے اکھاڑ لیا جائے اور پھر لیڈی ایگلز کی کار پر پھینک دیا جائے" ۔۔۔ جوشن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے شاید یہ تصور کر کے ہی خوف سے جھرجھری آ رہی تھی کہ وہ الاسٹک بم لگی کار میں سفر کرتا رہا ہے۔

"نہیں ۔۔۔ اب یہ بم نہیں اکھڑ سکتا اگر اسے جبراً اکھاڑنے کی کوشش کی گئی تو یہ پھٹ جائے گا۔ میں لیڈی ایگلز کا وار اسے واپس لوٹانا چاہتا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے باس ۔۔۔ میں خیال رکھوں گا" ۔۔۔ ہارڈی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اور سنو ۔۔۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ اس لئے کار کا انجن بند کرتے ہی تم نے پوری تیزی سے بھاگ نکلنا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم بین الاقوامی ریسوں میں حصہ لیتے رہے ہو اس لئے میں نے یہ مشن تمہارے سپرد کیا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے ہارڈی کو شاید تسلی دینے کے لئے کہا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ ہارڈی کہیں راستے میں ہی کار چھوڑ کر نہ بھاگ نکلے۔

"ایسی کوئی بات نہیں باس ۔۔۔ میں فیول بند کر دوں گا اور ظاہر ہے کہ فیول بند ہو جانے کے بعد چند لمحوں بعد کار کا انجن خود بخود بند ہو جائے گا۔ اور اتنا وقفہ میرے بچاؤ کے لئے کافی ہو گا" ۔۔۔ ہارڈی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ آئیڈیا ۔۔۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ بہرحال مقصد صرف کار تباہ کرنے کا نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس کار کی تباہی کے ساتھ ہی لیڈی ایگلز کا قصہ بھی ہمیشہ کے لئے تمام ہو جائے اور ایسا اس کے اپنے گھر میں ہو۔ تاکہ اس کا نقصان پوری تنظیم پر پڑے" ۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوشن کو پیچھے آنے کا اشارہ کر کے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور ہارڈی نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور خاصی تیز رفتاری سے اسے چلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ٹائیگر عمارت کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والی منزل پر پہنچ گیا۔

دوسری منزل پر جگہ جگہ سٹین گنوں سے مسلح چاق و چوبند افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ٹائیگر کو دیکھ کر ادب سے سر جھکاتے مگر ٹائیگر کسی کی پرواہ کئے بغیر ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رکا اور اس کے رکتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے قدم اندر بڑھا دئے۔ جوشن بھی کسی وفادار خادم کی طرح اس کے پیچھے تھا۔ کمرے میں صرف ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی اور اس کے گرد چار پانچ کرسیاں پڑی تھیں۔ ٹائیگر میز کے پیچھے رکھی ہوئی بڑی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جوشن ——— اینڈریو کو بلا لاؤ" ——— ٹائیگر نے غراتے ہوئے جوشن سے مخاطب ہو کر کہا اور جوشن سر جھکاتے ہوئے تیزی سے واپس مڑا اور تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک نوجوان کو اپنے ہمراہ لئے واپس کمرے میں داخل ہوا۔

"یس باس" ——— اینڈریو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ گو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے۔ لیکن آنکھوں کا تاثر بتا رہا تھا کہ وہ خوف زدہ ہے۔

"اینڈریو ——— تمہیں معلوم ہے کہ غدار کی کیا سزا ہوتی ہے" ——— ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بھیانک انداز میں کہا۔

"غد ——— غد ——— غدار ——— جج ——— جی ہاں ——— مم ——— موت" اینڈریو کا لہجہ یک دم لڑکھڑا گیا۔ اب اس کے چہرے پر خوف کے

تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تو لو یہ ریوالور ——— اور غدار کو اس کی سزا دے دو" ——— ٹائیگر نے جیب سے ریوالور نکال کر سامنے میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کیا مطلب باس ——— میں سمجھا نہیں" ——— اینڈریو نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔ جوشن کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم میرا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے ہو۔ اینڈریو ——— لیڈی اگلز کو یہ راز تم نے پہنچایا ہے کہ ہم وادی نمل میں کسی مشن پر جانے والے ہیں۔ اور تنظیم کا راز افشا کرنا غداری ہے" ——— ٹائیگر نے زخمی چیتے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں نے ——— نہیں باس ——— میں نے ....."

اینڈریو نے شاید وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ——— ٹائیگر سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اتنی بڑی تنظیم کو کنٹرول کرنے والے بے وقوف نہیں ہوتے۔ اور سنو یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ میری تنظیم میں معافی نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ اس لئے خاموشی سے ریوالور اٹھاؤ اور اپنی کنپٹی پر اسے رکھ کر ٹریگر دبا دو۔ تاکہ غدار اپنے انجام کو پہنچ سکے" ——— ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اینڈریو چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ اس نے غور سے ایک لمحے کے لئے ریوالور کو دیکھا اور دوسرے لمحے

اس نے انتہائی پھرتی سے اس کا رخ ٹائیگر کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ٹائیگر کے بھیانک قہقہے سے گونج اٹھا۔

"ثبوت مل گیا تمہیں ـــــ کہ واقعی تم نے غداری کی ہے" ـــــ ٹائیگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور اینڈریو کے ہاتھ سے ریوالور نیچے گر گیا۔ کیوں کہ وہ خالی تھا۔ ٹریگر دبانے کے باوجود اس میں سے کوئی گولی نہ نکلی تھی۔ اور پھر اس نے مڑ کر دروازے کی طرف بھاگنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے کمرہ فائر کی آواز سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اینڈریو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ گولی اس کے پہلو میں پڑی تھی۔ اور چند لمحے ایڑیاں رگڑنے کے بعد اس نے دم توڑ دیا۔

"اٹھا کے لے جاؤ اس غدار کو ـــــ اور کسی کوڑے کے ڈرم میں اس کی لاش پھینک دو" ـــــ ٹائیگر نے دوسرا ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

جوشن تیزی سے مڑا اور پھر اس نے دروازے کے باہر جا کر کسی کو اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد دو مسلح آدمی دروازے پر آ گئے اور جوشن نے ٹائیگر کا حکم ان تک منتقل کر دیا۔ چنانچہ ان دونوں نے بڑی پھرتی سے اینڈریو کی لاش اٹھائی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"باس ـــــ آپ نے اسے کیسے پہچان لیا" ـــــ جوشن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں نے لیڈی ایگلز کے کمرے میں ایک آدمی کو دیکھا تھا۔ اس کی شکل اس سے ملتی تھی۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ یہ اس کا بھائی ہوگا اور

اسی نے اسے ہماری تنظیم میں داخل کرایا ہوگا۔ اور پھر ثبوت خود بخود تمہارے سامنے آ گیا" ـــــ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ـــــ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ اینڈریو ایسا کر سکتا ہے۔ بہرحال واقعی آپ کی نظر بہت تیز ہے" ـــــ جوشن نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"اچھا ـــــ تم جاؤ اور ورکنگ میٹنگ کے لئے انتظامات کرو مجھے بارڈی کی طرف سے اطلاع کا انتظار ہے۔ اس کے بعد میں میٹنگ اٹنڈ کروں گا تاکہ وادی نمل میں مشن کے لئے تفصیلات طے کی جا سکیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور جوشن سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ایک بہت بڑے کمرے کے درمیان نو کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ یہ کرسیاں تین تین کی تین قطاروں میں بچھی ہوئی تھیں۔ کرسیوں کے سامنے سپاٹ دیوار تھی۔ جس پر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی۔ کرسیوں پر مختلف رنگ اور نسل کے نو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ ان سب کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اور وہ سب خاموش اور ایک دوسرے سے لاتعلق بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اچانک دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گئی اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے نو افراد چونک پڑے۔ سکرین پر چند لمحے روشنی کی آڑی ترچھی لکیریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی رہیں پھر سکرین پر اسی کمرے کا منظر ابھر آیا۔ اب سکرین پر وہی نو افراد کرسیوں پر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔

"ہیلو نائن ـــــ نمبر ون کالنگ یو" ـــــ منظر ابھرتے ہی کمرے میں ایک کرخت سی آواز گونج اٹھی۔

"یس باس ـــــ نائن اٹنڈنگ یو" ـــــ پہلے نمبر پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آج کی اس ایمرجنسی میٹنگ کی وجہ ایک خاص اطلاع ہے ـــــ چیف باس نے اطلاع دی ہے کہ ہماری لیبارٹری اور اس میں تیار ہونے والے ایکس بم کا راز دنیا تک پہنچ گیا ہے۔ اور مجرم تنظیموں کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی ادارہ امن نے مختلف ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم یونائیٹڈ فورس جسے یو۔ ایف کہا جاتا ہے۔ تیار کی ہے۔ تاکہ وہ اس لیبارٹری کو تباہ کر سکیں" ـــــ نمبر ون نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ باس ـــــ یہ اطلاع تو بے حد خطرناک ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے بے حد پرابلم پیدا ہو جائے گا۔ اب جب کہ یہ بم تیار ہونے کے قریب ہے اب ان مسئلوں میں الجھنا بڑا پرابلم ہو گا" ـــــ اسی پہلی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے پریشان سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اس لئے یہ میٹنگ کال کی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ یہ لیبارٹری انتہائی خفیہ طور پر کام کر رہی ہے۔ اور ہمارا مقصد بھی اسے خفیہ رکھنا تھا۔ تاکہ اس بم کے تیار ہو جانے پر ہم ساری دنیا کو اس بم کی مدد سے بلیک میل کر کے پوری دنیا پر حکومت کر سکیں۔ لیکن اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ اس ایجاد کی بھنک بیرونی دنیا کے کانوں میں پہنچ گئی ہے۔ اس لئے اب دنیا کا ہر طاقت ور ملک یہ چاہے گا کہ یہ بم اس کی تحویل میں آ جائے۔ اور اس بم کے حصول کے لئے وہ ہر ممکن اقدام کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں۔ آپ لوگ باری باری اس سلسلے

میں رائے دیں تاکہ آپ سب کی آرا کی روشنی میں کوئی لائحہ عمل تیار کیا جا سکے"۔۔۔۔۔ ہمبردن کی آواز گونج اٹھی۔

"باس ۔۔۔ پہلے تو اس بات کا پتہ چلنا چاہیئے کہ ہماری لیبارٹری کا راز بیرونی دنیا تک پہنچا کیسے۔ تاکہ اس غدار کو نہ صرف سزا دی جا سکے بلکہ لیبارٹری کے بچاؤ کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کرتے وقت یہ اطمینان بھی ہو کہ اب یہ راز باہر نہیں جائے گا"۔۔۔۔ اچانک آخری قطار میں بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ واقعی ہمیں پہلے اسی بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اور تم لوگوں کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ میٹنگ کال کرنے سے پہلے ہی اس بات کا مکمل طور پر کھوج لگایا گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ دو ماہ پہلے ریڈ ڈیپارٹمنٹ میں سے ایک سائنس دان آسٹروچ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ کہیں برف میں ڈوب گیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ آسٹروچ مہذب دنیا تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر مرنے سے پہلے اُسے بین الاقوامی ادارہ امن کے سیکرٹری کے نام ایک تفصیلی خط لکھنے کی مہلت مل گئی۔۔۔۔ اور اس طرح ہماری لیبارٹری اور ایکس بم کے متعلق مہذب دنیا کو علم ہو گیا۔ اس کے بعد بین الاقوامی ادارہ امن کے سیکرٹری نے تمام بڑی طاقتوں سے اس لیبارٹری کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ لیکن ظاہر ہے کون ایسی لیبارٹری کو اپنا بتا سکتا۔ اس پر ایک یونائیٹڈ فورس قائم کی گئی جس میں دنیا بھر کے مشہور سیکرٹ ایجنٹ شامل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ کچھ مجرم

تنظیمیں بھی اس بم یا اس کے فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے پر تول رہی ہیں۔ اور ہم نے اس لیبارٹری اور اس فارمولے کو بچانے کے لئے لائحہ عمل طے کرنا ہے"۔۔۔۔ ہمبردن نے انتہائی تفصیل سے تمام باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہماری لیبارٹری کا حفاظتی نظام پہلے ہی اتنا کافی ہے کہ اس کے لئے مزید کوئی اقدام کرنا بے سود ثابت ہوگا۔ اور یونائیٹڈ فورس ہو یا مجرم تنظیمیں لیبارٹری تک پہنچنا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے"۔۔۔۔ ایک آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس ۔۔۔ کہ ہمیں حفاظتی اقدامات کے طور پر برفانی وادی کے باہر ایک محاصرہ لائن قائم کرنی چاہیئے۔ اور وادی کے اندر زیر برف حفاظتی چوکیاں قائم کر دی جائیں۔ تاکہ جیسے ہی کسی طرف سے بھی کوئی آدمی اس وادی میں داخل ہو۔ ہر چوکی پہ اس کی اطلاع ہو جائے۔ پھر جس چوکی کی طرف بھی وہ آئیں انہیں وہیں ختم کر کے برف میں دبا دیا جائے"۔۔۔۔ ایک اور نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھی تجویز ہے ۔۔۔ لیکن اس کے لئے بے شمار آدمی چاہیئں"۔ ہمبردن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آدمی کرائے پر حاصل کئے جا سکتے ہیں"۔۔۔۔ اُسی آدمی نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ کوئی اور تجویز"۔۔۔۔ ہمبردن نے کہا۔

"باس ۔۔۔ ایک تجویز ہے کہ کیوں نہ اس لیبارٹری سے ہٹ کر دور ایک جعلی لیبارٹری تیار کی جائے اور وہاں جعلی بم بنایا جائے

اور حتی الوسع خود یہ کوشش کی جائے کہ آنے والوں کا رخ اس جعلی لیبارٹری کی طرف ہو جائے اور وہ اسے تباہ کر کے اور بم کا جعلی فارمولا لے کر مطمئن ہو کر چلے جائیں "۔۔۔۔ ایک اور نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تجویز تو بہت اچھی ہے۔ لیکن اب اس پر عمل درآمد کا وقت نہیں رہا۔ لیبارٹری قائم کرنے کے لئے ہمیں کم از کم چھ ماہ چاہئیں"۔ نمبر دُن نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ باس ہمارے ذہن میں کوئی اور ترکیب نہیں ہے"۔۔۔۔ آخر سب نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"ہوں ۔۔۔۔ تو ٹھیک ہے۔ میں تمہاری تجویزیں چیف باس تک بھجوا دوں گا۔ اور پھر چیف باس جو فیصلہ کرے اس سے آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔

"بہر حال ۔۔۔۔ اب آپ کو نہ صرف پوری طرح محتاط رہنا ہو گا۔ بلکہ کام کی رفتار کو بھی تیز کرنا ہو گا"۔۔۔۔ نمبر دُن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ہال کمرے کا منظر غائب ہو گیا اور سکرین سادہ ہو گئی۔ اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تمام افراد اٹھ کر ہال کے شمالی کونے میں بنے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سب سے آخر میں وہی نوجوان تھا جس نے وادی کے گرد محاصرہ لائن قائم کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ وہ جب دروازے سے باہر نکلا تو دروازے کے قریب موجود ایک مسلح شخص نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو باس اپنے کمرے میں یاد کر رہے ہیں"۔۔۔۔

"اوہ ۔۔۔۔ مجھے کیوں"۔۔۔۔ نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اچانک زردی کی تہہ سی چڑھ گئی۔ کیونکہ باس نے آج تک کسی کو اپنے کمرے میں نہ بلوایا تھا۔ اور شاید اگر کوئی گیا تھا تو پھر وہ زندہ واپس نہ آ سکا تھا۔

"ہمیں نہیں معلوم ۔۔۔۔ آپ میرے پیچھے آ جائیے"۔۔۔۔ اسی مسلح شخص نے کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس کے بغیر چارہ بھی تو نہیں تھا۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک خفیہ لفٹ کے ذریعے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں داخل ہوئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک بڑے سے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ دروازے کے باہر دو مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رہا تھا۔

ان کے وہاں پہنچتے ہی ایک پہرہ دار نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دستک دیتے ہی سرخ رنگ کا بلب یک دم سبز ہو گیا۔ اور ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اندر کمرے میں گہرا اندھیرا تھا۔

"تشریف لے جائیے ۔۔۔۔ باس آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔۔

نوجوان کو ساتھ لے آنے والے نے کہا۔ اور نوجوان نے سر جھٹکتے ہوئے قدم اندر بڑھا دیئے۔ جیسے ہی وہ اندھیرے کمرے میں داخل ہوا۔ اُسے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ

ہی ایک ہلکی سی چٹک کی آواز گونجی اور جس جگہ وہ نوجوان کھڑا تھا وہاں تیز روشنی پھیل گئی۔ لیکن روشنی کا دائرہ بالکل محدود تھا۔ صرف وہی جگہ روشن تھی جہاں وہ نوجوان کھڑا تھا۔ چند لمحے روشنی اس پر پھوار کی طرح پڑتی رہی پھر ایک بار چٹک کی آواز گونجی اور پورا کمرہ روشن ہو گیا۔ ——— نوجوان نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے آخری حصے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا آدمی منہ پر سیاہ رنگ کا نقاب پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ اس نے جسم پر سیاہ رنگ کا چوغہ سا پہنا ہوا تھا۔ اور سینے پر سنہرے رنگ کے دائرے میں سرخ رنگ سے ایک کا ہندسہ لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ سیاہ نقاب میں سے نمبر ون کی آنکھیں چمکتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"بیٹھو ایڈورڈ ——— تم یقیناً اس بات پر حیران ہو گے کہ تمہیں یہاں کیوں بلایا گیا ہے" ——— نمبر ون نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ خلاف توقع اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"آپ کا خیال درست ہے باس ——— یہ خلاف توقع طلبی ہے" ایڈورڈ نے قدرے دبے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دراصل جو تم نے جو تجویز پیش کی تھی۔ وہ مجھے ذاتی طور پر بے حد پسند آئی تھی۔ اور تمہاری تجویز یہ بتاتی ہے کہ تمہارا ذہن اس معاملے میں خاصا ذرخیز ہے۔ حالانکہ پیشے کے لحاظ سے تم ایک سائنس دان ہو" ——— نمبر ون نے کہا۔

"میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے کرمنالوجی کی ڈگری لی ہوئی ہے

جناب ——— میرا ذاتی رجحان اس طرف تھا۔ لیکن میرے والد کی خواہش تھی کہ میں سائنس دان بنوں۔ کیوں کہ وہ خود ایک بہت بڑے سائنسدان تھے۔ اس لئے مجبوراً مجھے سائنس کی دنیا میں آنا پڑا۔ اس کے باوجود میں والد صاحب سے چھپ کر کرمنالوجی کا مطالعہ کرتا رہا۔ اور پھر میں نے اعلیٰ اعزاز کے ساتھ کرمنالوجی کی ڈگری بھی حاصل کر لی" ——— ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ——— تمہاری یہ اضافی حیثیت ہمارے علم میں نہ تھی۔ اور نہ ہی اس سے قبل اس کے جاننے کی ضرورت کوئی پیش آئی تھی۔ بہرحال مجھے خوشی ہے۔ کہ ہمارے ساتھی اس قدر ذہین اور باصلاحیت ہیں" ——— نمبر ون کے لہجے میں مسرت کا تاثر نمایاں تھا۔

"آپ کا بے حد شکریہ باس ——— مجھے حکم کیجئے اگر میری کوئی صلاحیت آپ کے کام آ سکتی ہے تو مجھے بے پناہ مسرت ہو گی" ——— ایڈورڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے ایڈورڈ ——— کہ یہ لیبارٹری ایک خاص مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اور آج میں تمہیں ایک خاص راز بھی بتا دوں کہ یہ لیبارٹری مجرموں کی بنائی ہوئی نہیں۔ ہم لوگ مجرم نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے ملک کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ یہ دیکھو۔ نقاب پوش نے دراز کھول کر ایک لفافہ نکالا اور ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔ ایڈورڈ نے بے چین انداز میں لفافہ کھولا اور اس میں سے کاغذات نکال کر پڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ کاغذات پر نظریں

دوڑتا جاتا۔ اس کے چہرے پر تعجب کے ساتھ ساتھ مسرت کے آثار نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے۔ آخری کاغذ پڑھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات واپس میز پر رکھ دیئے۔

"اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ لیبارٹری حکومت ایکریمیا سے متعلق ہے۔ ایکریمیا ہی تمہارا بھی ملک ہے۔ اس کو خفیہ اسی لئے رکھا گیا تھا تاکہ روسیاہ اور شوگران جیسے ملکوں کے کانوں میں اس کی بھنک نہ پڑے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں کام کرنے والوں سے بھی پوشیدہ رکھا گیا تھا"۔۔۔۔ نمبر ڈن نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے جو انداز اختیار کیا گیا تھا۔ وہ خاصا پیچیدہ تھا۔ اب دیکھئے نا اگر مجھے پہلے یہ علم ہوتا کہ یہ لیبارٹری میرے اپنے ملک کی ہے تو میں اور زیادہ تندہی سے کام کرتا۔ جبکہ میرا یہ خیال تھا کہ یہ کوئی مجرم تنظیم ہے۔ جو پوری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے۔ اس لئے یہاں ہر ملک سے مشہور سائنس دانوں کو اغوا کر کے لایا گیا تھا"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا جاتا تو یہ لیبارٹری بہت پہلے دنیا کی نظروں میں آجاتی۔ بہرحال اب تمہیں اس کا پتہ چل گیا"۔۔۔۔ نمبر ڈن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب۔۔۔ جیسا کہ آپ نے بتایا تھا کہ یو۔ الیف دنیا کے مشہور سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹیم اس لیبارٹری کو تباہ کرنے آ رہی ہے۔ ظاہر ہے اس میں ایکریمین سیکرٹ سروس کا نمائندہ بھی شامل ہو گا۔ پھر کیا وہ اپنے ملک کے خلاف ہی کام کرے گا"۔۔۔۔ ایڈورڈ

نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں وہ نمائندہ ہمارا اپنا آدمی ہے۔ اس کا مقصد اس ٹیم میں رہ کر نہ صرف ٹیم کی کارکردگی کو چیک کرنا ہے۔ بلکہ جیسے ہی اُسے موقع ملا وہ ٹیم کو اس انداز میں ختم کر سکتا ہے کہ دنیا کو شک نہ پڑ سکے۔ دراصل ان لوگوں کی طرف سے ہمیں کوئی فکر نہیں۔ اصل فکر اس بات کی ہے کہ اس فارمولے کی بھنک بین الاقوامی مجرم تنظیموں کے کانوں میں پڑ گئی ہے۔ اور ظاہر ہے وہ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑیں گے"۔۔۔۔ نمبر ڈن نے جواب دیا۔

"پھر آپ کا کیا ارادہ ہے"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ یہی تجویز حکومت کے ماہرین نے ارسال کی تھی اور چیف باس کی بھی یہی تجویز تھی"۔۔۔۔ نمبر ڈن نے جواب دیا۔

"او کے۔۔۔ یہ تجویز نہ صرف قابل عمل ہے بلکہ اس طرح ہم آسانی سے ہر ٹیم پر قابو پا سکتے ہیں چاہے اس کا تعلق کسی حکومت سے ہو یا مجرموں سے"۔۔۔۔ ایڈورڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلوایا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ان انتظامات کا انچارج تمہیں بنایا جائے۔ اس کے انتظامات جلد ہی مکمل کر لئے جائیں گے۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر وادی نمل کے سنٹر میں بنایا جائے گا۔ تم نے نہ صرف اس یو۔ الیف کا خاتمہ کرنا ہے بلکہ ہر

آنے والی مجرم تنظیم کا بھی خاتمہ کرنا ہے۔ تاکہ کوئی غیر شخص اس لیبارٹری تک نہ پہنچ سکے۔ اور لیبارٹری میں کام اطمینان سے ہوتا رہے" ۔۔۔۔۔ نمبر ون نے کہا۔

"آپ مجھ پر جو اعتماد کر رہے ہیں میں اس کے لئے شکر گزار ہوں۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔ کہ میں اپنے ملک کے لیے کام کروں گا۔ اور آپ یقین کیجئے کہ میں سو فی صد کامیاب رہوں گا" ۔۔۔ ایڈورڈ نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ۔۔۔۔ اب تم واپس جا سکتے ہو۔ اور اپنی طرف سے تیار رہنا۔ کسی بھی وقت خاموشی سے تمہیں یہاں سے روانہ کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ تمام باتیں بالکل راز رہنی چاہئیں" نمبر ون نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں باس ۔۔۔۔ میں اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب آپ جا سکتے ہیں" ۔۔۔۔ نمبر ون نے کہا اور ایڈورڈ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ باہر آگیا۔ باہر وہی مسلح شخص موجود تھا۔ جو اُسے میٹنگ ہال سے یہاں تک لے آیا تھا۔

"آئیے جناب ۔۔۔ میں آپ کو آپ کے شعبے تک پہنچا آؤں" ۔۔۔ اس مسلح شخص نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایڈورڈ کے سر ہلانے پر وہ اس کے آگے آگے چل پڑا۔

ایڈورڈ کا دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا۔ آج تک وہ یہی سمجھتا آیا تھا کہ وہ کسی مجرم تنظیم کے چنگل میں ہے۔ کیوں کہ اُسے اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اور پھر اسے یہ کہا گیا تھا۔ کہ اس کے بچے تنظیم کی تحویل میں ہیں اگر اس نے تنظیم کے لئے کام کرنے سے انکار کیا یا کوتاہی کی تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ ورنہ ان کی بہترین پرورش کی ذمہ داری تنظیم پر ہوگی اور ہر ماہ اُسے اس کے بیوی بچوں کے متعلق فلم دکھائی جاتی کہ وہ کس طرح ٹھاٹھ باٹھ سے رہ رہے ہیں۔ اور ان کے تمام اخراجات تنظیم برداشت کر رہی ہے۔ اور وہ صرف اپنے بچوں کی خاطر جبراً یہاں کام کر رہا تھا۔ لیکن اب اُسے معلوم ہوا تھا کہ تنظیم نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ اس کی اپنی حکومت کر رہی ہے تو اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر آزاد ہو گیا ہو۔ اور دوسری بات یہ کہ کافی عرصے کے بعد اُسے اس کے مخصوص رجحان کے مطابق کام مل رہا تھا۔ اور اُسے اس میدان میں اپنی صلاحیتیں آزمانے کا کھل کر موقع ملے گا۔ اس لئے وہ بے حد خوش تھا۔ خوش بھی اور مطمئن بھی۔

کار مختلف سڑکوں پر دوڑنے کے بعد ایک دس منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ اس عمارت کی پیشانی پر ایک بہت بڑا نیون سائن چمک رہا تھا۔ جس پر ایگلز کلب کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔ کمپاؤنڈ کے مشرقی کونے میں پارکنگ تھی چنانچہ کار آہستہ آہستہ پارکنگ کی طرف مڑتی چلی گئی۔ اور پھر مختلف کاروں کے درمیان جا کر رک گئی۔ اور ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے نیچے اتر کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ اور لیڈی ایگلز کار سے اتری اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مین گیٹ پر موجود باوردی دربان نے تقریباً رکوع کے بل جھک کر لیڈی کو سلام کیا اور پھر پھرتی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ لیڈی بے نیازانہ انداز میں چلتی ہوئی ہال میں داخل ہو گئی۔ کلب کا ہال خاصا وسیع تھا۔ اور اسے بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ ہال میں اس وقت تقریباً تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ اور اس پر عورتیں اور مرد بیٹھے نوشی میں مصروف تھے۔ ہال کا ماحول بے حد سنجیدہ اور باوقار تھا۔ لوگ آپس میں بھی سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ البتہ کبھی کبھی کسی مترنم ہنسی کی آواز ضرور گونج

اٹھتی تھی۔ ہال میں موجود تمام افراد اپنے لباس چہرے مہرے اور انداز سے اعلیٰ طبقے کی نمائندگی کر رہے تھے۔

لیڈی ایگلز باوقار انداز میں چلتی ہوئی سیدھی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس لفٹ پر لفظ سپیشل لکھا ہوا تھا۔ اور لفٹ کے دروازے پر ایک باوردی نوجوان کھڑا تھا۔ لیڈی ایگلز کو لفٹ کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ یک دم مؤدب ہو گیا اور پھر اس نے تیزی سے بڑھ کر لفٹ کا دروازہ کھولا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا۔ لیڈی ایگلز لفٹ میں داخل ہو گئی تو لفٹ بوائے نے باہر لگے ہوئے سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خودبخود بند ہوتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لفٹ اوپر چڑھتی چلی گئی۔ لفٹ بوائے باہر کھڑا سوئچ بورڈ پر تیزی سے بدلتے ہوئے نمبروں کو دیکھتا رہا۔

لفٹ آٹھویں منزل پر جا کر خودبخود رک گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی کھلتا چلا گیا۔ لیڈی ایگلز دروازے سے باہر آ گئی۔ اور پھر راہداری میں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ایک کمرے کے دروازے پر رک گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازہ پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔ وہ دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا تو لیڈی ایگلز اندر داخل ہوئی۔

" مسٹر ایکس کی طرف سے کوئی پیغام ہے ـــــ لیڈی ایگلز نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں تحکم موجود تھا۔

"یس میڈم ـــــ انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ فوراً ان سے رابطہ قائم کریں" ـــــ نوجوان نے جھک کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور لیڈی ایگلز سر ہلاتی ہوئی ملحقہ کمرے کا دروازہ پار کر کے اندر چلی گئی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک اونچی پشت والی چمڑے کی کرسی موجود تھی۔ لیڈی ایگلز اس کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور اس نے سامنے رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے ٹیلی فونوں میں سے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک سفید رنگ کا سوئچ آن کر دیا۔ اس سوئچ کے آن ہوتے ہی کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو گیا

نمبر ڈائل ہوتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"مسٹر ایکس سے بات کرائیں ـــــ مادام ایم سپیکنگ" ـــــ لیڈی ایگلز نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس میڈم ـــــ ایکس سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایک باوقار آواز بلند ہوئی۔

"آپ کا پیغام ملا تھا اس لئے رابطہ قائم کیا ہے" ـــــ مادام کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"میڈم ـــــ یو۔ الیف کے ممبروں کی تشکیل مکمل ہو گئی ہے اور جلد ہی ٹیم پاکستان کے لئے روانہ ہو جائے گی۔ میں صرف یہی اطلاع دینا چاہتا تھا" ـــــ مسٹر ایکس نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ کون کون سے اس لسٹ میں شامل ہے" ـــــ لیڈی نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"صرف چھ ملکوں نے اس ٹیم میں شمولیت کا اقرار کیا ہے۔ ایکریمیا کی طرف سے مس کیوی، روسیاہ کی طرف سے مسٹر شولنگ، شوگران کی طرف سے مسٹر چن پائی، ناگا لینڈ کی طرف سے ارجیش سنگھ، زولو لینڈ کی طرف سے ڈیپام اور پاکیشیا کی طرف سے جولیانا فٹز واٹر کو نامزد کیا گیا ہے" ـــــ مسٹر ایکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ کیا یہ پاکیشیا یورپین ملک ہے" ـــــ لیڈی ایگلز نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ـــــ یہ عورت سوئس قومیت سے تعلق رکھتی ہے لیکن کافی عرصہ سے پاکیشیا میں رہتی ہے۔ اور وہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے اسے یو۔ الیف کے لئے نامزد کیا ہے" ـــــ مسٹر ایکس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ بہرحال کب تک یہ ٹیم روانہ ہونے والی ہے" ـــــ لیڈی ایگلز نے سوال کیا۔

"جہاں تک مجھے اطلاعات ملی ہیں پندرہ روز بعد انہیں سوئٹزرلینڈ میں اکٹھے ہونے کے لئے کہا جائے گا۔ وہیں ٹیم کے لیڈر کا انتخاب ہو گا اور پھر ٹیم اپنے لائحہ عمل کی تفصیلات مرتب کرے گی" ـــــ مسٹر ایکس نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ مس کیوی کو بریف کر دیا گیا ہے یا نہیں" ـــــ

لیڈی ایگلز نے پوچھا۔

"مس کیوی کو مکمل طور پر بریف کر دیا گیا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ مکمل طور پر تعاون کرے گی۔ اُسے ہدایات کے مطابق پوائنٹ ٹرانسمیٹر بھی پہنچا دیا گیا ہے۔ تاکہ مشن پر جانے کے بعد وہ آپ سے براہ راست رابطہ قائم رکھے۔ کوڈ ایگلز تجویز کیا گیا ہے"——— مسٹر ایکس نے جواب دیا۔

"او۔ کے——— ان کے لیڈر اور مشن کے لائحہ عمل کی مکمل تفصیلات مجھے پہنچا دی جائیں تاکہ اس کی روشنی میں مشن کی مزید تفصیلات طے کی جاسکیں"——— لیڈی نے کہا۔

"یس میڈم——— ایسا ہی ہوگا۔ اور ٹائیگر کے ساتھ مذاکرات کا کیا نتیجہ نکلا"——— ایکس نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"وہ سودے بازی پر آمادہ نہیں ہوا۔ اس لئے میں نے اس کی کار پر الاسٹک بم فائر کر دیا۔ وہ جہاں بھی جا کر کار روکے گا۔ کار سمیت تباہ ہو جائے گا۔ بلکہ اب تک ہو بھی چکا ہوگا۔ اس کی موت کے بعد اس کا گروہ اتنا بڑا اقدام نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کی طرف سے تو بے فکری ہو گئی ہے"——— لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میڈم——— ٹائیگر انتہائی خطرناک مجرم ہے۔ اس کا اتنی آسانی سے مرنا قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ اس کی طرف سے تسلی کر لیں"——— مسٹر ایکس نے کہا۔

"اوہ نہیں مسٹر ایکس——— ایسی کوئی بات نہیں وہ صرف اپنے آپ کو لوز کرتا ہے۔ جس قدر آسانی سے وہ پوائنٹ نمبر ٹو پر آگیا تھا۔

اگر میں چاہتی تو اس پر پوری برین گن خالی کر دیتی لیکن میں نے اُسے عمارت میں قتل کرنا اچھا نہیں سمجھا کیوں کہ اس طرح اس کا گروہ لیڈی ایگلز کے پیچھے پڑ جاتا۔ اور اس اہم مشن کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی ہو جاتیں"——— لیڈی ایگلز نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ویسے میڈم——— کیوں نہ یو۔ الیف کو پہلے مرحلے پر ہی ختم کر دیا جائے۔ وہ آسانی سے ختم ہو سکتے ہیں"——— مسٹر ایکس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے مرحلے سے کیا مراد ہے"——— لیڈی ایگلز نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہیں سوئٹزرلینڈ میں ہی ان کے میٹنگ ہال پر بم پھینکا جا سکتا ہے"——— مسٹر ایکس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں——— ایک ٹیم کے خاتمے کے بعد کیا یہ ضروری ہے کہ یو۔ الیف کی نئی ٹیم تیار نہیں ہو سکتی۔ اس ٹیم کو آخر تک الجھایا جائے۔ تاکہ آخری مرحلے پر اس کا خاتمہ کیا جائے۔ اس وقت حالات بدل چکے ہوں گے"——— لیڈی ایگلز نے جواب دیا۔

"او۔ کے——— جیسے آپ کی مرضی——— بہرحال میری تو تجویز تھی"——— مسٹر ایکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے——— آپ مس کیوی کی طرف سے لائحہ عمل کی تفصیلات مجھے بھجوا دیں۔ اس کے بعد میں تمام مشن کو فائنل کر دوں گی"——— لیڈی ایگلز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

اس کے بعد اس نے ایک اور ٹیلی فون کو اپنی طرف کھسکایا۔ اور اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیڈی ایگلز" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی لیڈی ایگلز نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام ——— نمبر تھری ڈان سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک دبی دبی سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا۔ کہ وہ دبا کر بات کر رہا ہے"

"ٹائیگر کی موت کے بعد گروہ کیا کر رہا ہے" ——— لیڈی ایگلز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر کی موت ——— نہیں مادام ——— ٹائیگر تو صحیح سلامت ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ البتہ اینڈریو کو اس نے گولی مار دی ہے" ——— تھری ڈان نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— ٹائیگر کیسے زندہ رہ گیا۔ اس کی کار کہاں ہے" ——— لیڈی ایگلز کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"مادام ——— ٹائیگر جوشن کے ساتھ کار میں ہیڈ کوارٹر میں آیا۔ اس نے جوشن کے ہاتھ ہارڈی کو بلوایا اور اسے کار دے کر کہیں بھیج دیا ہے۔ اور پھر اپنے کمرے میں جاتے ہی اس نے اینڈریو کو کال کیا اور پھر اس کی لاش ہی باہر آئی ہے" ——— تھری ڈان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ ——— میں تو سمجھی تھی کہ ٹائیگر اب تک ختم ہو گیا ہو گا۔ لیکن اسے اینڈریو پر کیسے شک گزرا" ——— لیڈی ایگلز کے لہجے

میں بے چینی نمایاں تھی۔

"تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے مادام ——— بس اتنا پتہ چلا ہے کہ اسے گولی مار دی گئی ہے" ——— تھری ڈان نے جواب دیا۔

"اور کچھ ——— مزید کوئی رپورٹ" ——— لیڈی ایگلز نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر نے ورکنگ میٹنگ کال کی ہے۔ اور خود اپنے کمرے میں ہے" ——— تھری ڈان نے جواب دیا۔

"ورکنگ میٹنگ ——— اس کا مطلب ہے وہ اس میٹنگ میں مشن کی تفصیلات طے کرے گا۔ مجھے اس میٹنگ کی تفصیلی رپورٹ چاہیئے" لیڈی ایگلز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اس کا انتظام ہو جائے گا مادام" ——— تھری ڈان نے جواب دیا۔

"اور سنو ——— میں منتظر رہوں گی۔ تمہارا کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی نظروں میں آجاؤ" ——— لیڈی ایگلز نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"میں خیال رکھوں گا مادام" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور مادام نے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اٹھ کر ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی ——— دروازہ کھول کر وہ پہلے کمرے میں آئی تو دروازے کے پاس کھڑے ہوئے نوجوان نے تیزی سے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل

کرراہداری میں آگئی ــــــ راہداری کراس کرکے وہ لفٹ کے دروازے پر پہنچی تو لفٹ نیچے جا چکی تھی ــــــ لیڈی ایگزر نے دیوار پر لگے ہوئے سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبایا اور انتظار میں کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد لفٹ اوپر پہنچ گئی اور اس کا دروازہ کھل گیا ــــــ لیڈی ایگزر لفٹ میں سوار ہوئی تو لفٹ کا دروازہ بند ہوا اور لفٹ نیچے اترتی چلی گئی۔ لیڈی ایگزر لفٹ سے نکل کر ہال میں سے گزرتی ہوئی مین گیٹ کراس کرکے باہر آئی اور پھر اس کا رخ پارکنگ کی طرف ہو گیا ــــــ
پارکنگ اس وقت تقریباً خالی پڑی ہوئی تھی۔ اکا دکا چند کاریں نظر آ رہی تھیں۔ لیڈی ایگزر تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی ــــــ اور پھر جیسے ہی وہ اپنی کار کے قریب پہنچی، ڈرائیور لیڈی ایگزر کو آتے دیکھ کر تیزی سے باہر آ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ لیڈی ایگزر کار میں بیٹھتے بیٹھتے یک دم ٹھٹھک کر رک گئی ــــــ اس کی نظر اپنی کار کے قریب کھڑی ہوئی کار پر جا رکی۔ جس میں سے ایک نوجوان تیزی سے باہر نکل رہا تھا۔ کار کے انجن چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ لیڈی ایگزر چند لمحے کار کو دیکھتی رہی۔ اور پھر وہ پچھلی نشست پر بیٹھ گئی ــــــ دوسری کار میں سے نکلنے والا نوجوان کار چھوڑ کر انتہائی تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ لیڈی ایگزر کے ذہن میں ایک عجیب سی خلش پیدا ہونے لگی تھی ــــــ لیکن کوئی بات واضح طور پر سامنے نہ آ رہی تھی۔ ڈرائیور نے لیڈی ایگزر کے بیٹھتے ہی کار کا انجن سٹارٹ کیا اور پھر اسے گیئر میں ڈال دیا۔ مگر اس سے پہلے

کہ کار آگے بڑھتی۔ اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور لیڈی ایگزر کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کار سمیت ہوا میں اڑتی چلی جا رہی ہو۔ اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی کے دبیز پردے پڑتے چلے گئے۔



جولیا جیسے ہی طیارے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی ایک خوب صورت اور سمارٹ سا نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔
"یو۔ الف" ــــــ نوجوان نے جولیا کے قریب آ کر دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں ــــــ پی۔ یو۔ الف" ــــــ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے نوجوان کی سرخ ٹائی کے درمیان سفید رنگ کی فاختہ کی تصویر دیکھ لی تھی۔
"میرے ساتھ آئیے مس" ــــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی ــــــ جولیا ایکسٹو کی خصوصی ہدایت پر یو۔ الف میں شامل ہونے کے لئے آئی تھی۔ اور ایکسٹو نے اُسے

بتادیا تھا۔ کہ وہاں اسے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہیں کیوں کہ لیبارٹری کی تباہی کے بعد فارمولے کے لئے ہو سکتا ہے یو۔ الیف کا ہر ممبر درپردہ کوششیں کریں۔ اور اُسے ہر قیمت پر اس فارمولے کو یا تو خود حاصل کرنا ہے —— اور یا پھر اسے یقین کی حد تک ضائع کر دینا ہے۔ اُسے یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ وہاں اس نے اکیلے ہی کام کرنا ہے۔ اور ایکسٹو کی نمائندگی کرنی ہے —— کوئی دوسرا شخص اس کی مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ یہی وجہ تھی کہ جولیا بے حد سنجیدہ تھی۔ جب سے وہ سیکرٹ سروس میں شامل ہوئی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس طرح تمام تر ذمہ داری براہِ راست اس کے کاندھوں پر ڈال دی گئی تھی —— ورنہ اس سے قبل ٹیم کے دوسرے ممبر یا کم از کم عمران اس کے ساتھ ضرور ہوتا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو دبے دبے لہجے میں کہا بھی تھا کہ کم از کم عمران یا صفدر کو بھی اس کے ہمراہ بھیج دیا جائے لیکن ایکسٹو نے انکار کر دیا تھا —— اس نے کہا تھا کہ سب کام جولیا کو اکیلے ہی کرنا پڑے گا۔ اور اُسے یو۔ الیف میں ایکسٹو کی ساکھ قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ مشن کو بھی اس کی ہدایات کے مطابق سرانجام دینا ہوگا —— اور پھر جب جولیا کو اس بات کا علم ہوا تھا کہ اُسے دنیا کے مشہور ترین سیکرٹ ایجنٹوں کے ساتھ کام کرنا ہوگا تو اُسے ایک عجیب سی مسرت کا احساس بھی ہوا کہ ایکسٹو نے اس پر پوری ٹیم میں سب سے زیادہ اعتماد کیا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر ایکسٹو کے اعتماد پر پوری اترے گی —— اُسے بتا دیا گیا تھا کہ طیارے سے اترتے ہی بین الاقوامی ادارہ امن کا ایک رکن اُسے خوش آمدید کہنے کے لئے موجود ہوگا ——

اور اس کی مخصوص نشانی یہی ہوگی کہ اُس نے سُرخ رنگ کی ٹائی باندھی ہوئی ہوگی۔ جس پر سفید رنگ سے فاختہ کی تصویر بنی ہوگی۔ اور وہ کوڈ یو۔ الیف کہے گا —— اور اس کے جواب میں اُسے پی۔ یو۔ الیف کہنا ہوگا۔ جولیا کو بھی ایک بیج دیا گیا تھا۔ جس پر فاختہ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ بیج اُس کے سکرٹ پر ٹنکا ہوا تھا۔ اور شاید اسی بیج کی وجہ سے نوجوان نے اُسے پہچانا تھا۔

”کار میں بیٹھتے ہی نوجوان نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور اس کا رخ ایک مخصوص دروازے کی طرف تھا“

”آپ کا سفر بخیر گزرا مس“ —— نوجوان نے ائیرپورٹ سے باہر آنے کے بعد مسکراتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

”ظاہر ہے اگر بخیر نہ گزرتا تو میں یہاں کار میں کیسے بیٹھی ہوتی“ —— جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ —— آپ کا مزاج بے حد شگفتہ ہے۔ ویسے ایک بات پوچھوں اگر آپ ناراض نہ ہوں“ —— نوجوان نے کہا۔

”اگر اس میں میری ناراضگی کا کوئی پہلو ہے تو پھر بہتر ہے پوچھو ہی نہ“ —— جولیا نے جواب دیا اور نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے حیرت ہے کہ آپ کتنی بے تکلف طبیعت کی مالک ہیں۔ ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ آپ ایک مشرقی ملک سے آئی ہیں اس لئے بڑی پرتکلف گفتگو کی عادی ہوں گی“ —— نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب مشرق میں بھی غیر ضروری تکلف کو پسند نہیں کیا جاتا“ —— جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ذہن میں خیال آ رہا

تھا کہ اگر اس کی جگہ عمران آیا ہوتا تو اس نوجوان کو بے تکلف گفتگو کا مرحلہ آچکا ہوتا۔

"میں پوچھنا یہ چاہ رہا تھا کہ آپ کا تعلق تو مغرب سے ہے۔ پھر آپ نے مشرق میں مستقل رہائش کیوں رکھ لی کیا ان لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے آپ کو اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا"۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے آخر کار سوال پوچھ ہی لیا۔

"اجنبیت ۔۔۔۔۔ کیسی اجنبیت ۔۔۔۔ میری یہاں موجودگی ہی اس سوال کا جواب ہے۔ ورنہ ایک مشرقی ملک مجھے اپنی نمائندگی کے لئے نہ بھیجتا"۔۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ میرا خیال یہ تھا کہ مشرقی ملک کے لوگ ذہنی طور پر پس ماندہ ہیں اس لئے وہ اتنے بڑے مشن کے لئے اپنے آپ کو اہل نہ سمجھتے ہوں گا اس لئے انہوں نے آپ کو بھیجا ہے"۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں رہ کر تم بھی کچھ سوچ سکتے ہو ورنہ اصل بات یہ ہے کہ مشرق کے لوگ ذہانت میں مغرب سے کہیں آگے ہیں"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

نوجوان بھی خاموش ہو گیا۔ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی اب شہر سے نکل کر مضافات کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ سے مڑ کر ایک بائی روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جولیا خاموشی سے بیٹھی ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ ایک طویل عرصے بعد سوئٹزرلینڈ آئی تھی۔ وہی سوئٹزرلینڈ جو

اس کا وطن تھا۔ اس کا گھر تھا۔ جہاں وہ پیدا ہوئی تھی۔ اور جہاں اب بھی اس کے تمام رشتہ دار رہتے ہیں۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ سب کچھ اس کا دیکھا بھالا ہو۔ جیسے وہ کسی ٹائم مشین پر سفر کر کے مستقبل سے واپس ماضی میں لوٹ آئی ہو ۔۔۔۔۔۔ بائی روڈ پر تقریباً پندرہ منٹ دوڑنے کے بعد کار ایک خوبصورت سے فارم ہاؤس کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ یہاں کئی کاریں پہلے سے موجود تھیں ۔۔۔۔۔ نوجوان نے کار ان کے درمیان روکی اور پھر نیچے اتر کر تیزی سے پچھلا دروازہ کھول دیا۔ جولیا باہر آگئی ۔۔۔۔

"میرے ساتھ تشریف لائیے"۔۔۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی نوجوان کی رہنمائی میں عمارت کے اندر داخل ہوتی چلی گئی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد نوجوان ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہو گئے ۔۔۔۔۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں ایک میز کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جولیا کو دیکھتے ہی وہ اٹھ کر استقبالیہ انداز میں کھڑی ہو گئی۔

"اسے آپ اپنے کاغذات دے دیں اور مجھے اجازت"۔۔۔۔۔ نوجوان نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر جولیا کے سر ہلانے پر وہ مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جولیا نے پرس میں سے

ایک لفافہ نکال کر اس لڑکی کے حوالے کر دیا۔ یہ لفافہ اُسے ایکسٹو نے دیا تھا۔ لڑکی نے غور سے لفافے کو دیکھا۔ اور پھر اس میں سے کاغذ نکال لیا۔

"ٹھیک ہے مس جولیانا ——— یو۔ این کے باقی تمام ممبر تو پہلے پہنچ چکے ہیں۔ صرف آپ کا انتظار تھا۔ آپ اس دروازہ سے اندر تشریف لے جائیں" ——— لڑکی نے ایک بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی دروازہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا ——— اور جولیا اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں ایک بڑی سی میز کے گرد چھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جن میں سے پانچ پر مختلف قومیتوں کے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ ایک کرسی خالی تھی ——— سفید سوٹ میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر شخص دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔ جولیا کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ مگر جولیا نے مصافحہ کرنے کی بجائے مشرقی انداز میں سر کو جھکا کر سلام کر دیا اور ادھیڑ عمر شخص نے ندامت بھرے انداز میں ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر فرام پاکیشیا" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے فوراً ہی بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ان سب نے سر جھکا کر جولیا کا استقبال کیا۔

"مجھے مرفی باول کہتے ہیں ——— میں بین الاقوامی ادارہ کا نمائندہ ہوں ——— تشریف رکھیے" ——— ادھیڑ عمر نے اپنا تعارف کراتے

کراتے ہوئے خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میرا خیال ہے پہلے آپس میں تعارف ہو جائے پھر مزید بات چیت کی جائے" ——— مرفی باول نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جولیا کے بالمقابل بیٹھی ہوئی ایک نوجوان عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ——— یہ مس کیوی ہیں ایکریمین ٹاپ سیکرٹ سروس سے ان کا تعلق ہے۔ پوری دنیا میں سب سے ذہین اور خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھی جاتی ہیں ——— ان کے ساتھ مسٹر شولنگ بیٹھے ہیں روسیاہ کے جی۔ بی کے خطرناک اور ذہین ترین ایجنٹ ——— ان کے ساتھ زولولینڈ سیکرٹ ایجنسی کے چیف سیکرٹ ایجنٹ مسٹر ڈیپام ——— ان کے ہمراہ ناگا لینڈ سیکرٹ سروس کے مایہ ناز ایجنٹ رامیش سنگھ۔ اور ان کے بعد مسٹر چین پائی شو گران سیکرٹ سروس کے نمائندہ ہیں۔ اور آپ جیسا کہ میں نے ابھی تعارف کرایا ہے مس جولیانا آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ——— مرفی باول نے تفصیل کے ساتھ سب کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور سب ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"میں اب آپ کے سامنے مشن کی وضاحت کر دوں۔ اس کے بعد میں اجازت چاہوں گا تاکہ آپ آپس میں اس مشن کا لائحہ عمل بھی طے کر لیں۔ اور اپنا لیڈر بھی چن لیں ——— بین الاقوامی ادارہ امن آپ کو ہر ممکن سہولتیں پہنچانے کا ذمہ دار ہے" ——— مرفی باول نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سامنے والی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جس پر دنیا کا ایک بہت بڑا تفصیلی نقشہ لٹکا ہوا تھا۔ نقشہ پر ایک جگہ سُرخ رنگ کا دائرہ بنا ہوا تھا۔

"یہ دنیا کا تفصیلی نقشہ ہے۔ اور جس جگہ سرخ رنگ کا دائرہ بنا ہوا ہے۔ یہ برفانی علاقہ راکستان ہے۔ اس راکستان کے عین درمیان ہیں ایک جگہ وادی نمل کہلاتی ہے ــــــ وادی نمل دنیا میں سب سے خوف ناک برفانی علاقہ ہے۔ جہاں سارا سال نہ صرف برف گرتی رہتی ہے بلکہ وہاں برف کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ یہ علاقہ قطب شمالی کے نزدیک ہے ــــــ وادی نمل چار سو کلو میٹر مربع میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے چاروں طرف دور دور تک آبادی نہیں ہے ــــــ آج سے تقریباً چار سال قبل دنیا کے مشہور سائنس دان جن کا تعلق مختلف ملکوں سے تھا یک وقت غائب ہو گئے۔ اور باوجود زبردست کوششوں کے ان کا پتہ نہ چل سکا ــــــ لیکن دو ماہ قبل اچانک بین الاقوامی ادارہ امن کے سیکرٹری جنرل کو ایک خط ملا۔ یہ خط مشہور سائنس دان آسٹروچ کی طرف سے لکھا گیا تھا۔ جو کہ چار سال قبل غائب ہو جانے والے سائنس دانوں میں شامل تھا ــــــ اس خط سے پہلی بار دنیا کو معلوم ہوا کہ وادی نمل میں کہیں ایک خفیہ زمین دوز لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ جس میں انتہائی ہولناک بم بنانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اس بم کو ایکس بم کہا جاتا ہے ــــــ اور اس بم کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے پھٹتے ہی اس کے دائرہ اثر میں موجود تمام دھاتیں چاہے وہ کسی ساخت یا حیثیت میں ہوں۔ یک لخت غائب ہو جاتی ہیں۔ آسٹروچ کسی طرح اس لیبارٹری سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا لیکن برف کے اس عظیم سمندر کو عبور کرتے وقت اُسے بے پناہ مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ بہر حال وہ کسی نہ کسی طرح مہذب دنیا تک پہنچ گیا ــــــ اور پھر اُسے صرف یہی خط لکھنے کی مہلت ملی اس کے بعد وہ ختم ہو گیا۔ اس خط میں صرف اتنا سا درج تھا کہ یہ لیبارٹری وادی نمل میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ تفصیلات نہ تھیں ــــــ بہر حال بین الاقوامی ادارہ امن کے کہنے پر حکومت ایکریمیا نے اپنے خصوصی سیاروں کی مدد سے اس لیبارٹری کا اتا پتا معلوم کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سُود ــــــ آخر کار بین الاقوامی ادارہ امن نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ دنیا بھر کے چوٹی کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک یونائیٹڈ فورس قائم کی جائے۔ جو اس وادی نمل میں جا کر نہ صرف اس لیبارٹری کا سراغ لگائے بلکہ اُسے تباہ کر دے ــــــ تاکہ دنیا اس خوف ناک ترین ہتھیار سے بچ جائے۔ چنانچہ تمام دنیا کے ممالک کو اس سلسلے میں درخواستیں کی گئیں۔ لیکن صرف آپ کے ممالک نے اس مہم میں دل چسپی کا اظہار کیا اور اس کے نتیجے میں آپ یہاں موجود ہیں ــــــ اب آپ لوگوں نے آپس میں اپنے لیڈر کا انتخاب کرنا ہے۔ اور مشن کے سلسلے میں مزید تفصیلات طے کرنی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ جو سامان یا سہولت چاہیں وہ آپ کو پہنچا دی جائے گی۔ لیکن بہر حال آپ نے پوری دنیا کے امن پسند عوام کی خاطر اس مشن کو سر انجام دینا ہے" ــــــ مرفی بادل نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ پوری وادی نمل کو بموں سے تباہ

کر دیا جائے "—— اچانک راجیش سنگھ نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر راجیش —— یہ ناممکن ہے۔ اوّل تو وادی نمل میں سوائے مخصوص بموں کے اور کوئی بم نہیں پھینکا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ —— جن لوگوں نے لیبارٹری قائم کی ہوگی انہوں نے یقیناً اسے بم پروف بھی بنا دیا ہوگا۔ اور وہ مخصوص بم بھی سوائے برف کو پگھلانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا "—— مرفی پادل نے جواب دیا۔

"آخر لیبارٹری کے لئے ساز و سامان اور وہاں کے لوگوں کے لئے خوراک تو جاتی ہی ہوگی۔ اگر اس ذریعہ کا علم ہو جائے تو زیادہ آسانی سے لیبارٹری تک پہنچا جا سکتا ہے۔ کیا ایسی کوئی اطلاع ہے آپ کے پاس "—— جولیا نے کہا۔

"اوہ —— ویری گڈ —— آپ نے بے حد ذہانت بھرا سوال پوچھا ہے۔ اس سلسلے میں بھی چھان بین کی گئی تھی۔ لیکن باوجود کوشش کے اس کا سراغ نہیں مل سکا "—— مرفی پادل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر مرفی پادل —— ہم آپس میں تفصیل سے طے کر لیتے ہیں۔ پھر آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا "—— مس کیوی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے —— میں باہر موجود ہوں۔ آپ جب کسی نتیجے یا فیصلے پر پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع کر دیجئے گا "—— مرفی پادل نے کہا

اور پھر وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہو گیا۔ اب کمرے میں صرف چھ افراد باقی رہ گئے تھے۔

"سب سے پہلے ہمیں چیف کا انتخاب کر لینا چاہیئے۔ تاکہ منظم طریقے سے اور ایک ٹیم کی صورت میں کام ہو سکے "—— راجیش سنگھ نے کہا۔

"میں اس کے لئے شوگران کے نمائندہ مسٹر چن پائی کا نام تجویز کرتا ہوں "—— زولولینڈ کے مسٹر پیام نے کہا۔

"ایسے نہیں —— یہاں کوئی کسی سے کم نہیں ہے۔ اور پارٹی لیڈر بننے کا ہر شخص خواہش مند ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ پرچیاں ڈال دی جائیں جس کا نام نکل آئے۔ وہی چیف ہوگا۔ اور سب لوگ اس کی ہدایات پر مکمل عمل کریں گے "—— مسٹر چن پائی نے کہا اور سب نے اس تجویز پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

چنانچہ چھ پرچیوں پر باری باری سب کے نام لکھے گئے اور پھر انہیں ایک جیسا تہہ کر کے میز کے درمیان ڈال دیا گیا۔

"مس کیوی —— آپ ان میں سے ایک پرچی اٹھا لیں "—— راجیش سنگھ نے کہا اور مس کیوی نے مسکراتے ہوئے درمیان میں سے ایک پرچی اٹھا لی۔ سب لوگوں کے چہروں پر زبردست اشتیاق تھا۔ پرچی کھولی گئی تو اس پر کے۔ جی۔ بی کے نمائندہ مسٹر شولنگ کا نام درج تھا۔ اور پھر سب نے متفقہ طور پر مسٹر شولنگ کو لو۔ الیف کا چیف منتخب کر لیا۔

"آپ لوگوں کے اعتماد کا بے حد شکریہ ـــ میں کوشش کروں گی کہ آپ لوگوں کے اعتماد پر پورا اتروں۔ بہرحال یہ مشن بے حد اہم ہے اور ہمیں اس سلسلے میں پوری صلاحیتیں صرف کر دینی چاہئیں ـــ اور دوسری بات یہ کہ جو لوگ ایسی دشوار گزار جگہوں پر اتنی جدید ترین لیبارٹری قائم کر سکتے ہیں۔ ان کے ہاتھ یقیناً بے حد لمبے ہوں گے۔ اس لئے ہمیں کوئی ایسا پلان بنانا چاہیئے۔ جو کہ ناقابل خطا ہو" ـــ مسٹر شولنگ نے باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

"میرا خیال ہے ـــ ہمیں اپنے آپ کو کسی سائنس مشن کے طور پر وہاں جانا چاہیئے۔ تاکہ ایک تو ہم وہاں رہ کر اس لیبارٹری کو تلاش کر سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ اگر مجرم ہمیں چیک بھی کریں تو انہیں یہی محسوس ہو کہ یہ واقعی سائنسی مشن ہے" ـــ مادام کیوری نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"سائنسی مشن کی بجائے ہمیں سروے مشن کے طور پر کام کرنا چاہیئے کیونکہ سائنسی مشن کے لئے بے شمار سائنسی مشینیں ساتھ لے جانی پڑیں گی۔ اور اس طرح ہمارے آزادانہ کام میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے" ـــ رامیش سنگھ نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں دو گروپوں میں کام کرنا چاہیئے۔ تاکہ اگر ایک گروپ مجرموں کے ہتھے چڑھ جاتا ہے تو دوسرا گروپ اس کی امداد کر سکے" ـــ جولیا نے کہا۔

"ویری گڈ ـــ یہ اچھی تجویز ہے" ـــ مسٹر شولنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ اس طرح ہماری طاقت بٹ جائے گی۔ اس لئے اگر ہم اکٹھے رہیں تو زیادہ بہتر ہے" ـــ مادام کیوری نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ٹرانسمیٹر پر ایک دوسرے سے رابطہ قائم رہے گا۔ اور اس طرح اگر مجرم کوئی کارروائی کریں گے تو پورا مشن تباہ نہیں ہوگا۔ اس لئے مس جولیانا کی تجویز بے حد مناسب ہے" ـــ مسٹر ڈیپام نے کہا اور پھر سب کی متفقہ طور پر تائید کر دینے پر مادام کیوری بھی خاموش ہو گئیں۔

"چلو یہ فیصلہ تو ہو گیا کہ ہم دو گروپوں میں کام کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ مسٹر ڈیپام۔ میں اور مادام کیوری ایک گروپ میں ہو جائیں اور دوسرے گروپ میں مسٹر چن پائی۔ رامیش سنگھ اور مس جولیانا ہوں اور دوسرے گروپ کا انچارج مسٹر چن پائی کو بنا دیا جائے" ـــ مسٹر شولنگ نے رائے دیتے ہوئے کہا اور سب کی تائید پر یہ فیصلہ مکمل کر لیا گیا۔

اور پھر انہوں نے اس ساز و سامان پر غور کرنا شروع کر دیا جو انہیں وہاں کام کرنے کے لئے ضرورت ہوگا۔ چنانچہ کافی طویل بحث و مباحثے کے بعد سامان کی ایک طویل لسٹ تیار کر لی گئی اور مشن پر روانگی کے لئے دوسرے روز صبح کا وقت مقرر کر دیا گیا۔ اس طرح یہ میٹنگ آخرکار ایک نتیجے پر ختم ہوئی۔ اور شولنگ نے مرفی بادل کو بلا کر لسٹ اس کے حوالے کر دی۔ اور پھر مرفی بادل نے اُسی فارم میں ہی انہیں ان کے لئے مخصوص شدہ کمروں تک پہنچا دیا۔

ٹائیگر نے چونک کر میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ جس میں سے اچانک کرخت انداز میں گھنٹی بجنے کی آواز نکلنے لگی تھی۔

"یس۔ ٹیگر"۔۔۔ ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔۔ مشن کامیاب ہو گیا۔ ایگلز کلب کا کافی بڑا حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ لیڈی ایگلز مع کار تباہ ہو چکی ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے ہارڈی کی آواز سنائی دی۔ اُس کے لہجے میں بے پناہ خوشی کا تاثر تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ واقعی ہی ایسا ہوا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جب میں کار لے کر وہاں پہنچا تو لیڈی ایگلز کی کار پارکنگ میں موجود تھی میں نے کار اس کے ساتھ روک دی اور انجن سٹارٹ رکھا۔ لیڈی ایگلز کے ڈرائیور مارشل نے مجھ سے پوچھا کہ میں انجن کیوں نہیں بند کرتا

تو میں نے کہہ دیا کہ مجھے اپنے باس کا انتظار ہے۔ اور بیٹری ڈاؤن ہے اگر انجن بند کر دیا تو پھر دھکا لگانا پڑے گا۔۔۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر کافی دیر بعد لیڈی ایگلز کلب سے نکل آئی۔ اور وہ جیسے ہی کار کے قریب پہنچی میں نے فیول بند کر دیا۔ اور اتر کر تیزی سے سڑک کی طرف چل دیا۔ میرے سامنے لیڈی ایگلز کار میں بیٹھ گئی۔ ابھی اس کی کار کا انجن ہی سٹارٹ ہوا تھا کہ ہماری کار کا انجن تیل بند ہو جانے کی وجہ سے رک گیا۔۔۔ اور پھر الاسٹک بم پھٹ گیا۔ یہ بم اتنا خطرناک تھا کہ پارکنگ میں کھڑی ہوئی تمام کاریں تنکوں کی طرح فضا میں اڑتی چلی گئیں۔ کلب کا وہ حصہ جو پارکنگ کے نزدیک تھا، تباہ ہو گیا"۔۔۔ ہارڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔۔۔ اب تم واپس ہیڈ کوارٹر آ جاؤ"۔۔۔ ٹائیگر نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی جوشن دروازے پر نمودار ہوا۔

"یس باس"۔۔۔ جوشن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ورکنگ میٹنگ کی کیا پوزیشن ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"سب لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔ جوشن نے جواب دیا۔

"او۔کے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری میں سے ہوتا ہوا ایک لفٹ کے ذریعے عمارت کی سب سے اوپر والی منزل میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک ہال کمرے میں

ایک بڑی سی میز کے گرد نو افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی ٹائیگر ہال میں داخل ہوا۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا درمیان میں رکھی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور چند لمحے وہ غور سے ایک ایک آدمی کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ سب لوگ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا خیال ہے ـــــ کیا ہمارے درمیان کوئی غدار تو نہیں ہے" ـــــ ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"غدار ـــــ بھلا ہم میں سے غدار کون ہو سکتا ہے" ـــــ ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یا تو ہمارے درمیان کوئی غدار موجود ہے۔ یا پھر اس ہال میں ہونے والی کارروائی کو کہیں ٹیپ کیا جا رہا ہے" ـــــ ٹائیگر نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ دونوں باتیں ناممکن ہیں۔ آپ بے فکر رہیں" ـــــ سب نے متفقہ طور پر کہا۔

"اوکے ـــــ بہرحال جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ٹائیگر کسی سے نہیں ڈرتا۔ آپ لوگوں کو یہاں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ راکستان میں برفانی وادی نل میں ایک جدید ترین لیبارٹری موجود ہے۔ اس لیبارٹری میں دنیا کا خوفناک ترین ہتھیار ایکس بم تیار کیا جا رہا ہے۔ اور یہ ہتھیار اب تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ اگر ہم اس بم کا فارمولا حاصل کر لیں تو دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں بڑی خوشی سے اس فارمولے کو خریدنے پر تیار ہو جائیں گی چنانچہ میں

نے اس فارمولے کو حاصل کرنے کا پروگرام بنایا ہے ـــــ لیکن چند گھنٹے قبل مجھے لیڈی انگلز کی طرف سے پیغام ملا کہ وہ ایک خاص بات مجھ سے کرنا چاہتی ہے۔ میں وہاں چلا گیا تو معلوم ہوا کہ لیڈی انگلز بھی اس فارمولے کو حاصل کرنا چاہتی ہے ـــــ اور اسے اس بات کی اطلاع مل چکی تھی کہ میں نے بھی اس فارمولے کو حاصل کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے معاوضہ دے کر علیحدہ ہونے کے لئے کہا۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ پھر وہاں ایک ہلکی سی جھڑپ ہوئی اور میں باہر آ گیا ـــــ لیکن لیڈی انگلز نے میری کار پر سٹکی بم فائر کر دیا۔ مگر میں نے اس کا وار اس پر ہی الٹا دیا۔ اور ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس بم نے نہ صرف لیڈی انگلز کو شکار کر لیا ہے بلکہ انگلز کلب بھی تباہ ہو گیا ہے ـــــ چنانچہ اب میدان میں ہم اکیلے رہ گئے ہیں۔ اسی میٹنگ میں اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے میں تفصیلات طے کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک بہت بڑا مشن ہے۔ اس لئے ہمیں اس فارمولے کے حصول کے لئے اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کرنا ہوں گی" ـــــ ٹائیگر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"واقعی بہت بڑا مشن ہے باس ـــــ اور خاصا فائدہ مند بھی۔ میرا خیال ہے کہ ہم اپنی پوری ٹیم لے کر وادی نل میں جائیں۔ اور وہاں ہمیں مشکل صرف لیبارٹری کو ٹریس کرنے میں ہو گی۔ ایک بار لیبارٹری ٹریس ہو گئی تو پھر وہاں سے فارمولا حاصل کرنا قطعاً مشکل نہ ہو گا" ـــــ ایک آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کو ٹریس کرنے والا مسئلہ میں نے حل کر لیا ہے۔ چار ماہ پہلے ایک سائنس دان اس لیبارٹری سے بھاگ کر یہاں آ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا ——— اور اتفاق سے وہ میرے ایک آدمی کے ہتھے چڑھ گیا۔ وہ بے حد زخمی تھا۔ اس لئے میرے آدمی نے کسی خزانے کے لالچ میں اس کا علاج معالجہ کرایا۔ لیکن وہ آدمی مر گیا۔ البتہ اس کے پاس کاغذات تھے۔ جن پر عجیب و غریب زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ چند روز پہلے میرے آدمی نے وہ کاغذات مجھے دیئے اور واقعات بتلائے ——— میں نے ان کاغذات کا ترجمہ کرایا تو مجھے اس لیبارٹری اور اس کے نقشے اور محل وقوع کا علم ہو گیا۔ اور وہ ہیڈی ایگلز کا جاسوس تھا۔ اس نے لیڈی ایگلز کو اس راز کے بارے میں بتا دیا۔ اس طرح وہ بھی میدان میں آ گئی۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے لیبارٹری کا علم ہے۔ مسئلہ صرف اس لیبارٹری میں سے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"باس ——— لیبارٹری کی پوزیشن کیا ہے۔ اس کی تفصیلات کیا ہیں تاکہ اس کے مطابق اس کے اندر داخل ہونے کا پروگرام بنایا جائے" ——— ایک آدمی نے پوچھا۔

"یہ تفصیلات میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ میں نے وہاں جانے کی ایک پلاننگ کی ہے۔ اس کے لئے میں نے تفصیلات طے کر دی ہیں۔ وہ جوشن آپ تک پہنچا دے گا۔ آپ ان تفصیلات کے مطابق تیاریاں مکمل کر لیں۔ ہم کل شام کو روانہ ہو جائیں گے" ———

ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"اس بار باس بے حد رازداری سے کام لے رہا ہے" ——— ٹائیگر کے جاتے ہی ایک آدمی نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے دوسرے سے کہا۔

"چونکہ پہلے غداری ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ محتاط ہے" ——— دوسرے نے جواب دیا۔ اور اسی لمحے جوشن اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ایک فائل لا کر میز پر رکھی۔ اور پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور ہال میں بیٹھے ہوئے نو افراد اس فائل پر جھک گئے۔

دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں ایک عمارت کے سامنے پہنچیں اور پھر بیک وقت دونوں ہی رک گئیں — پہلی جیپ میں سے عمران اچھل کر اترا۔ اور عمارت کے اندر داخل ہوتا چلا گیا۔ اس نے اوورکوٹ پہن رکھا تھا۔ اور سر پر چوڑے پیچھے والا ہیٹ تھا — وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے ایک دروازے میں سے ہوتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں ایک سرخ چہرے والا نوجوان ایک موٹی سی فائل سامنے رکھے اس کے مطالعے میں مصروف تھا — عمران کے قدموں کی آواز سن کر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے فائل بند کر دی —

"اتنی موٹی موٹی فائلیں نہ پڑھا کرو۔ نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ اور نظر کمزور ہو جائے تو پھر خوب صورت لڑکی کا سراپا حسین نظر آنے کی بجائے بگڑا ہوا سا دکھائی دیتا ہے" — عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر بڑے بے تکلفانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان اس کی بات پر بے اختیار مسکرا پڑا۔

"مشورے کا شکریہ — فرمائیے میرے لائق کوئی خدمت"

نوجوان نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس ہماری فائل پہنچ گئی ہوگی۔ سنو سرد سے کے متعلق" — عمران نے کہا۔

"اوہ — ہاں پہنچ گئی ہے۔ مگر آپ لوگ وہاں کیسے رہیں گے۔ وہاں تو بے شمار ٹیمیں اپنی جانیں گنوا چکی ہیں۔ انتہائی خطرناک اور دشوار گزار وادی ہے" — نوجوان نے میز کی دراز سے ایک فائل نکالتے ہوئے کہا۔

"دراصل ہمیں برف میں دفن ہونے کا شوق ہے۔ سنا ہے لاشیں گلتی سڑتی نہیں اور سینکڑوں سال تک ویسے کی ویسے ہی تازہ رہتی ہیں اور آپ کو علم ہے کہ جب برف پگھلے گی تو ہم گرمی پا کر دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ سینکڑوں سال بعد" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واقعی کسی نے سچ کہا ہے کہ بہت زیادہ پڑھے لکھے آدمی کا سکریو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ بہرحال آپ کی مرضی — آپ کے اجازت نامے تیار ہیں۔ آپ وادی میں داخل ہو سکتے ہیں" — نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے فائل عمران کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"جب تک عقل کا سکریو ڈھیلا نہ ہو تو عقل داڑھ نکلتی ہی نہیں — اور جب تک عقل داڑھ نہ نکلے آدمی کو عقل مندوں جیسی باتیں نہیں کرنا چاہئیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل اٹھا کر واپس مڑ گیا۔

نوجوان اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔ البتہ اس کی نظروں

میں ہمدردی کے تاثرات تھے۔ کیوں کہ اُسے یقین تھا کہ وادی نمل میں جانے والا زندہ واپس نہیں آتا۔ وہاں کے خوفناک برفیلے طوفان ہر پیش بندی کو تباہ کر ڈالتے ہیں۔ لیکن بہرحال وہ کسی کو روک نہ سکتا تھا ——— اس کے افسروں نے سروے ٹیم کو وادی نمل میں داخلے کی اجازت دے دی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اب انہیں نہیں روک سکتا تھا۔ یہ اجازت کا سلسلہ حکومت داکستان نے تھوڑے ہی عرصے پہلے سے شروع کیا تھا۔ کیوں کہ اکثر وادی نمل میں جانے والی پارٹیاں برفیلے طوفانوں میں پھنس جاتی تھیں۔ یا پھر ان کے پاس خوراک کے ذرائع ختم ہو جاتے تھے ——— اور وہ ہلاک ہو جاتے۔ اس لئے حکومت داکستان نے پوری وادی کے گرد سرحدی چوکیاں قائم کر دی تھیں۔ اور بغیر اجازت کوئی وادی نمل میں داخل نہ ہو سکتا تھا ——— وادی نمل میں جانے والے کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔ اور پھر ہنگامی مرکز میں ان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم رکھا جاتا۔ ہر پارٹی اس بات کی سرکاری طور پر پابند ہوتی تھی کہ وہ ہفتے میں ایک بار ہنگامی مرکز کو اپنے متعلق تفصیلی رپورٹ دے۔ اگر رپورٹ نہ ملتی تو ہنگامی مرکز سے امدادی ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ جاتے اور متاثرہ لوگوں کو نکال لاتے تھے ——— اسی طرح پارٹیوں کو کسی بھی وقت ہنگامی امداد کی ضرورت پڑ جاتی تو یہ امداد ہنگامی مرکز انہیں پہنچانے کا پابند ہوتا تھا۔

عمران باہر آتے ہی اچھل کر دوبارہ جیپ میں سوار ہو گیا۔ اور جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف نے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ جیپ کی پچھلی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل۔ اور ایک نوجوان زیب بیٹھا ہوا تھا۔ ان سب نے اوور کوٹ پہنے ہوئے تھے اور وہ سکڑے ہوئے بیٹھے تھے ——— پچھلی جیپ پر چوہان، صدیقی، نعمانی اور تنویر سوار تھے۔ اس جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر چوہان موجود تھا۔

دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے شمال کی طرف جانے والی سڑک کی طرف دوڑتی چلی جا رہی تھیں۔ جیپوں کے اوپر سامان لدا ہوا تھا۔ جسے ترپالوں سے ڈھک دیا گیا تھا۔

"کیا ہم انہی جیپوں کے ذریعے وادی میں داخل ہوں گے" ——— اچانک پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان عالم زیب نے پوچھا۔

"نہیں ——— جیپیں ہمارے ذریعے وادی میں داخل ہوں گی" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور عالم زیب یوں مطمئن ہو کر سر ہلانے لگا۔ جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"ارے یہ تو ایک بات ہوئی۔ چاہیے ہم جیپوں کے ذریعے جائیں یا جیپیں ہمارے ذریعے" ——— عالم زیب نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں بات اب واضح ہوئی تھی۔

"چلو اگر اس طرح اعتراض ہے تو ہم دونوں ایک دوسرے کے ذریعے چلے جائیں گے" ——— عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تب ٹھیک ہے" ——— عالم زیب نے ایک بار پھر مطمئن ہو کر سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب ——— اس قدر برف میں یہ جیپیں کیسے چلیں

گی" ——— کیپٹن شکیل نے اچانک پوچھا۔

"یہی تو میں سوچ رہا تھا۔ اگر جیپوں کا پٹرول برف بن گیا تو کیا ہو گا" ——— عالم زیب فوراً بول پڑا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"تو ہم برف کو پٹرول بنا لیں گے۔ ہمارے پاس چولھے تو ہیں" ——— عمران نے عالم زیب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واقعی اس بات کی طرف تو میرا خیال گیا ہی نہ تھا" ——— عالم زیب نے ایک بار پھر زور زور سے سر ہلانا شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر اس بار بے اختیار ہنس پڑے۔ اور عالم زیب نے یوں حیران ہو کر ان دونوں کی طرف دیکھا جیسے اُسے ان دونوں کی دماغی صحت پر شک ہو گیا ہو۔

"باس ——— برف میں کتنے دن رہنا ہے" ——— چند لمحوں بعد جوزف بولا۔

"ماشاءاللہ ——— اب تمہاری باری آگئی۔ ہو سکتا ہے ساری عمر ہی رہنا پڑے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری عمر ہی ختم ہو جائے لیکن ہمیں پھر بھی رہنا پڑے" ——— عمران آج بڑے فلسفانہ موڈ میں دکھائی دیتا تھا۔

"لیکن باس ——— ہمارے پاس بوتلوں کا ذخیرہ تو بہت کم ہے۔ میرے خیال میں صرف دو کریٹ ہیں" ——— جوزف کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"تو کیا ہوا ——— تم سال میں ایک بوتل پی لینا۔ امید ہے ساری

عمر یہی دو کریٹ ہی کافی رہیں گے" ——— عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"ارے باس ——— کیا کہہ رہے ہو ——— سال میں ایک بوتل" جوزف نے اچانک پوری قوت سے بریک دبا دیئے۔ اور جیپ کے چاروں پہیے بُری طرح چیخیں مارتے ہوئے سڑک سے چمٹ گئے۔

"ارے تم چلو تو سہی ——— چھ ماہ میں ایک پی لینا" ——— عمران نے کہا اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔

"یہ کن بوتلوں کی بات ہو رہی ہے" ——— عالم زیب جو اب تک خاموش بیٹھا تھا۔ آخر بول پڑا۔

"زہر کی بوتلیں ہیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"زہر کی بوتلیں ——— ارے باپ رے۔ یہ صاحب زہر پیتے ہیں۔ پھر زندہ کیسے ہیں" ——— عالم زیب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— تو تمہیں یہ زندہ نظر آرہے ہیں۔ نہیں مسٹر عالم زیب۔ انہیں تو مرے ہوئے دس صدیاں گزر چکی ہیں۔ یہ تو صرف ہماری محبت کی خاطر چل پھر لیتے ہیں بول لیتے ہیں۔ اور اپنی موت کو قائم رکھنے کے لئے زہر کی بوتلیں پی لیتے ہیں" ——— عمران نے عالم زیب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو کیا یہ بھوت ہیں" ——— عالم زیب نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور لاشعوری طور پر پیچھے

کی طرف سمٹتا جا رہا تھا۔

"نہیں نہیں ——— بھوت نہیں ہیں۔ روح ہیں ——— بس کپڑے پہن کر بیٹھے ہوئے ہیں" ——— عمران پوری طرح عالم زیب کو ڈرانے کے موڈ میں تھا۔

"روکو روح صاحب ——— جیپ روکو ——— مجھے یہیں اتار دو۔ میں اس مشن پر نہیں جا سکتا۔ میں واپس جاؤں گا" ——— عالم زیب نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تم کس پاگل کو پکڑ لائے ہو باس" ——— جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ——— یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عالم زیب صاحب کی شان میں گستاخی کر رہے ہو۔ یہ دنیا کے مانے ہوئے سروئیر ہیں۔ انہوں نے زمین کے سروے پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں بین الاقوامی کانفرنسوں میں انہیں مقالے پڑھنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اور تم انہیں پاگل کہہ رہے ہو۔ فوراً معافی مانگو ان سے" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں جوزف کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں معافی مانگوں ——— یہ منہ کالے پڑھتے ہوں یا منہ نیلے مجھے کیا" ——— جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اے مسٹر ڈرائیور ——— اپنا تلفظ ٹھیک کر لو۔ منہ کالے نہیں مقالے" ——— عالم زیب نے فوراً ہی جوزف کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"او عالم غیب ——— میرا نام جوزف ہے آئندہ مجھے ڈرائیور کہا

منہ کے بل زمین پر پہنچ دوں گا پھر پڑے سروے کرتے رہنا زمین کا" ——— زف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ——— تم نے لڑنا شروع کر دیا۔ مسٹر عالم زیب جوزف ہ منہ نہ لگو۔ یہ جب تک بوتل نہ پی لے۔ انسان نہیں رہتا" ——— ران نے مڑ کر عالم زیب کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور عالم زیب نہ بنا کر خاموش ہو رہا۔

تھوڑی دیر بعد دور سے ایک چھوٹی سی عمارت عین سڑک کے پر بنی ہوئی نظر آنے لگی۔ سڑک کا اختتام اس عمارت کے دروازے ہوتا تھا۔ اور پھر جوزف نے جیپ عمارت کے دروازے پر جا کر روک ی۔ چوہان وغیرہ کی جیپ بھی پیچھے آ کر رک گئی۔ دونوں جیپوں کے کتے ہی عمارت کا دروازہ کھلا اور ایک باوردی آدمی باہر نکل آیا۔ اس ے کاندھے سے سٹین گن لٹک رہی تھی۔ عمران جیپ سے نیچے اترا اور تیزی ے اس آدمی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ہاتھ میں وہی فائل پکڑی ہوئی ی جس میں وادی میں داخل ہونے کے اجازت نامے موجود تھے۔

"تمہارا انچارج ہے" ——— عمران نے اس سپاہی سے پوچھا۔

"جی ہاں ——— اندر دفتر میں چلے جائیے" ——— سپاہی نے مؤدبانہ ہ میں جواب دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ ایک ے سے کمرے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی ایک میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ۔ اس کے دونوں اطراف میں بڑے بڑے ہیٹر جل رہے تھے۔ ن کی وجہ سے کمرہ خاصا گرم محسوس ہو رہا تھا۔

"آئیے سر ——— مجھے آپ کی آمد کی اطلاع مل گئی ہے" ———

ادھیڑ عمر نے اٹھ کر عمران کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔۔ یہ لیجئے اجازت نامے"۔۔۔۔ عمران نے فائل اس آدمی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"آٹھ آدمی"۔۔۔۔ انچارج نے فائل کھول کر اجازت نامے چیک کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔۔۔ ہم آٹھ آدمی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ محسوس نہ کریں تو کیا مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ وادی تم میں کس چیز کا سروے کرنے جا رہے ہیں"۔۔۔۔ انچارج نے پوچھا

"ہاں ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ دراصل ہمارا مشن پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ ہم دراصل اس بات کا سروے کرنے آ رہے ہیں۔ کہ کیا برف سے ڈھکی ہوئی وادی میں مرغیاں پالی جا سکتی ہیں یا نہیں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی۔۔۔ مرغیاں اور برف میں"۔۔۔۔ انچارج کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

"جی ہاں۔۔۔ دراصل پوری دنیا میں غذا کی آہستہ آہستہ شدید کمی واقع ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے ہم نے پروگرام بنایا ہے کہ ان علاقوں میں جہاں کوئی پیداوار نہیں ہوتی۔ مرغیاں پالی جائیں۔ تاکہ غذا کی کمی پر قابو پایا جا سکے"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ آپ مذاق کر رہے ہیں۔ بہرحال ہو سکتا ہے یہ کوئی

سرکاری راز ہو۔ اس لئے آپ نہ بتانا چاہتے ہوں۔ بہرحال آپ جا سکتے ہیں۔ ہمارے ہنگامی مرکز کی فریکونسی تو آپ کو بتا دی گئی ہے۔ اس لئے کسی بھی وقت ایمرجنسی کی صورت میں آپ مرکز کو امداد کے لئے کال کر سکتے ہیں"۔ انچارج نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے وہی سپاہی دروازے پر نمودار ہوا۔

"دائم۔۔۔ پھاٹک کھول کر انہیں وادی میں جانے دو"۔۔۔۔ انچارج نے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیب کے ساتھ بندھی ہوئی زنجیر کے سرے پر موجود چابی سے پھاٹک کو تالا کھولا اور پھر دھکیل کر پھاٹک کھول دیا۔ اتنی دیر میں عمران واپس جیپ میں آ کر بیٹھ چکا تھا۔ اور پھر پھاٹک کھلتے ہی جیپیں تیزی سے دوڑتی ہوئی پھاٹک کراس کر گئیں۔ سڑک آگے دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔ اور سڑک کے اختتام پر گہری دھند سی نظر آ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے سڑک دھند میں غائب ہو گئی ہو۔

پھاٹک کراس کرنے کے بعد جیپیں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں اس دھند کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ سردی کی شدت میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اور ابھی پھاٹک کراس کئے ہوئے انہیں آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ ان کے جسم برف کی طرح کپکپانے لگ گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی ہڈیاں بھی بجنے لگ گئی ہوں۔

"باس بوتل" ——— جوزف نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— شروع ہو جاؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جوزف نے جلدی سے اوور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑی سی بوتل نکالی اور دوسرے لمحے اس نے اس کا ڈھکن دانتوں سے کھول کر اسے منہ سے لگالیا۔ بوتل میں بھری ہوئی تیز شراب تیزی سے اس کے حلق میں اترتی چلی گئی۔ اور جوزف نے اس وقت بوتل ایک طرف ہٹائی جب وہ بالکل خالی ہو گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔ اور اب وہ بڑے مزے سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"یہ تو سردی بڑھتی جا رہی ہے" ——— عالم زیب نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تھوڑی دیر بعد ہم پڑاؤ ڈالیں گے۔ بہرحال اب چونکہ ہم نے برف میں رہنا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے جسموں کو سردی کا عادی بنانا پڑے گا" ——— عمران نے کہا اور عالم زیب خاموش ہو گیا۔

تقریباً دو گھنٹوں تک مسلسل سفر کرنے کے بعد اچانک سڑک ختم ہو گئی ——— یہاں سے ڈھلان شروع ہو گئی تھی اور نیچے ایک وسیع و عریض وادی تھی۔ جس کے اختتام تک نظریں نہ پہنچ رہی تھیں۔ ہر طرف برف ہی برف تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے برف کا وسیع و عریض سمندر ان کے سامنے ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔

عمران نے جیپیں روکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس کے اشارے پر وہ سب لوگ نیچے اتر آئے۔

"یہیں خیمے لگا لو۔ یہ ہمارا پہلا پڑاؤ ہو گا۔ کل ہم وادی میں داخل ہوں

گے" ——— عمران نے کہا اور پھر سب لوگوں نے جیپوں کے اوپر لدا ہوا سامان اتارنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد دو بڑے بڑے خیمے نصب کر دیئے گئے۔ یہ خیمے خصوصی ساخت کے تھے اور ان میں ہوا داخل نہ ہو سکتی تھی۔ البتہ تازہ ہوا کے لئے خیمے کی چھتوں پر باریک باریک سوراخ بنے ہوئے تھے۔ بقیہ سامان خیموں کے اندر رکھ دیا گیا ——— اور انہوں نے تھیلے نما بستر کھول کر نیچے بچھائے۔ بند ڈبوں میں موجود غذا نکال کر سب نے کھانی شروع کر دی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ہوا بند تھیلے نما بستروں میں گھس گئے۔ گردن کے پاس تھیلے کی ڈوریاں باندھ دی گئیں اور سروں پر مخصوص قسم کے کنٹوپ پہن لئے گئے ——— چونکہ وہ مسلسل سفر کرتے چلے آرہے تھے۔ اس لئے فوراً ہی سو گئے۔ اور چند لمحوں بعد خیموں میں سکوت سا چھا گیا۔ صرف عمران کے خراٹے ایک خیمے میں گونج رہے تھے۔

لیڈی ایگلز کو ہوش آیا تو اُس نے اپنے آپ کو ایک ہسپتال نما کمرے میں پڑا ہوا پایا۔ وہ چند لمحے لاشعوری کے عالم میں پڑی چھت کو تکتی رہی پھر آہستہ آہستہ گزشتہ واقعات کی تصاویر کسی فلم کی طرح اس کے ذہن کے پردوں پر ابھرتے چلے آئے —— اور اُسے یاد آگیا کہ وہ ایگلز کلب سے نکل کر اپنی کار میں بیٹھ رہی تھی اور اس نے قریب موجود کار میں سے ایک نوجوان کو نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا تھا —— اور اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی خیال آگیا کہ جس کار سے نوجوان نکلا تھا اس کا انجن چل رہا تھا اور پھر وہ کار میں بیٹھی ہی تھی کہ اچانک ایک خوف ناک دھماکہ ہوا تھا۔ اور اس کے ذہن میں آخری احساس یہی باقی رہ گیا تھا۔ کہ اس کی کار فضا میں کسی تنکے کی طرح اڑتی چلی جا رہی تھی —— اور اس کے بعد اس کی آنکھ اس ہسپتال نما کمرے میں کھلی۔

اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اور دوسرے لمحے وہ پہچان گئی کہ کمرہ اس کے اپنے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں اُس نے ایک کمرہ ایمرجنسی کے لئے تیار کرایا ہوا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی

ی تھی کہ اس قدر خوف ناک دھماکے کے بعد وہ زندہ کیسے بچ گئی .. اس کے جسم پر کہاں کہاں ضربات آئی ہیں —— کہ کمرے کا دروازہ ھلا اور ایک نرس ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ٹرالی پر تف ادویات کی شیشیاں اور انجکشن لگانے کا سامان موجود تھا ——

" اوہ میڈم —— آپ کو ہوش آگیا۔ مبارک باد قبول کیجئے " —— س نے لیڈی ایگلز کو ہوش میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" شکریہ —— میں کتنی دیر بے ہوش رہی ہوں " —— لیڈی گلز نے پوچھا

" میڈم —— آپ کو بے ہوش ہوئے بارہ گھنٹے گزر چکے ہیں لیکن ڈاکٹر مطمئن تھے کہ آپ صحیح وقت پر ہوش میں آجائیں گی " —— رس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— بارہ گھنٹے خاصا طویل عرصہ ہے۔ بہرحال ڈاکٹر کو بلاؤ۔ اور سنو —— جیشن اگر ہو تو اُسے بھی بلا لو " —— لیڈی ایگلز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" یس میڈم —— میں پہلے یہ انجکشن لگا لوں پھر بلا لاتی ہوں۔ انجکشن کا ٹائم ہو گیا ہے " —— نرس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور لیڈی کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے انجکشن تیار کیا اور پھر لیڈی کے دائیں بازو پر اُسے بڑے آرام سے انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگانے کے بعد اُس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا چارٹ اٹھا کر اس پر اندراج کیا۔ ور ٹرالی دھکیلتی ہوئی تیزی سے واپس چلی گئی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک ادھیڑ عمر

ڈاکٹر اپنے مخصوص لباس میں ملبوس تیزی سے اندر آیا۔

"آپ کو ہوش آگیا میڈم ——— میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیے" ——— ڈاکٹر نے بستر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر ——— پہلے تو یہ بتائیے کہ مجھے کہاں کہاں چوٹیں آئی ہیں۔ اور ان کی کیا پوزیشن ہے۔ کیونکہ میں نے جلد ہی ایک اہم ترین مشن پر جانا ہے۔ اس لئے مجھے صحیح رپورٹ چاہیئے" ——— لیڈی اینگلز نے پوچھا۔

"میڈم ——— آپ کو معمولی چوٹیں آئی ہیں کوئی فریکچر نہیں ہوا۔ صرف سر کو چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئی تھیں۔ لیکن وہ بھی اتنی خطرناک نہیں تھی۔ لیکن چونکہ آپ کو آرام کی شدید ضرورت تھی۔ اس لئے میں نے انجکشن لگا دیا تھا۔ تاکہ آپ کم از کم دس گھنٹے تک اطمینان سے سوئی رہیں۔ ویسے خراشیں ضرور آئی ہیں انہیں بینڈیج کر دیا گیا ہے" ——— ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— پھر تو واقعی کمال ہو گیا۔ ورنہ بے ہوش ہوتے وقت میرے ذہن پر جو تاثر ابھرا تھا۔ اس لحاظ سے تو میرا زندہ بچ جانا ہی مشکل تھا" ——— لیڈی اینگلز نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پیر ہلا کر دیکھے۔ اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ واقعی بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔ البتہ ایک ہاتھ اور پنڈلی پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"ہیلو میڈم" ——— اچانک کمرے میں ایک نوجوان مسکراتا ہوا داخل ہوا۔

"ہیلو جیسٹن" ——— لیڈی اینگلز نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"ابھی آپ کچھ دن آرام کیجئے" ——— ڈاکٹر نے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر ——— آرام کا وقت نہیں ہے شکریہ ——— آؤ جیسٹن" لیڈی اینگلز نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر آگئی۔ جیسٹن اور ڈاکٹر اس کے پیچھے تھے۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوئی ——— اس میں دیواروں کے ساتھ مختلف مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک میز اور اس کے گرد چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ لیڈی اینگلز میز کے پیچھے رکھی ہوئی بڑی سی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"بیٹھو" ——— لیڈی اینگلز نے میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جیسٹن سے کہا اور جیسٹن کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کیا حادثہ ہوا۔ اور میں بچ کس طرح گئی" ——— لیڈی اینگلز نے پوچھا۔

"میڈم ——— آپ کی کار کے قریب موجود کار میں الاسٹک بم رکھا ہوا تھا۔ وہ کار کے پچھلے بمپر سے چپٹا ہوا تھا۔ اور جلتی کار میں شاید اسے لگایا گیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی کار کا انجن رکا وہ بم پھٹ گیا۔ بم کے پھٹنے سے پارکنگ میں کھڑی ہوئی تمام کاریں تباہ ہو گئیں۔ ——— کلب کا وہ حصہ جو پارکنگ کے نزدیک تھا وہ بھی تباہ ہو گیا۔ پانچ آدمی ہلاک اور بارہ زخمی ہوئے۔ آپ کی کار چونکہ سپیشل ساخت کی تھی۔ اور بم پروف تھی ——— اور اس کے اندر حادثے سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر طرف دبیز ربڑ لگایا گیا تھا۔ اس لئے آپ کی کار مکمل طور پر تباہ

نہ ہوئی تھی بلکہ اڑ کر کلب کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ لیکن دبیز ربڑ کی وجہ سے آپ شدید چوٹوں سے محفوظ رہ گئیں ——— اگر آپ کار کے اندر ہونے کی بجائے باہر ہوتیں تو پھر نتیجہ اس سے مختلف ہوتا۔ حادثہ ہوتے ہی سب سے پہلے آپ کو کار سے باہر نکالا گیا اور یہاں ہسپتال میں لایا گیا۔ اس کے بعد میں نے حادثے کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ جس کار میں بم پھٹا تھا وہ ٹائیگر گینگ کی ملکیت تھی اور ایسا باقاعدہ سازش کے تحت ہوا ہے ——— چنانچہ آپ کا انتقام لینے کے لئے میں نے ٹائیگر گینگ کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کا پلان بنا لیا۔ لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ ٹائیگر مع اپنے دس مخصوص آدمیوں کے چند لمحے پہلے ملک سے باہر پرواز کر گیا ہے ——— اس کی منزل سوئٹزرلینڈ تھی۔ میں نے وہاں کے ایجنٹ کو ہوشیار رہنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ ابھی تک اس سے رپورٹ نہیں ملی" ——— جسٹن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

جسٹن کے تفصیلات بتلانے کے دوران ہی لیڈی ایگلز کے ذہن میں منبر تقریب کی رپورٹ ابھر آئی تھی کہ ٹائیگر نے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر ہارڈی کے حوالے کار کر دی تھی اور ہارڈی وہ کار لے کر کہیں گیا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ جو نوجوان اس کے کار کے قریب پہنچتے ہی اتر کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بھاگا تھا وہی ہارڈی ہوگا اور یہ کار ٹائیگر کی تھی ——— وہ شاید کار پہچان لیتی لیکن جب ٹائیگر آیا تھا اس وقت چونکہ شدید دھند تھی اس لئے وہ کار کا صرف ہیولا ہی دیکھ سکی تھی۔ چنانچہ ٹائیگر نے اس کا وار اسی اس کی طرف لوٹا دیا تھا ——— اور اس کا وار خاصا کامیاب رہا تھا۔ اگر اس کی کار مخصوص ساخت کی نہ ہوتی یا پھر وہ

چند لمحے پہلے کار کے اندر نہ بیٹھ گئی ہوتی تو پھر ٹائیگر یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہوتا۔

"اگر آپ کہیں تو میں سوئٹزرلینڈ کے نمائندے سے رپورٹ طلب کروں کہ ٹائیگر وہاں کیوں گیا ہے؟" ——— جسٹن نے لیڈی ایگلز کو خاموش دیکھ کر کہا۔

"نہیں ——— اس کی ضرورت نہیں ہے ——— مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں گیا ہے" ——— لیڈی ایگلز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہے؟" ——— جسٹن نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"وہ وادی نمل میں گیا ہے تاکہ خفیہ لیبارٹری تباہ کر کے وہاں سے گیس بم کا فارمولا حاصل کر سکے۔ اور اس کا یہاں سے سوئٹزرلینڈ جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آنس برگ کی طرف سے وادی نمل میں داخل ہونا چاہتا ہے" ——— لیڈی ایگلز نے جواب دیا

"اوہ ——— لیکن وہ اتنی بڑی وادی میں سے خفیہ لیبارٹری کا سراغ کیسے لگائے گا" ——— جسٹن نے کہا۔

"وہ بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ بہرحال ہمیں فوراً وادی نمل پہنچنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے سوچتے رہ جائیں اور وہ ہاتھ مار جائے" ——— لیڈی ایگلز نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں!" ——— جسٹن نے جواب دیا۔

"او کے ——— تم اپنے علاوہ آٹھ آدمی ڈیتھ سیکشن سے چن لو۔

اور برفانی علاقے میں رہنے کے لئے تمام سازوسامان بھی مہیا کرو ہمیں کل صبح ہیلی کاپٹر کے ذریعے وادی میں پہنچ جانا چاہیے"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگزنے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ۔۔۔ میں سب انتظام کرلوں گا"۔۔۔۔۔ جسٹن نے جواب دیا۔

"اور سنو ۔۔۔ ٹرانسمیٹر پر مسٹر ایکس کی فریکوئنسی ملاؤ۔ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔ لیڈی ایگزنے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

جسٹن نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تیزی سے شمالی دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔ اور پھر اس پر لگی ہوئی ایک ناب کو دائیں بائیں گھمانا شروع کردیا ۔۔۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک اور بٹن آن کیا تو مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس میں سے ہلکی ہلکی گونج اٹھنے لگی۔

"ہیلو ۔۔۔ مسٹر ایکس ۔۔۔ جسٹن فرام ہیڈکوارٹر کالنگ یو اوور"۔ جسٹن نے ایک بٹن کو آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس ایکس سپیکنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایکس کی کرخت آواز سنائی دی۔

"لیڈی ایگزسے بات کرو اوور"۔۔۔ جسٹن نے کہا اور خود ایک طرف ہٹ گیا۔

"یس میڈم اوور"۔۔۔ مسٹر ایکس کا لہجہ قدرے مؤدبانہ

ہوگیا۔

"یو۔ ایف کے بارے میں کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔ لیڈی ایگزنے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم ۔۔۔ یو۔ ایف کے تمام ممبران اکٹھے ہوگئے ہیں۔ انہوں نے کے۔ جی۔ بی کے مسٹر شولنگ کو اپنا لیڈر چن لیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دو گروپ بن گئے ہیں۔ ایک گروپ میں مادام کیوی۔ زولینڈ کے مسٹر ڈیپام اور کے۔ جی۔ بی کے مسٹر شولنگ ہوں گے۔ جب کہ دوسرے گروپ میں شوگران کے چن یائی بطور گروپ لیڈر۔ ناگالینڈ کے رامیش سنگھ اور پاکیشیا کی جولیانا شامل ہے۔ یہ دونوں گروپ مختلف ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اب سے دو گھنٹے بعد وادی نل کی طرف پرواز کرجائیں گے اوور"۔۔۔ مسٹر ایکس نے تفصیل کے ساتھ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ وہاں لیبارٹری کا سراغ کیسے لگائیں گے۔ اس سلسلے میں کوئی بات ہوئی اوور"۔۔۔ لیڈی ایگزنے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ مادام کیوی نے بتایا ہے کہ فی الحال یہ طے ہوا ہے کہ وہ اپنے ساتھ طاقتور بم لے جائیں گے ۔۔۔ اور ان بموں کو مختلف جگہوں پر پھینکیں گے۔ ظاہر ہے لیبارٹری والے خطرہ محسوس کرتے ہوئے انہیں پکڑنے یا مارنے کے لئے آئیں گے تو پھر وہ ان میں سے کسی آدمی کو پکڑ کر اس پر تشدد کرکے اس کے ذریعے لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے۔ اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے وہ ڈائنامائٹ بم اپنے ساتھ لے جارہے ہیں اوور"۔۔۔ مسٹر ایکس نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ واقعی خاصا ذہانت آمیز منصوبہ ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ میں خود وہاں کل پہنچ جاؤں گی۔ اس کے بعد میں دیکھوں گی کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں اور" ـــــ لیڈی ایگلز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جسٹن کو اشارہ کیا اور جسٹن نے اٹھ کر اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تم تیاری مکمل کرو میں ذرا آرام کر لوں" ـــــ لیڈی ایگلز نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم ـــــ لیکن آپ کا پروگرام کیا ہے۔ اس بات کا مجھے علم ہو جائے تو میں ایک لائن آف ایکشن کے تحت تفصیلات طے کر لوں" ـــــ جسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جسٹن ـــــ اب صورت حال یہ ہے کہ ایک تو یو۔ الیف اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتی ہے ـــــ دوسرا ٹائیگر لیبارٹری تباہ کر کے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور ہمارا ابھی پروگرام یہی ہے کہ ہم وہ فارمولا حاصل کریں ـــــ ہمیں ان دونوں ٹیموں پر کئی لحاظ سے برتری حاصل ہے۔ یو۔ الیف میں مس کیوی درپردہ ہماری نمائندہ ہے۔ اس لئے ہم اس کے ذریعے جس وقت چاہیں یو۔ الیف کو ختم کر سکتے ہیں۔ اب رہ گیا ٹائیگر ـــــ تو اُسے یو۔ الیف کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے۔ وہ یو۔ الیف سے ٹکرا جائے گا۔ اور اس طرح وہ اس چکر میں الجھ جائے گا۔ اور ہم اپنا مقصد آسانی سے حاصل کر سکیں گے" ـــــ

لیڈی ایگلز نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میڈم ـــــ دراصل بات یہ ہے کہ مجھے اس سارے چکر کی ابھی تک سمجھ نہیں آئی۔ اگر مس کیوی ہماری نمائندہ ہے۔ تو پھر یو۔ الیف کو وادی تک جانے کی اجازت دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اُسے یہیں ختم کیا جا سکتا تھا۔ اس طرح دونوں پارٹیاں راستے سے ہٹ جاتیں اور ہم براہِ راست اقدام کر کے بغیر کسی مداخلت کے اپنا مسئلہ حل کر لیتے" ـــــ جسٹن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جسٹن ـــــ میں حالات کی نزاکت کو تم سے زیادہ سمجھتی ہوں۔ بہت سے ایسے معاملات ہیں جن کا علم صرف مجھے ہی ہے۔ اس لئے تم اپنے آپ کو اسی حد تک ہی محدود رکھو جہاں تک کے رہنے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اپنے حدود سے باہر آنے والوں کا حشر کچھ زیادہ اچھا نہیں ہوتا" ـــــ لیڈی ایگلز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"او۔کے میڈم ـــــ آئی۔ ایم۔ سوری ـــــ آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی" ـــــ جسٹن نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا اور میڈم سر ہلاتی ہوئی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع ہو گیا۔ اور مسٹر شولنگ نے سب کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ ہیلی کاپٹر میں یو۔ ایف کے تمام ممبران موجود تھے۔ آخری وقت میں یو۔ ایف کے لیڈر مسٹر شولنگ نے دو گروپوں والا فیصلہ منسوخ کر دیا تھا اور یہی طے ہوا تھا۔ کہ یو۔ ایف اکٹھے کام کرے گی ——— بین الاقوامی ادارہ امن کی طرف سے یہ بڑا ہیلی کاپٹر انہیں مہیا کیا گیا تھا۔ اور اس میں ان کا مطلوبہ مکمل سامان بھی موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر کو شولنگ خود چلا رہا تھا۔ انہیں سوئزر لینڈ سے پرواز کرتے ہوئے چھ گھنٹے گزر گئے تھے ——— راستے میں وہ صرف سرحدی چوکی پر اترے تھے جہاں ان کے داخلے کے اجازت نامے جمع کروائے گئے تھے اس کے بعد وہ دوبارہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی وادی شل میں داخل ہوئے تھے ——— اور اب مسٹر شولنگ نے نیچے اترنے کا کاشن دے دیا تھا۔ چوں کہ انہیں علم تھا کہ وہاں سردی بے پناہ ہے۔ اور درجۂ حرارت نقطۂ انجماد سے بیس ڈگری نیچے رہتا ہے۔ اس لئے وہاں سوائے مخصوص لباس کے کوئی آدمی زندہ رہنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا ——— اور وہی لباس ان سب

نے سرحدی چوکی سے اٹھتے ہی پہن لئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لباس کو چیک کیا اور پھر باہر دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر عین وادی کے درمیان اتر رہا تھا اس لئے ہر طرف برف ہی برف چھائی ہوئی تھی ——— یوں لگتا تھا جیسے ہیلی کاپٹر برف کے سمندر میں اتر رہا ہو۔ اور پھر ہیلی کاپٹر کے پیڈز برف میں دھنستے چلے گئے۔ شولنگ کا خیال تھا کہ برف کی صرف اوپر والی سطح ہی نرم ہو گی۔ لیکن اس کا خیال غلط نکلا ——— ہیلی کاپٹر تیزی سے برف کے اندر دھنستا چلا گیا اور چند لمحوں بعد جب ہیلی کاپٹر کو جھٹکا لگا۔ اور وہ رکا تو انہوں نے دیکھا کہ سالم ہیلی کاپٹر ہی برف کے اندر دفن ہو گیا ہے ——— اب نہ ہی ہیلی کاپٹر کے دروازے کھل سکتے تھے اور نہ ہی وہ باہر نکل سکتے تھے۔ اور ظاہر ہے برف کے اندر انہیں زیادہ دیر تک آکسیجن بھی نہ مل سکتی تھی۔

"یہ کیا ہوا ——— یہ تو ہر طرف برف ہی برف ہے" ——— مس کیوی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— ہم غلط جگہ پر اتر گئے ہیں۔ سالم ہیلی کاپٹر برف کے اندر دفن ہو گیا ہے" ——— شولنگ نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن دوبارہ سٹارٹ کرنا چاہا لیکن انجن میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی لیکن انجن نہ چل سکا ——— شاید ہیلی کاپٹر کے اوپر لگے ہوئے پنکھے برف میں پھنس گئے تھے۔ شولنگ نے پنکھوں کی رفتار تیز کی اور ایک بار پھر انجن چلایا ——— اس بار انجن چل پڑا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ بلند ہوتا چلا گیا۔ کھڑکیوں سے

برف غائب ہوتی چلی گئی۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی سی ہی بلندی پر گئے تھے کہ اچانک ہیلی کاپٹر کی چھت پر کڑکڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ پہلے تو وہ ٹیڑھا ہوا اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے برف میں گرتا چلا گیا ——— اس بار چونکہ وہ پوری قوت سے گرا تھا۔ اس لئے کافی گہرائی میں جا کر رکا۔ اور مسٹر شولنگ کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔

"کیا ہوا" ——— رامیش سنگھ نے ہیلی کاپٹر رکتے ہی پوچھا۔

"ہیلی کاپٹر کے دو پنکھ ٹوٹ گئے ہیں اب ہیلی کاپٹر باہر نہیں نکل سکتا۔ اور ہم برف میں دفن ہو گئے ہیں" ——— شولنگ نے جواب دیا۔ اور یو۔ الیف کے ممبروں کے چہرے شولنگ کی بات سنتے ہی لٹک گئے۔ مشن کے پہلے مرحلے میں ہی ان کے لئے مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا۔

"اب یہاں سے نکلنا تو ہے۔ میرا خیال ہے برف صاف کر کے ہم باہر نکل جائیں" ——— ڈیپام نے کہا۔

"کس طرح باہر نکل سکتے ہیں۔ برف اتنی نرم ہے کہ ہم اوپر اٹھ ہی نہیں سکتے۔ اب تو ہنگامی مرکز کو کال کرنا ہوگا۔ وہی ہمیں باہر نکال سکتا ہے" ——— شولنگ نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر جیب سے نکال کر اس پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر پر ایک آواز ابھری۔

"ہنگامی مرکز اوور" ——— اور آواز سنتے ہی سب ممبروں کے چہروں پر رونق لوٹ آئی۔

"ہیلو ——— ہم یو۔ الیف کے ممبران ہیلی کاپٹر سمیت برف میں دفن ہو گئے ہیں۔ ہیلی کاپٹر کے دو پنکھ ٹوٹ گئے ہیں اس لئے ہم باہر نہیں نکل سکتے۔ فوراً ہمیں باہر نکالا جائے" ——— شولنگ نے کہا۔

"اوہ ——— آپ کس جگہ اترے ہیں" ——— ہنگامی مرکز سے پوچھا گیا۔

"وادی کے عین درمیان میں اوور" ——— شولنگ نے جواب دیا۔

"او کے ——— ہم دو ہیلی کاپٹر بھیج رہے ہیں۔ آپ کے پاس کاشن فائر گن ہے اوور" ——— ہنگامی مرکز سے پوچھا گیا۔

"ہاں ——— ہے اوور" ——— شولنگ نے جواب دیا۔

"آپ اسے آکسیجن پوائنٹ پر رکھ کر کاشن فائر کر دیں۔ ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہیلی کاپٹر کس جگہ دفن ہے۔ ہم آپ کو باہر نکال لیں گے۔ لیکن اس وقت جب ہم آپ کو کاشن دیں کہ ہیلی کاپٹر وادی پر پہنچ گئے ہیں اوور" ——— ہنگامی مرکز سے جواب دیا گیا۔

"ہیلی کاپٹر کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے اوور" ——— شولنگ نے پوچھا۔

"پندرہ منٹ لگیں گے۔ آپ گھبرائیں نہیں، سکون سے بیٹھے رہیں اوور" ——— دوسری طرف سے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا گیا۔

"او۔ کے ——— ہم انتظار کر رہے ہیں اوور" ——— شولنگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"رامیش سنگھ کاشن فائر گن سامان سے باہر نکال لیں تاکہ اس وقت تلاش کرنی پڑے" ——— شونگ نے قریب بیٹھے ہوئے رامیش سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر" ——— رامیش سنگھ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ نشستوں کے درمیان سے گزرتا ہوا پیچھے بنے ہوئے ٹیچ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میرا خیال ہے ہمارا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ ان حالات میں ہم وہ لیبارٹری کیسے تلاش کر سکتے ہیں" ——— مس کیوی نے کہا۔

"اتنی جلدی مس کیوی ——— ابھی تو پہلی رکاوٹ ہی آئی ہے۔ نجانے اور کتنے مصائب اٹھانے پڑیں" ——— جولیانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ مس کیوی کے برابر والی نشست پر بیٹھی تھی۔

"دراصل ہم سے بنیادی غلطی ہوئی ہے۔ ہم نے اس بات کا جائزہ ہی لینے کی کوشش نہیں کی کہ ہم ہیلی کاپٹر کو کہاں اتاریں" ——— شونگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس قدر برف کے اندر وہ لیبارٹری بنی کیسے۔ اور پھر وہاں رہنے والے لوگ زندہ کیسے رہتے ہوں گے۔ ظاہر ہے ان کے لئے خوراک بھی چاہیے اور آکسیجن بھی" ——— جولیانا نے کہا۔

"جس طرح بھی بنی ——— اس سے بحث نہیں۔ بہرحال لیبارٹری موجود ہے" ——— چن پائی نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے اس جگہ لیبارٹری کا قائم ہونا ناممکن ہے۔ اس آدمی نے بیماری کی شدت میں ہذیان بکا ہو گا یہ فارکوتنگ ایجنسی خواہ مخواہ گھبرا گئی" ——— مس کیوی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ——— سوائے اس خط کے اور تو ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ کیا واقعی اس برف کے نیچے کوئی لیبارٹری بھی موجود ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ اگر لیبارٹری قائم بھی ہے تو اس کا راستہ یقیناً کسی اور جگہ سے ہو گا۔ اس نرم برف کے درمیان نہیں ہو سکتا" ——— رامیش سنگھ نے جواب دیا۔ جو کاشن فائر گن لے کر واپس آ چکا تھا۔

"اگر کوئی اور راستہ ہوتا تو یقیناً سرحدی چوکی پر رہنے والوں کی نظروں سے نہ چھپ سکتا" ——— شونگ نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر پر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور شونگ نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہنگامی مرکز کالنگ یو۔ الف اوور" ——— ایک آواز ابھری۔

"یس ——— یو۔ الف سپیکنگ اوور" ——— شونگ نے جواب دیا۔

"کاشن فائر کریں ہم وادی کے عین درمیان میں موجود ہیں اوور" دوسری طرف سے کہا گیا اور رامیش سنگھ نے اٹھ کر ہیلی کاپٹر کی چھت پر بنے ہوئے آکسیجن کے مخصوص سوراخ پر گن کا منہ رکھ کر اس کا ٹریگر دبا دیا ——— ٹریگر دبتے ہی ہلکی سی سرر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ——— ہم نے چیک کر لیا ہے۔ ہم ہیلی کاپٹر کو باہر نکالنے

کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ لوگ اطمینان سے بیٹھے رہیں اوور ۔۔۔
دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ تقریباً پانچ منٹ
بعد انہیں ہیلی کاپٹر کی چھت پر کسی کے کودنے کی آواز سنائی دی۔
اور پھر چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور وہ آہستہ آہستہ
اوپر کو اٹھنے لگا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہم ہیلی کاپٹر کو باہر کھینچ رہے ہیں لیکن آپ کا ہیلی کاپٹر
بہت وزنی ہے ہمیں خطرہ ہے کہ کھینچنے والی تار ٹوٹ نہ جائے
اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر پہ آواز سنائی دی۔

"آپ اسے برف سے باہر کھینچ لیں پھر ہم ہیلی کاپٹر سے باہر آسکتے
ہیں اوور" ۔۔۔ شولنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ باہر آتے ہی ہم سیڑھی لٹکائیں گے آپ اس
سیڑھی کے ذریعے ہمارے ہیلی کاپٹر پہ آجائیں۔ تاکہ وزن کم ہو
جائے اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے شولنگ کی تائید کرتے
ہوئے کہا گیا۔

ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ برف سے باہر نکلتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں
بعد اس کی کھڑکیوں سے برف ہٹ گئی اور ارد گرد کا ماحول صاف
نظر آنے لگا۔

"چلو ۔۔۔ ہم باہر چلیں" ۔۔۔ شولنگ نے کہا۔ اُسی لمحے ایک
سیڑھی انہیں ہیلی کاپٹر کے دروازے کے ساتھ لٹکتی ہوئی نظر آئی۔

"سیڑھی ہم نے لٹکا دی ہے آپ لوگ باہر آجائیں تار پر بہت
دباؤ ہے اس بار اگر تار ٹوٹ گئی تو پھر آپ بہت گہرائی میں چلے

جائیں گے۔ اور پھر وہاں سے نکالنا ناممکن ہو جائے گا اوور" ۔۔۔
دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

اور شولنگ نے تیزی سے دروازہ کھول دیا۔ اور پھر مس کیوی کی
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس کیوی آپ پہلے جائیں پھر مس جولیانا۔ اور پھر باری باری
باقی ممبر۔ سب سے آخر میں میں آؤں گا" ۔۔۔ شولنگ نے تیز
لہجے میں کہا۔

اور پھر مس کیوی دروازے سے باہر نکل کر سیڑھی پکڑ کر اس پر
چڑھتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد سیڑھی دوبارہ لٹکی تو مس جولیانا اوپر چڑھ
گئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد باری باری سب اوپر چڑھتے چلے گئے۔
سب سے آخر میں شولنگ نے سیڑھی کو پکڑا۔ اور اس نے سیڑھی پکڑ
کر ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کرنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کو
ایک زوردار جھٹکا لگا ۔۔۔ اور وہ بڑی مشکل سے سیڑھی کو پکڑ سکا۔
ورنہ شاید وہ نیچے گر جاتا تو اس کا زندہ باہر نکلنا ناممکن ہو جاتا ۔۔۔
لیکن جھٹکا لگنے سے بچاتے تار کے ساتھ کیا ہوا کہ ایک زوردار کڑاکا
ہوا۔ اور تار ٹوٹتی چلی گئی۔ اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے سے
ان کا ہیلی کاپٹر تار سے علیحدہ ہو کر برف میں دفن ہوتا چلا گیا۔ اور
مسٹر شولنگ کے چہرے پر زردی سی چھا گئی ۔۔۔ وہ سوچ رہا
تھا کہ اگر وہ باہر نہ نکل آتے تو ان کا اس بار بچ نکلنا مشکل ہوتا۔
بہرحال ہیلی کاپٹر تو مع سامان کے برف میں غائب ہو چکا تھا۔

"مشن ناکام ہو گیا" ۔۔۔ شولنگ نے سیڑھی چڑھ کر اوپر

ہیلی کاپٹر دیں پہنچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— اب تو یقیناً ناکام ہو گیا" ——— مس کیوی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُسے مشن کی ناکامی سے بے حد خوشی ہوئی ہو۔

اور پھر ہیلی کاپٹر ان کو لے کر ہنگامی مرکز کی عمارت میں پہنچ گئے اور مسٹر شولنگ نے ٹرانسمیٹر پر بین الاقوامی ادارۂ امن کے مرفی پادل سے بات کرنے کے لئے فریکوئنسی ملانی شروع کر دی۔ تاکہ اُسے مشن کی عارضی ناکامی کی رپورٹ دی جا سکے۔ اور ہنگامی مرکز والے برف میں دفن شدہ ہیلی کاپٹر کو نکالنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر میں اب سامان موجود تھا جسے یوں برف میں نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ اس میں دیگر سامان کے ساتھ ساتھ انتہائی خطرناک قسم کے بم موجود تھے۔ اور انہی بموں کی وجہ سے وہ اسے باہر نکالنے کے لئے مجبور تھے۔

ایک کشتی نما لمبی سی گاڑی سڑک کے کنارے ایک درخت کی آڑ میں کھڑی تھی۔ اس کی کھڑکیوں پر لوہے کی چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔ سامنے کے حصے پر بھی کوئی شیشہ نظر نہ آتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ آگے سے بند ہو ——— اس گاڑی کے قریب ہی ٹائیگر کمر پہ ہاتھ رکھے بڑے بے چین سے انداز میں کھڑا تھا۔ جس جگہ گاڑی موجود تھی اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر سڑک کے عین درمیان میں ایک بڑی عمارت بنی ہوئی تھی۔ جس پر لوہے کا مضبوط پھاٹک تھا ——— گہری دھند کی وجہ سے یہ عمارت بس ہیولا سا ہی نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر کی تیز نظریں اس عمارت کی طرف ہی جمی ہوئی تھیں۔ وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے گہری دھند کا پردہ چاک کر کے اس کے پیچھے ہونے والی حرکات کو براہِ راست دیکھنا چاہتا ہو ——— لیکن دھند اتنی گہری تھی کہ دو تین فٹ کے بعد صاف طور پر کچھ بھی نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ سامنے دھند میں بنی ہوئی عمارت دراصل وادی نمل کی سرحدی چوکی تھی ——— اور ٹائیگر نے اپنے چار آدمی اس عمارت میں موجود لوگوں کو بے ہوش کرنے کے لئے بھیجے تھے۔ تاکہ وہ گاڑی سمیت ———

وادی نمل میں داخل ہو سکے۔ سرحدی چوکی سے ہٹ کر بھی وہ کسی راستے سے وادی نمل میں داخل ہو سکتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ سرحدی چوکیوں کے علاوہ درمیان میں زیر زمین ایک ایسی تار بچھی ہوئی ہے کہ اگر کوئی بھی اُسے کراس کرتا تو ہنگامی مرکز میں موجود ٹیلی ویژن پر صاف دیکھا جا سکتا تھا اور ہنگامی مرکز والے فوراً حرکت میں آجاتے تھے اور پھر ان سے بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا تھا ——— صرف یہ سرحدی چوکیاں ہی اس حیرتناک ٹیلی ویژن سے بچی ہوئی تھیں اس لئے اس نے اسی چوکی کے راستے ہی سے گزرنے کا فیصلہ کیا تھا ——— کیونکہ جب تک وہ رپورٹ کرتے وہ وادی میں ایسی جگہ پہنچ جاتا جہاں سے اُسے تلاش کرنا مشکل ہو جاتا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھنے کا ایک جامع پروگرام تیار کیا ہوا تھا ——— وہ بس سرحد پار کرنے کے بعد کم از کم ایک گھنٹے کی مہلت چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے آدمیوں کو کہہ دیا تھا کہ وہ سرحدی چوکی پر موجود محافظوں کو کم از کم دو گھنٹوں کے لئے ضرور بے ہوش کر دیں ——— اور اب وہ گاڑی کے پاس کھڑا انہی آدمیوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے دھند میں سے چار انسانی ہیولے اپنی طرف لپکتے نظر آئے۔ اور وہ چونک پڑا۔

"کام ہو گیا باس ——— پھاٹک کھول دیا گیا ہے" ———
اُن میں سے ایک نے نزدیک آتے ہوئے کہا۔

"کوئی پرابلم" ——— ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نو باس ——— وہاں صرف تین افراد تھے۔ ہم نے انہیں بیہوش

کر دیا ہے وہ کم از کم چار پانچ گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آسکتے"
اُسی آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— بیٹھو" ——— ٹائیگر نے کہا اور وہ چاروں گاڑی کے پچھلے حصّے کی طرف بڑھتے چلے گئے ——— انہوں نے گاڑی کے پچھلے حصّے کے کونے میں ایک ابھری ہوئی جگہ کو دبایا تو پچھلا حصّہ کسی ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا اور وہ چاروں اچھل کر گاڑی کے اندر چلے گئے ——— ان کے اندر جاتے ہی گاڑی کا وہ حصّہ خود بخود دوبارہ بند ہو گیا۔ اور پھر ٹائیگر نے بھی اُسی طرح گاڑی کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو گاڑی کی سائیڈ تیزی سے ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور ٹائیگر اچھل کر اندر بنی ہوئی سیٹ پر بیٹھ گیا ——— گاڑی کا دروازہ بند ہو گیا۔ اندر سے گاڑی کسی خلائی کیپسول کی طرح تھی۔ اس میں بارہ کے قریب آرام دہ کرسیاں بنی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر کے ساتھ والی کرسی پر جوشن بیٹھا ہوا تھا اور پیچھے نو افراد موجود تھے۔ گاڑی کی چھت دوسری بنائی گئی تھی اور اوپر عجیب و غریب قسم کا سامان بھرا ہوا تھا ——— ٹائیگر کے سامنے ایک بڑی سی ٹیلی ویژن سکرین نصب تھی۔ جس کے نیچے ایک کافی بڑے بورڈ پر مختلف رنگوں کے بے شمار بٹن موجود تھے۔ ٹائیگر نے یہ گاڑی صرف اس مشن کے لئے مخصوص آرڈر پر بنوائی تھی ——— اور اُسے یقین تھا کہ اس گاڑی کی مدد سے وہ نہ صرف برف کے نیچے موجود لیبارٹری کو ڈھونڈھ نکالے گا بلکہ وہ فارمولا حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے گا ——— اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا

اور نہ صرف گاڑی حرکت میں آگئی بلکہ سامنے موجود سکرین بھی روشن ہو گئی ـــــ اب سکرین پر سڑک کے سامنے موجود عمارت بالکل صاف نظر آرہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں دھند کا نام ونشان تک موجود نہ ہو۔ عمارت کا پھاٹک کھلا ہوا تھا ـــــ گاڑی کا رخ سیدھا اس پھاٹک کی طرف تھا۔ گاڑی کا سٹیرنگ موجود تھا۔ جس سے وہ گاڑی کو کنٹرول میں رکھے ہوئے تھا۔ گاڑی کی رفتار آہستہ آہستہ تیز ہوتی چلی جا رہی تھی ـــــ اور چند لمحوں بعد گاڑی سرحدی چوکی کراس کر کے آگے جانے والی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی ـــــ

"باس ـــ کیا اس وادی میں سڑکیں بھی بنی ہوئی ہیں" ـــــ جوشن نے پوچھا۔

"نہیں ـــ سڑک صرف وادی کی ڈ[illegible] سطح تک جاتی ہے۔ اس سے آگے برف ہی برف ہے۔ اور یہ برف اتنی نرم ہے کہ اس کی سخت سطح بہت نیچے ہے ـــــ اسی وجہ سے کوئی آدمی اس وادی میں نہ چل سکتا ہے نہ سفر کر سکتا ہے ـــــ لیکن ہماری گاڑی اس نرم برف میں بھی آسانی سے چل سکتی ہے" ـــــ ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہی ہوا ـــ تھوڑی دیر بعد سڑک برف میں غائب ہو گئی۔ ڈھلوانی کنارے تک پہنچتے ہی ٹائیگر نے گاڑی روک لی ـــ اور پھر اس نے بورڈ پر لگے ہوئے دو تین بٹن بیک وقت دبائے۔ اور گاڑی یوں ہوا میں اٹھتی چلی گئی جیسے ہیلی کاپٹر زمین سے اٹھ جاتا ہے ـــ لیکن یہ اونچائی بالکل معمولی سی تھی۔ اور اس کے

ساتھ ہی گاڑی برف کی وادی میں داخل ہوتی چلی گئی۔ گاڑی کے اندر ایسا سسٹم تھا کہ ذرا برابر بھی سردی کا احساس تک نہ ہو رہا تھا۔ اور پھر گاڑی جیسے ہی برف میں داخل ہوئی وہ برف کی سطح پر یوں تیرتی چلی گئی جیسے کشتی پانی کے اوپر تیرتی ہے۔ وہ سب اطمینان سے بیٹھے ہوئے سفر کرتے رہے۔

ٹائیگر نے ایک طرف پڑا ہوا ایک چھوٹا سا آلہ نکالا۔ اس آلے کے اوپر ڈائل سا بنا ہوا تھا ـــــ جس پر سرخ رنگ سے مختلف ہندسے بنے لکھے ہوئے تھے۔ ڈائل کے درمیان دو سوئیاں تھیں۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹا سا کاغذ نکالا اور اُسے سامنے رکھ کر اس نے اس آلے کی سائیڈ میں لگی ہوئی ایک چھوٹی سی ناب کو دائیں طرف گھمانا شروع کر دیا ـــــ اس ناب کے گھومتے ہی ایک سوئی تیزی سے دائیں طرف سمٹتی چلی گئی اور پھر جب وہ ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو ٹائیگر نے ہاتھ روک لیا ـــــ اور پھر آلے کی دوسری طرف لگی ہوئی ناب کو بائیں طرف لگایا۔ اب دوسری سوئی بائیں طرف گھومتی چلی گئی اور پھر جب وہ ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو ٹائیگر نے آلے کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور پھر بٹنوں والے بورڈ کے نیچے بنا ہوا ایک خانہ کھول کر وہ آلہ اس میں رکھ کر خانہ بند کر دیا ـــــ آلہ اس خانے میں پہنچتے ہی گاڑی کا رخ خود بخود بدل گیا پہلے وہ سیدھی جا رہی تھی لیکن اب شمال مشرق کی طرف گھوم گئی تھی۔ اور ٹائیگر نے سٹیرنگ سے ہاتھ اٹھا کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی ـــــ گاڑی اب کمپیوٹر کنٹرول ہو چکی تھی اور ٹائیگر نے

نقشے کے مطابق اس پہ مخصوص جگہ فکس کر دی تھی اب گاڑی ٹھیک اس جگہ پہ پہنچ کر خود بخود رک جاتی۔

"آپ لوگ تیار ہو جائیں ـــــ کسی بھی لمحے ہمیں باہر نکلنا پڑ سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے پیچھے بیٹھے ہوئے افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے سر ملائے اور سیٹوں کی پشت پہ موجود بڑے بڑے تھیلوں سے مخصوص قسم کا لباس نکال کر پہننا شروع کر دیا۔ یہ لباس شدید ترین سردی سے بچاؤ کے لئے خصوصی طور پہ تیار کیا گیا تھا۔ ٹائیگر نے بھی لباس پہن لیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اس لباس میں یوں لگ رہے تھے جیسے خلائی جہاز کے مسافر ہوں۔

گاڑی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ اچانک ایک جھٹکے سے رکی اور ذرا سی دائیں طرف مڑ کر ٹھہر گئی ـــــ ٹائیگر نے چونک کر سکرین پہ دیکھا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پہ منظر بدل گیا چند لمحے سکرین پہ آڑی ترچھی لکیریں سی نظر آتی رہیں اور پھر اچانک اس پہ ایک نیا منظر ابھر آیا ـــــ سکرین پہ ایک بہت بڑا بیضوی گولہ سا نظر آ رہا تھا۔ بیضوی گولہ کسی بڑی عمارت جتنا تھا۔ بس یوں لگتا تھا جیسے کسی نے مرغی کا بڑا سا انڈا برف کے درمیان رکھ دیا ہو۔

"یہ وہ لیبارٹری ہے جس کی تلاش میں ہم آئے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر باس ـــــ اس میں تو اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا" ـــــ جوشن نے غور سے اس بیضوی گولے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی آ جائے گا ـــــ چلو نیچے اترنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک گاڑی ایک جھٹکے سے حرکت میں آ گئی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی ـــــ ٹائیگر نے چونک کر اس کے مختلف بٹن دبائے لیکن یوں لگتا تھا جیسے گاڑی کسی اور جگہ سے کنٹرول کی جا رہی ہو۔ وہ کسی طرح ٹائیگر کے کنٹرول میں ہی نہ آ رہی تھی۔ اس نے خانہ کھول کر وہ آلہ باہر نکال لیا لیکن گاڑی کی رفتار پہ کوئی اثر نہ پڑا ـــــ وہ اسی طرح تیزی سے بھاگی چلی جا رہی تھی۔ اور ادھر سکرین پہ بھی لیبارٹری کا منظر غائب ہو گیا تھا۔ اب وہاں بھی دوبارہ وہی برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے باس" ـــــ جوشن نے گھبرا کر پوچھا ـــــ

"گڑبڑ ہو گئی ہے۔ گاڑی کو آؤٹ آف کنٹرول کر دیا گیا ہے ـــــ اور لیبارٹری کی نشاندہی کرنے والا آلہ بھی بیکار ہو گیا ہے" ـــــ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ آلے کی دونوں سوئیاں ٹوٹ کر ڈائل کے اندر ہی گر چکی تھیں۔ گاڑی تقریباً آدھے گھنٹے تک اپنی مرضی سے بھاگتی چلی گئی۔ اور پھر اچانک ٹائیگر کو دور سے دو بڑے بڑے خیمے لگے ہوئے نظر آئے ـــــ اور وہ ان خیموں کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ کیوں کہ خیمے ڈھلان کی بالکل سرحد پہ لگے ہوئے تھے۔ اس ڈھلان کے بعد سڑک اور عام زمین نظر آنے لگ گئی تھی۔ اسی لمحے گاڑی کی رفتار یک دم دھیمی پڑ گئی اور اب وہ آہستہ آہستہ ان خیموں

کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

عمران کی آنکھ ایک عجیب سا شور سن کر سب سے پہلے کھلی۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس نے انتہائی تیزی سے سلیپنگ بیگ کی ڈوریاں کھولیں اور پھر وہ بیگ سے باہر نکل آیا۔ سردی سے بچنے والا مخصوص لباس پہلے ہی اس کے جسم پر موجود تھا۔ بیگ سے باہر آتے ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور اس خیمے کے دروازے کی ڈوریاں کھولنی شروع کر دیں ——— اس کے کانوں میں آنے والی آوازیں اب خاصی تیز ہو گئی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے کوئی موٹر لانچ کہیں دور سے چلتی ہوئی نزدیک آتی جا رہی ہو ———

اور پھر دروازے کی مخصوص ڈوریاں کھول کر عمران جیسے ہی باہر نکلا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے سامنے برف کے سمندر میں ایک کشتی نما عجیب سی گاڑی کو برف کے اوپر تیرتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا ——— گو گاڑی ابھی کافی دور تھی لیکن اس کی رفتار بتا رہی تھی کہ وہ جلد ہی ان تک پہنچ جائے گی۔ عمران

نے منہ میں انگلی ڈال کر مخصوص انداز میں ایک زوردار سیٹی بجائی۔ یہ اپنے ساتھیوں کے لئے جاگنے کا اشارہ تھا۔ اور خود وہ اطمینان سے وہاں کھڑا اس گاڑی کو اپنی طرف آتے دیکھنے لگا ——— گاڑی کی ساخت بڑی عجیب قسم کی تھی۔ وہ ہر طرف سے بند کیپسول نما تھی اور برف کی سطح پر یوں تیرتی ہوئی آ رہی تھی جیسے کشتی پانی پر چلتی ہے۔ چونکہ صبح کا اجالا پھیل چکا تھا۔ اس لئے گاڑی کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی برف سے نکل کر اوپر چڑھائی پر چڑھتی چلی آئی اور عام زمین پر آتے ہی اس کے پہیے خود بخود باہر آ گئے تھے ——— گاڑی خیموں کے نزدیک آ کر رک گئی۔ ادھر خیموں میں سے عمران کے ساتھی باہر نکل آئے تھے۔

گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلا اور سردی سے بچاؤ کے مخصوص لباس پہنے ہوئے نو افراد باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں عجیب ساخت کے پستول تھے۔ گاڑی کے آگے والے حصے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اچھل کر باہر آ گیا۔ اور عمران اس کی شکل دیکھتے ہی چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں دانش منزل کی مخصوص لائبریری میں پڑی ہوئی ایک فائل گھوم گئی ——— جس میں اس آدمی کا فوٹو موجود تھا۔ اور عمران کی یادداشت کے مطابق یہ آدمی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کا سرغنہ تھا اور اسے ٹائیگر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

"کون ہو تم ——— اور یہاں کیوں موجود ہو" ——— ٹائیگر نے آگے بڑھ کر غور سے ان کی شکلیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم بین الاقوامی سروے ٹیم کے ممبر ہیں اور وادی نمل کا سروے

کرنے کے لئے آئے ہیں "۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"سروے ۔۔۔۔ کس قسم کا سروے "۔۔۔۔ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہم برف میں مچھلیوں کی پیداوار بڑھانے کے امکانات کا سروے کرنے آئے ہیں "۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر شکوک کی پرچھائیاں لہرانے لگیں۔

"کیا تمہارے پاس شناختی کاغذات موجود ہیں "۔۔۔۔ ٹائیگر نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں ہیں ۔۔۔۔ لیکن تم کون ہو اور اس عجیب گاڑی میں کہاں سے آ رہے ہو "۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"تم یہ بات پوچھنے کے مجاز نہیں ہو۔ یہ میرے فرائض میں شامل ہے کہ میں وادی میں داخل ہونے والوں کو چیک کر دوں "۔۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر پہلے تم اپنے شناختی کاغذات دکھاؤ "۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سنو ۔۔۔۔ میں تمہیں صرف دس منٹ دے سکتا ہوں کہ مجھے اپنی یہاں موجودگی کے بارے میں مطمئن کر دو۔ ورنہ میں تمہارے قتل کا حکم دے دوں گا "۔۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یعنی اس بات پر مطمئن کر دوں کہ ہم واقعی یہاں موجود ہیں تو بھائی اپنے بازو پر چٹکی بھر کر دیکھ لو۔ اگر تکلیف محسوس ہو تو سمجھو کہ ہم واقعی

یہاں موجود ہیں ۔ ورنہ نہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم مذاق کر رہے ہو ۔۔۔۔ تمہاری یہ جرات "۔۔۔۔ ٹائیگر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو یوں اشارہ کیا جیسے وہ ان سب کو قتل کر دینے کا حکم دے رہا ہو۔ اور اس کے پیچھے موجود اس کے اس ساتھیوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے عجیب ساخت کے ریوالور سیدھے کر لئے ۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ٹریگر دبانے ہی والے ہوں۔

"ٹائیگر "۔۔۔۔ اچانک عمران نے زور سے کہا جیسے وہ کسی کو آواز دے رہا ہو۔ اور ٹائیگر اس کے منہ سے یہ لفظ سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ اس کا ایک ہاتھ لاشعوری طور پر اوپر اٹھ گیا۔ جیسے وہ اپنے ساتھیوں کو فائرنگ سے منع کر رہا ہو۔ اب وہ ٹکٹکی باندھے عمران کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو "۔۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں ۔۔۔۔ میں تو اپنے کتے ٹائیگر کو آواز دے رہا تھا "۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر کے چہرے کے عضلات یک دم کھنچ گئے۔ آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں سی سلگ اٹھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے زخمی چیتے کی طرح عمران پر چھلانگ لگا دے گا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا چہرہ معمول پر آ گیا۔

کر " تمہیں معلوم ہے اس شدید سردی میں کتا زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میں تمہاری اس بکواس پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہوں کہ تم اپنے کتے کو بلا رہے تھے " ۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا ۔

" ارے ہاں ۔۔۔ واقعی میں بھی کہوں کہ سرحدی چوکی کراس کرتے ہی میرا کتا ٹائیگر کیوں مر گیا تھا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ ایسا سردی کی وجہ سے ہوا تھا ۔ بہرحال تمہارا بے حد شکریہ ۔۔۔ کہ تم نے میری الجھن دور کر دی۔ بہرحال اتنا غصہ آخر کس بات کا ہے۔ یہاں وادی نمل میں کوئی خفیہ خزانہ چھپا ہوا ہے کہ تم ہمیں دیکھتے ہی یوں اچھل پڑے ہو؟ " ۔۔۔ عمران نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ہوں ۔۔۔ تم سب لوگ ادھر ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میرے ساتھی تمہارے خیموں کی تلاشی لیں گے اس کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ تم لوگ کون ہو " ۔۔۔ ٹائیگر نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا

" ہاں ۔۔۔ بے شک کرلو تلاشی " ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک طرف ہٹتا چلا گیا ۔

" خیموں کی مکمل تلاشی لی جائے اور ان کی جیبوں کی بھی " ۔۔۔ ٹائیگر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں میں سے چار افراد تیزی سے خیموں میں داخل ہو گئے ۔ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی خاموش کھڑے ہوئے تھے ۔

عمران اور ٹائیگر دونوں اپنی اپنی جگہوں پر سوچ میں غرق تھے

عمران نے صرف اپنا اطمینان کرنے کے لئے اس کا نام پکارا تھا اور اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ ٹائیگر وہی ٹائیگر ہے جس کی فائل عمران کے پاس موجود ہے ۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ کیا ٹائیگر نے ہی وادی نمل میں وہ لیبارٹری قائم کی ہے اور اسی کی زیر نگرانی ہی وہ ایکس بم تیار ہو رہا ہے ۔۔۔ کیونکہ جس انداز میں وہ عجیب ساخت کی گاڑی پر تیرتا ہوا برف کے سمندر سے نکلا تھا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا ۔ لیکن ٹائیگر اتنا وسائل والا مجرم معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ اتنا بڑا پروجیکٹ بنا سکتا ۔ اس لئے یہ بات عمران کے حلق سے نہ اتر رہی تھی ۔

ادھر ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اُسے یقین تھا کہ یہ شخص اُسے ذاتی طور پر جانتا ہے ۔ جب کہ وہ اُسے نہ پہچانتا تھا۔ اور پھر یہ سب لوگ شکل وصورت سے ایشیائی لگ رہے تھے ۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس کے ذہن میں عجیب سی الجھن پیدا ہو گئی تھی ۔ اُسی لمحے ٹائیگر کے آدمی خیموں سے باہر آ گئے ۔

" باس ۔۔۔ کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے ۔ سروے کے آلات وغیرہ ہیں ۔ یا عام سامان ہے " ۔۔۔ انہوں نے ٹائیگر سے مخاطب ۔۔۔ ہو کر کہا ۔ اور پھر انہوں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک فائل بھی ٹائیگر کی طرف بڑھا دی ۔

" اس میں ان سب کے باقاعدہ اجازت نامے موجود ہیں ۔ ان اجازت ناموں کی رُو سے یہ واقعی بین الاقوامی سروے ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں " ۔۔۔ اس آدمی نے مزید کہا اور ٹائیگر نے

فائل اس کے ہاتھ سے لے لی اور اُسے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا وہ چند لمحے دیکھتا رہا اور پھر اس نے فائل عمران کی طرف اچھال دی۔

"ٹھیک ہے تم سردے کرتے رہو ۔۔۔۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم مجھے جانتے کیسے ہو" ۔۔۔۔ ٹائیگر کے لہجے میں تجسس تھا۔

"تمہیں ۔۔۔۔ تو تمہیں میں نہیں جانتا۔ میں واقعی اپنے ٹائیگر کو پکار رہا تھا۔ مجھے خیال ہی نہ رہا تھا کہ وہ مر چکا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔۔ میں یقین کر لیتا ہوں" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو گاڑی میں سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھی تیزی سے گاڑی کا پچھلا حصہ کھول کر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جب کہ ٹائیگر گاڑی کے اگلے حصے کے قریب کھڑا رہا۔ جب پچھلا حصہ بند ہو گیا تو ٹائیگر نے اگلا حصہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک عمران نے اُسے پکارا۔

"مسٹر ٹائیگر ۔۔۔۔ ذرا ایک منٹ" ۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ معصومیت تھی جیسے اچانک اُسے کسی بات کا خیال آگیا ہو۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ٹائیگر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"کیا بات ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ اس لئے مطمئن کھڑا تھا کہ اس نے عمران کے ہاتھ خالی دیکھ لیئے تھے۔

"مسٹر ٹائیگر ۔۔۔۔ صرف ایک بات بتا دیجئے کہ اتنی سردی میں آپ کون سی شراب پیتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے اس کے قریب پہنچ

کر اس کی طرف ذرا جھکتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اور دوسرا لمحہ شاید ٹائیگر کی پوری زندگی کا حیرت انگیز لمحہ تھا۔ کیوں کہ اس نے جواب دینے کے لیئے منہ کھولا ہی تھا کہ بجلی نے عمران نے اپنے ہاتھوں کو کیا حرکت دی کہ لحیم شحیم آدمی ٹائیگر کسی گیند کی طرح ہوا میں اچھلا اور سیدھا عمران کے ساتھیوں کے سامنے جا گرا ۔۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ جوزف کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور اس کا گرزنما مکا اٹھتے ہوئے ٹائیگر کی کنپٹی پر پڑا۔ پٹاخہ چلنے جیسی آواز سنائی دی اور ٹائیگر الٹ کر دو گز دور جا گرا۔ عمران کے ساتھی تیزی سے گاڑی کے گرد پھیلتے چلے گئے ۔۔۔۔ جوزف کو شاید عمران نے رکنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ کیوں کہ ایک ہی وار کے بعد وہ خاموش کھڑا ہو گیا تھا۔ جب کہ عمران قدم بڑھا کر ٹائیگر کے سامنے جا کھڑا ہوا ۔۔۔۔ ٹائیگر نے جوزف کا مکہ کھا کر ایک لمحہ کے لئے اپنے سر کو دائیں بائیں جھٹکا۔ لیکن پھر وہ یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے وہ بالکل تازہ دم ہو۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا کھڑا ہوتا۔ عمران نے پوری قوت سے اس کے سینے پر فلائنگ کک ماری ۔۔۔۔ مگر وہ لحیم شحیم ٹائیگر عمران کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا۔ وہ اتنی پھرتی سے اپنی جگہ سے ہٹا کہ عمران سنبھل نہ سکا اور پشت کے بل زمین پر گرتا چلا گیا ۔۔۔۔ لیکن گرنے سے پہلے اس نے اپنے جسم کو کمان کی طرح موڑ لیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پشت کی بجائے اس کے پیر پہلے زمین پر پڑے۔ اور پھر بجائے کھڑا ہونے کے اس کے جسم نے الٹی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں سیدھے

کھڑے ہونے کی کوشش میں مصروف ٹائیگر کے گرد قینچی کی طرح جم گئیں اور اس کے ساتھ ہی ہاتھوں کی مدد سے عمران نے زمین پر تیزی سے کروٹیں بدلنی شروع کر دیں ـــــ ٹائیگر اس کے جسم کے ساتھ ہی زمین پر بے بسی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے عمران کی دونوں ٹانگیں پکڑنی چاہیں لیکن عمران نے یک دم دوہرا ہو کر پوری قوت سے دونوں ہاتھ جوڑ کر بھرپور پنچ ٹائیگر کی ناک پر مارا ـــــ اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلتے گئے۔ تین یا چار پنچوں کے بعد ٹائیگر کا جسم ڈھیلا ہوتا چلا گیا۔ اس کی ناک سے خون بہہ نکلا لیکن سردی اس قدر تھی کہ خون باہر نکلتے ہی جم جاتا۔ اور پھر عمران اُسے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا

ٹائیگر کے ساتھیوں نے شاید ٹائیگر کا حال سکرین پر دیکھ لیا تھا۔ اس لیے پہلے ہی وار کے بعد وہ انتہائی تیزی سے گاڑی کا پچھلا حصہ کھول کر نکلے تھے ـــــ لیکن عمران کے ساتھی ان کے استقبال کے لئے پہلے سے ہی تیار کھڑے تھے لہذا وہ ان سے بھڑ گئے ـــــ

چنانچہ وہاں اچھی خاصی تیسری جنگ عظیم شروع ہو گئی تھی۔ جب عمران نے ٹائیگر کو بے ہوش کرنے کے بعد میدان جنگ پر نظر ڈالی ـــــ تو نعمانی اور صدیقی بے ہوش پڑے ہوئے تھے جب کہ مخالف کیمپ کے چار آدمی بے کار ہو چکے تھے۔ اور باقی ابھی تک کھڑے ہوئے تھے۔ ـــــ عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا اس نے مداخلت کرنے کی کوشش نہ کی دراصل جسم پر موجود بھاری لباس نے عمران کے ساتھیوں کو الجھن میں ڈال رکھا تھا اور وہ اس کی وجہ سے زیادہ

تیزی سے حرکت نہ کر سکتے تھے ـــــ بہرحال تھوڑی دیر بعد فیصلہ ہو گیا اور مخالف کیمپ کے سارے آدمی ڈھیر کر لیئے گئے۔ البتہ کیپٹن شکیل اور تنویر خاصے زخمی ہو گئے۔

"ان سب کو اٹھا کر خیموں میں لے چلو اور اچھی طرح باندھ دو"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے فوری طور پر اس کے احکام کی تعمیل کی۔

کیپٹن شکیل اور تنویر کی مرہم پٹی کر دی گئی۔ اور صدیقی اور نعمانی کو بھی ہوش میں لے آیا گیا۔ عالم زیب واحد آدمی تھا جس نے اس لڑائی میں کوئی حصہ نہ لیا تھا وہ خاموش ایک طرف کھڑا رہا تھا۔

"تم سب اس کی نگرانی کرو میں ذرا ان کی گاڑی کا جائزہ لے لوں"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ خیموں سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایڈورڈ کرسی پر بیٹھا سامنے دیوار پر نصب بہت بڑی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اُسے نمبر ون نے سیکورٹی چیف بنا دیا تھا۔ اور اس نے لیبارٹری سے کافی دور ایک بیضوی گولے کی شکل میں اپنا سیکورٹی سنٹر بنایا تھا ـــــ وہاں ایسی مشینیں نصب تھیں جن کی مدد سے وہ اس لیبارٹری میں بیٹھ کر ہی پوری وادی کو کنٹرول کر سکتا تھا ۔ پہلے تو نمبر ون کے ساتھ اس بات کا فیصلہ ہوا تھا کہ باقاعدہ محاصرہ چوکیاں قائم کی جائیں گی ـــــ لیکن بعد ازاں طویل بحث و مباحثہ کے بعد اس کا ارادہ اس لئے ترک کر دیا گیا کہ اس طرح انہیں بے شمار آدمی رکھنے پڑتے تھے اور کسی بھی آدمی کی غداری لیبارٹری کے لئے خطرے کا موجب بن سکتی تھی ـــــ اس بنا پر سیکورٹی سیل علیحدہ قائم کیا گیا۔ اور سائنس دانوں نے وہ بیضوی سی عمارت بنا دی۔ جس میں جدید ترین سیکورٹی چیکنگ مشین نصب کر دی گئی۔ یہ سارا کام صرف پندرہ دنوں میں مکمل کر لیا گیا تھا ـــــ اب اس سیکورٹی سیل میں صرف پندرہ افراد تھے اور ان کا انچارج ایڈورڈ تھا۔

ایڈورڈ کے کمرے میں سکرینوں اور مشینوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ اور وہ درمیان میں بیٹھا انہیں کنٹرول کرتا رہتا تھا۔ اس عمارت میں دس کمرے تھے ۔ جن میں مختلف مشینیں نصب تھیں۔ اور باقی افراد ان مشینوں پر کام کرتے تھے ـــــ تمام کام سائنٹیفک انداز میں کیا جاتا تھا۔ اور ان مشینوں کی رپورٹیں باقاعدہ ایڈورڈ کی میز پر پہنچتی رہتی تھیں ۔ ایڈورڈ کو اس بات کی سختی سے ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ حملہ آوروں کو ہر قیمت پر لیبارٹری سے پہنچنے تک روکے۔ اور اس سلسلے میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ جس حد تک ممکن ہو سکے اس بات کا خیال رکھا جائے ـــــ کہ کسی کو لیبارٹری کی وہاں موجودگی کا اندازہ نہ ہو سکے۔ اس لئے حملہ آوروں کو ختم کرنا ضروری نہیں تھا ۔ صرف انہیں بھٹکانا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی ٹائیگر کی گاڑی وادی میں داخل ہوئی۔ ایڈورڈ کے کمرے میں نصب ایک بڑی سی سکرین خود بخود روشن ہو گئی اور پھر وہ کشتی نما گاڑی سکرین پر نظر آنے لگی ـــــ ایڈورڈ میز کے پیچھے سے اٹھ کر اس سکرین کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے مخصوص ریز کی مدد سے گاڑی کا اندرونی منظر بھی سکرین پر واضح کر لیا ـــــ اور ساتھ ہی اس نے ان کے فوٹو گراف بھی حاصل کر لئے ۔ گاڑی خاصی تیز رفتاری سے برف پر تیرتی چلی آ رہی تھی۔ اور ایڈورڈ سکرین پر نظریں جمائے اُسے دیکھ رہا تھا۔ گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی وادی کے درمیان میں پہنچی اور پھر اس کا رخ لیبارٹری کی طرف ہو گیا ـــــ چند لمحوں بعد وہ عین اس جگہ پر رک گئی جہاں نیچے

لیبارٹری کی بیضوی عمارت موجود تھی۔ اور پھر ایڈورڈ اس وقت چونک پڑا جب اس نے گاڑی کے اندر لگی ہوئی سکرین پر لیبارٹری کو واضح طور پر ابھرتا ہوا دیکھ لیا ــــ اس نے بڑی پھرتی سے مشین کی ایک ناب گھمائی اور ہاتھ بڑھا کر ساتھ والی مشین کا بٹن آن کر دیا۔ اس مشین میں ایسی طاقت ور شعاعیں خارج ہوتی تھیں جو نہ صرف گاڑی میں موجود کمپیوٹر کنٹرول کو ناکارہ کر سکتی تھیں بلکہ اُسے کنٹرول بھی کر سکتی تھیں ــــ چنانچہ وہی ہوا جیسے ہی اس مشین کا رابطہ گاڑی کے انجن سے ہوا۔ گاڑی کا کمپیوٹر کنٹرول ناکارہ ہو گیا اور گاڑی براہِ راست اس مشین کے کنٹرول میں آ گئی۔ اور ایڈورڈ نے اسے وادی کے شمال مشرق کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا ــــ وہ اگر چاہتا تو حملہ آوروں کو ان کی گاڑی سمیت اڑا دیتا۔ لیکن نمبر وَن اور چیف باس کی طرف سے اُسے یہی ہدایات ملی تھیں کہ وہ اس وقت تک کسی پر براہِ راست حملہ نہ کرے جب تک لیبارٹری کا وجود خطرے میں نہ پڑ جائے ــــ کیوں کہ اس طرح دنیا والوں کو وادی نمل میں لیبارٹری کے وجود کا یقین آ جائے گا۔ جب کہ ابھی معاملہ صرف شک کی حد تک ہی ہے۔ اور ہو سکتا ہے وہ سب ناکام ہو کر اس بنا پر واپس چلے جائیں کہ ایسی کوئی لیبارٹری ہی موجود نہ ہے ــــ ایڈورڈ مشین پر لگی ہوئی ناب کو تیزی سے گھماتا چلا جا رہا تھا اور ٹائیگر کی کشتی نما گاڑی تیزی سے شمال مشرق کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور جب وادی کا شمال مشرقی کنارہ دور سے نظر آنے لگا تو اس نے ایک بٹن آف کر دیا۔ اور گاڑی سے اس کا کنٹرول ہٹ گیا ــــ وہ مشین بند کرنا ہی

چاہتا تھا کہ اچانک سکرین پر نظر آنے والا ایک منظر دیکھ کر چونک پڑا۔ وادی کی شمال مشرقی سرحد پر دو بڑے بڑے خیمے نصب تھے اور ان خیموں کے ساتھ دو بڑی جیپیں بھی موجود تھیں۔

"یہ کون لوگ ہیں" ــــ ایڈورڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ــــ سیکورٹی سیل کالنگ اوور" ــــ ایڈورڈ نے بٹن دباتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"یس ــــ مارکونی سپیکنگ اوور" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مارکونی ــــ شمال مشرقی سرحد سے کون گروپ وادی میں داخل ہوا ہے اوور" ــــ ایڈورڈ نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"باس ــــ یہ بین الاقوامی سروے کے رکن ہیں۔ برف میں مچھلیاں پالنے کے متعلق سروے کرنے آئے ہیں۔ ان کے ساتھ سروے کا عام سامان ہے اوور" ــــ مارکونی نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے ان کے متعلق رپورٹ کیوں نہیں دی گئی اوور" ــــ ایڈورڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر ــــ یہ لوگ قطعاً بے ضرر قسم کے ہیں۔ اس لئے میں نے ان کو نظر انداز کر دیا تھا اوور" ــــ مارکونی نے جواب دیا۔

"سنو مارکونی ــــ آئندہ چاہے چڑیا کا بچہ ہی کیوں نہ وادی

میں داخل ہو مجھے اس کے بارے میں اطلاع ضرور دی جائے اوور"۔۔۔۔
ایڈورڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہوگی اوور" ۔۔۔۔ مارکونی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور ایڈورڈ نے بڑے غصیلے انداز میں ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اور پھر اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر اٹھیں تو وہ یک دم سیٹ پر سے اچھل پڑا۔ سکرین پر گاڑی والوں اور خیموں والوں کے درمیان خاصی زوردار جنگ جاری تھی ۔۔۔ اور خیمے والوں کے لڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر ہیں۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑائی کا فیصلہ ہو گیا اور خیمے والے جیت گئے۔ وہ سب کو اٹھا کر خیموں کے اندر لے گئے ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے مشین کی طاقت کو اور زیادہ بڑھا کر ایک بٹن دبایا تو اُسے خیمے کے اندر موجود وہ لوگ نظر آنے لگ گئے۔ وہاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جا رہی تھی اور گاڑی میں آنے والوں کو باندھا جا رہا تھا۔ اور پھر ان میں سے ایک آدمی خیمے سے نکل کر تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"یہ لوگ سرد ٹیم کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہ یقیناً کوئی مجرم پارٹی ہے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے سوچتے ہوئے کہا۔ اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا۔ اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے مشین بند کی اور اٹھ کر تیزی سے واپس میز کے پیچھے اپنی کرسی پر آ بیٹھا اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"مشین نمبر ۳ سے فلم لے جاؤ اور اسے ڈویلپ کر کے اس کی انلارج سائز میں فوٹو بنا کر لاؤ مگر کام جلدی ہونا چاہیئے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"او۔کے باس" ۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے سامنے ابھی ایڈورڈ بیٹھا تھا۔ اس نے مشین کے پچھلے حصے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک بڑا سا ڈبہ نکال لیا۔ اور پھر ڈبہ اٹھائے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ابھی ایڈورڈ بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک مشین میں گڑگڑاہٹ سی سنائی دی۔ اور ایڈورڈ چونک پڑا۔ مشین کی سکرین خود بخود روشن ہو گئی تھی اور اس پر جو منظر ابھرا تھا۔ اس نے ایڈورڈ کو چونکا دیا ۔۔۔۔ وادی کے عین درمیان میں ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر پرواز کر رہا تھا اور پھر یہ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ ایڈورڈ نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر برف میں دھنستا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

"یہ لوگ برف میں دھنس کر کیسے حرکت کریں گے" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے سوچا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں برف کے اندر دھنسا ہوا ہیلی کاپٹر صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور اس مشین کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اس نے اس کے مختلف بٹن دبائے ۔۔۔۔ تو اُسے ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھے ہوئے افراد صاف دکھائی دینے لگے۔ یہ تعداد میں چھ تھے۔ ان میں چار مرد اور دو عورتیں

تھیں۔ اور پھر اس کے سامنے تمام کارروائی ہوتی رہی۔ ہیلی کاپٹر والوں نے ٹرانسمیٹر پر ہنگامی مرکز کو کال کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس ہیلی کاپٹر میں سوار افراد لو۔ الف ٹیم کے ممبران ہیں۔ اُسے پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ یو۔ الف کے متعلق اس نے خاص طور پر خیال رکھنا ہے۔ چنانچہ وہ پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو گیا ـــــ پھر اس نے ہنگامی مرکز کے دو ہیلی کاپٹروں کو برف میں دھنسے ہوئے اس ہیلی کاپٹر کو نکالتے دیکھا۔ اور پھر وہ اس کے سامنے ہی باہر نکلا ـــ اس میں سوار افراد سیڑھی کی مدد سے دوسرے ہیلی کاپٹر میں پہنچ گئے لیکن یہ ہیلی کاپٹر وزن زیادہ ہونے کی بنا پر ٹوٹ کر دوبارہ کافی گہرائی میں دھنس گیا ـــــ اور اُسی لمحے ایڈورڈ کو ایک خیال آگیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

"راجر ـــ جلدی کرو ـــــ سنو ـــ ٹرالی باہر نکالو" ـــــ ایڈورڈ نے اس کمرے میں موجود ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔ اور نوجوان جو ایک میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تیزی سے اٹھ کر کمرے کے ایک کونے کی طرف بھاگا۔ اس نے دیوار پر لگا ہوا ایک ہینڈل کھینچا تو دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اب دیوار ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک کیپسول نما گاڑی موجود تھی ـــــ راجر نے اس خفیہ بٹن کو دبا کر اس گاڑی کا ایک دروازہ کھولا اور ایڈورڈ اچھل کر گاڑی کے اندر سوار ہو گیا۔ راجر بھی اس کے پیچھے ہی داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر کے اس

کے سامنے کے رخ پر موجود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اس سیٹ کے سامنے ایک چھوٹی سی سکرین تھی جس کے نیچے بٹنوں کا پینل موجود تھا۔

"سر ـــ لیبارٹری چلنا ہے" ـــــ راجر نے مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے ایڈورڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ـــ وادی ہنل کے عین مرکز میں ایک ہیلی کاپٹر برف میں دفن ہوا ہے وہاں تک جانا ہے" ـــــ ایڈورڈ نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ـــــ راجر نے کہا اور اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبائے۔ اور ٹرالی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اس کے حرکت میں آتے ہی سامنے والی دیوار خود بخود ہٹ گئی اور ٹرالی باہر برف میں آگئی ـــــ ٹرالی یوں برف کے اندر دھنستی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جیسے آبدوز پانی میں تیرتی ہے۔ اور پھر تقریباً دس منٹ بعد سکرین پر برف میں دھنسا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آنے لگ گیا۔ اور راجر نے ٹرالی کا رخ اس ہیلی کاپٹر کی طرف موڑ دیا ـــــ راجر نے ٹرالی کی رفتار آہستہ کر لی اور ٹرالی آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی اس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"اسے سیکورٹی سیل میں لے جانا ہے۔ اسے ٹرالی کے ساتھ ٹاپ کر لو" ـــــ ایڈورڈ نے کہا اور راجر نے سر ہلاتے ہوئے کچھ اور بٹن دبا دیئے۔ بٹن دبتے ہی ٹرالی کی پشت سے لٹکی ہوئی تار تیر کی طرح باہر کو نکلی اور راجر نے سوئچ پینل کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹے

سے چکر کو آہستہ آہستہ گھمانا شروع کر دیا۔ تار تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر راجر نے ایک بٹن دبایا تو تار کا سرا کانٹے کی طرح کا سرا ہیلی کاپٹر کی پشت پہ لگے ہوئے ایک بڑے سے کنڈے میں داخل ہو کر مڑتا چلا گیا۔ اور تار کو خود بخود گانٹھ لگتی چلی گئی۔

"اب لے چلو اسے" ــــ ایڈورڈ نے کہا اور راجر نے ٹرالی چلا دی۔ ٹرالی کے مڑ کر آگے بڑھتے ہی ہیلی کاپٹر بھی اس کے پیچھے برف میں دھنستا چلا گیا۔ اس بار ٹرالی کی رفتار خاصی سست تھی کیوں کہ ہیلی کاپٹر کا حجم کافی سے زیادہ تھا۔ اور اسے برف کے اندر گھسیٹنا خاصا مشکل ثابت ہو رہا تھا ــــ لیکن ٹرالی کی بے پناہ قوت اسے بہرحال گھسیٹے لئے آ رہی تھی۔ اور پھر تھوڑی سی دیر بعد ٹرالی ہیلی کاپٹر سمیت واپس سیکورٹی سیل میں پہنچ گئی۔ ٹرالی کا دروازہ کھول کر ایڈورڈ باہر آیا۔ اور اس نے آگے بڑھ کر ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور اس میں داخل ہو گیا

اس کے ہاتھ تیزی سے ہیلی کاپٹر میں موجود سامان کی تلاشی لے رہے تھے اور پھر اس نے ایک بڑا سا کینوس کا تھیلا ڈھونڈ نکالا جس میں بارہ خاصے طاقت ور بموں کے ساتھ ساتھ ڈائم بم بھی موجود تھا۔ ایڈورڈ وہ تھیلا اٹھائے ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا ــــ اور اس کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں چلتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچا۔ یہاں کمرے کے درمیان میں ایک کافی وسیع و عریض مشین نصب تھی۔ اور ایک نوجوان اس مشین کے سامنے بیٹھا اس کی چیکنگ میں مصروف تھا۔ ایڈورڈ کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جیری" ــــ ایڈورڈ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں تھیلے پہ جمی ہوئی تھیں۔

"اس تھیلے میں بارہ طاقت ور بم اور ایک ڈائم بم موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بم اس انداز سے ناکارہ ہوں کہ چلیں تو ضرور ــــ لیکن ان کی کارکردگی صفر ہو جائے" ــــ ایڈورڈ نے تھیلا جیری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ــــ ہو جائے گا" ــــ جیری نے مسکراتے ہوئے ایڈورڈ کے ہاتھ سے تھیلا لیا اور پھر اسے بڑی احتیاط سے مشین کے ساتھ لگے ہوئے ایک بڑے سے ہک کے ساتھ لٹکا دیا۔ پھر اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر ایک بم نکالا ــــ اور اسے غور سے دیکھا۔ اور پھر مشین کے درمیان میں ایک خلنے کو کھول کر اس نے وہ بم اس خلنے کے اندر بڑی احتیاط سے رکھ کر خانہ بند کیا اور مشین کا بٹن دبا دیا۔ مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی ــــ جیری تیزی سے مختلف بٹن دباتا چلا گیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ ایک چھوٹے سے سٹرینگ پہ جم گیا۔ اس کی نظریں مشین کے ڈائل پہ جمی ہوئی تھیں۔ جس پہ ایک سوئی تیزی سے مختلف ہندسے پھلانگتی ہوئی دائیں طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر سوئی جیسے ہی ایک مخصوص ہندسے پہ پہنچی ــــ مشین میں ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔ اور ڈائل کے نزدیک ایک کافی بڑا سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ سوئی اب اس ہندسے پہ ٹھہر گئی تھی۔ چند لمحے وہ بلب جلتا بجھتا رہا پھر اچانک مسلسل جلنے لگا۔ اور اس کا رنگ بھی سبز ہو گیا تھا۔

"لیجئے باس ـــــ یہ بم تو کارکردگی کے لحاظ سے ناکارہ ہو گیا۔ البتہ یہ بے حد طاقت ور بم تھا۔ میرے اندازے سے کہیں زیادہ" ـــــ جیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا۔ تو مشین میں ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ بلب بجھ گیا۔ اور سوئی بھی تیزی سے واپس چلی گئی۔ جیری نے تھیلے میں سے دوسرا بم نکالا اور اسے بھی مشین کے خانے میں ڈال کر وہی عمل دوہرایا ـــــ اس طرح باری باری اس نے سارے بم ناکارہ کر دیئے۔ اب تھیلے میں صرف ڈائم بم باقی رہ گیا تھا۔ یہ چوکور ساخت کا چھوٹا سا بم تھا۔ جیری نے وہ بم باہر نکالا ایک لمحے کے لئے اُسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی نادر و نایاب چیز کو دیکھ رہا ہو۔

"باس ـــــ میری زندگی میں بڑی خواہش تھی کہ اس بم کو دیکھوں لیکن ہمیشہ حسرت ہی رہی۔ یہ بم بھی اپنی ایجاد میں ایک نادر چیز ہے" جیری نے بڑے توصیفانہ لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں ـــــ یہ بے حد قیمتی ہے۔ اور اس ایک بم میں اتنی طاقت ہے کہ پوری وادی کی برف کو پانی کا روپ دے دے" ـــــ ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں" ـــــ جیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین کا خانہ کھول کر بم اس میں رکھا اور خانہ بند کر کے اس نے ایک طویل سانس لیا اور مشین کو آن کر دیا۔ اس بار ڈائل کی سوئی آخری سرے تک چلی گئی اور پھر دھماکے کے ساتھ بلب جل اٹھا ـــــ

ڈائم بم بھی ناکارہ ہو چکا تھا۔

چند لمحوں بعد جیری نے مشین کا سب سے نچلا حصہ کھول کر سارے بم باہر نکالے اور انہیں تھیلے میں ڈال کر تھیلا ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"لیجئے باس ـــــ اب یہ چلیں گے تو ضرور ـــــ مگر کارکردگی کے لحاظ سے صفر میں بس صرف دھماکہ ہی ہو گا" ـــــ جیری نے کہا۔ اور ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے تھیلا اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر تیزی سے اس کمرے سے نکل کر واپس ٹرالی والے کمرے میں آیا۔ اور اس نے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو کر تھیلا واپس اُسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اُس نے اُسے اٹھایا تھا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر سے باہر آ کر اس نے اس کا دروازہ بند کیا۔ اور راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"راجر ـــــ اس ہیلی کاپٹر کو واپس اُسی جگہ چھوڑ آؤ" ـــــ اس کے لہجے میں تحکم تھا۔

"بہتر باس" ـــــ راجر نے کہا اور وہ دوبارہ ٹرالی کا دروازہ کھول کر اس میں داخل ہو گیا۔ جب کہ ایڈورڈ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وادیٔ نمل سے شمال مشرق میں تقریباً پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا شہر وینزویلا تھا۔ وینزویلا یوں تو چھوٹا سا شہر تھا۔ لیکن اس شہر کی تعمیری منصوبہ بندی انتہائی خوب صورت طریقے سے کی گئی تھی —— شہر کی تمام عمارتیں باقاعدہ انداز میں جدید طرز پر تعمیر کی گئی تھیں۔ وہاں صرف ایک ہی بازار تھا۔ بازار میں ہر قسم کی چیزوں کے بڑے بڑے سٹورز قائم تھے۔ یہ سٹورز اتنے بڑے تھے کہ وہاں سوئی سے لیکر ہوائی جہاز تک خریدے جا سکتے تھے۔ حالانکہ شہر کی آبادی اتنی زیادہ نہ تھی —— یہی وجہ تھی کہ سیاحوں کو اس چھوٹے شہر میں اتنے بڑے سٹورز دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ لیکن اس وقت ان کی حیرت دور ہو جاتی جب انہیں یہ بتایا جاتا کہ وینزویلا کے قریب اکثر ایکریمیا کی جنگی مشقیں ہوتی رہتی تھیں اور جنگی مشقوں کی وجہ سے وہاں خاصی خریداری ہو جاتی تھی۔ جب کہ عام دنوں میں یہ سٹورز گاہکوں کے لئے ترستے رہتے تھے۔

وینزویلا کا شیرف کیپٹن بوجوارڈ ایک سخت گیر چہرے کا مالک تھا۔ اور اس کے چہرے پر موجود زخموں کے بے شمار نشانات اس

کی بہادری اور جی داری کا پتہ دیتے تھے۔ کیپٹن بوجوارڈ اپنے خوب صورت دفتر میں بیٹھا سڑک کی طرف کھلنے والی کھڑکی کی طرف نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کیپٹن بوجوارڈ نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کیپٹن بوجوارڈ سپیکنگ" —— کیپٹن کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"سر —— پوائنٹ نمبر الیون سے ڈوتھم بول رہا ہوں —— یہاں تین کاریں آئی ہیں۔ جن میں ایک عورت اور دس مرد ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" —— ڈوتھم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں" —— کیپٹن نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"سر —— میں نے یہی بات ان سے پوچھی ہے لیکن وہ جواب سے انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس کا جواب وہ صرف آپ کو ہی دیں گے" —— ڈوتھم نے جواب دیا۔

"اوکے —— بات کراؤ" —— کیپٹن نے جواب دیا۔

"ہیلو" —— چند لمحے بعد ایک نسوانی آواز رسیور میں گونجی۔ لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"کیپٹن بوجوارڈ سپیکنگ —— فرمائیے" —— کیپٹن بوجوارڈ نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیڈی ایگلز" —— دوسری طرف سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور کیپٹن بوجوارڈ یوں چونکا جیسے اسے اچانک بھوت نظر آ گیا ہو۔

"اوہ ۔۔۔ میڈم آپ خود ۔۔۔ فرمائیے ۔۔۔ حکم دیجئے" ۔۔۔ کیپٹن کا لہجہ اس بار نہ صرف مؤدبانہ تھا بلکہ کافی حد تک عاجزانہ بھی تھا۔

"تمہارے آدمی ہماری کاروں کی تلاشی لینے پر مُصر ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ۔۔۔ سوری میڈم ۔۔۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن نے کہا اور دوسرے لمحے روتھم کی آواز سنائی دی۔

"روتھم ۔۔۔ تینوں کاروں کو بغیر تلاشی شہر میں آنے دو" ۔۔۔ کیپٹن نے خشک لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔ مگر سر وہ قانون" ۔۔۔ روتھم نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ قانون وہ ہوتا ہے جس میں ہمارا فائدہ ہو۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل ہونی چاہئے" ۔۔۔ کیپٹن نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ۔۔۔ روتھم نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ لیکن کیپٹن نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور پھر اٹھ کر دفتر سے باہر نکلتے ہوئے برآمدے میں آ کھڑا ہوا۔ وہ بڑی بے چینی کے عالم میں دروازے کے آگے ٹہل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دور سے تین کاریں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں دفتر کی طرف آتی دکھائی دیں اور کیپٹن نوجوارڈ کی نظریں ان

کاروں پر جم کر رہ گئیں۔ کاریں دفتر کے سامنے آ کر رک گئیں۔ اور پھر کاروں کے دروازے کھلے اور لیڈی ایگزا اور اس کے نو ساتھی کاروں سے باہر آ گئے۔ روتھم بھی ان کے ہمراہ تھا۔

"تم کیوں آئے ہو" ۔۔۔ کیپٹن نے غصیلے انداز میں روتھم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر ۔۔۔ لیڈی صاحبہ نے کہا تھا کہ انہیں دفتر تک پہنچا دوں" ۔۔۔ روتھم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اندر چلو" ۔۔۔ لیڈی ایگزا نے دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے خشک لہجے میں کہا اور کیپٹن سر ہلاتا ہوا دفتر میں داخل ہو گیا۔ لیڈی ایگزا کے نو ساتھی اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے دیواروں کے ساتھ پھیلتے چلے گئے۔ جب کہ لیڈی ایگزا ایک کرسی پر بیٹھ گئی کیپٹن نوجوارڈ خاموشی سے سامنے کھڑا تھا۔ روتھم نے حیرت سے یہ منظر دیکھا اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

"اس نوجوان کو کس نے بھرتی کیا ہے" ۔۔۔ لیڈی ایگزا نے روتھم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیپٹن سے پوچھا۔

"نمبر وَن نے اس کی تقرری کی تصدیق کر دی تھی۔ اسے تعینات ہوئے چند روز ہی ہوئے ہیں" ۔۔۔ کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس کی فائل" ۔۔۔ لیڈی ایگزا نے خشک لہجے میں پوچھا اور کیپٹن تیزی سے مڑ کر ایک الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کھول کر اس میں رکھی ہوئی بے شمار فائلوں میں سے ایک فائل

کھینچی اور اُسے لاکر لیڈی ایگلز کے سامنے رکھ دیا۔

روقھم کا چہرہ شدید حیرت سے بگڑ گیا تھا۔ وہ کبھی لیڈی ایگلز کو دیکھتا اور کبھی کیپٹن کو۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ عورت کون ہے۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے یہ باقاعدہ اشتہار کے جواب میں آیا ہے" —— لیڈی ایگلز نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں" —— کیپٹن نے جواب دیا۔ اور لیڈی ایگلز نے میز پر رکھے ہوئے قلم دان میں لگے ہوئے آفس قلم کو ہولڈر سے نکالا اور فائل پر کراس کا نشان لگا دیا۔

جیسے ہی اس نے کراس کا نشان فائل پر لگایا۔ کیپٹن نے بڑی پھرتی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور کھینچا اور پھر اس سے پہلے کہ روقھم کچھ سمجھتا کیپٹن نے گولی چلا دی اور روقھم چیخ مار کر فرش پر گرا۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ٹھنڈا ہو گیا۔

"دیکھو کیپٹن —— آئندہ کسی بھی سلسلے میں اشتہار نہ دیا جائے اگر آدمیوں کی ضرورت ہو تو ہیڈ کوارٹر سے منگوا لئے جائیں۔ ہمیں ہر قیمت پر اس شہر کو عام لوگوں کی نظروں سے بچانا ہے" —— لیڈی ایگلز نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم —— آئندہ ایسا ہی ہو گا" —— کیپٹن نے جواب دیا۔

"نمبر ون کو کال کرو اور میرے آنے کی اطلاع دو —— تاکہ وہ گاڑی بھجوا دے۔ اور میرے آدمیوں کو سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرا دو۔

جب ضرورت ہو گی میں بلوا لوں گی" —— لیڈی ایگلز نے کہا۔

"یس میڈم" —— کیپٹن بوجوارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ایک الماری کھول کر اس میں لگے ہوئے ایک تختے کو جھٹکا دے کر تیزی سے سائیڈ میں گھما دیا۔ اب اس تختے کے پیچھے بے شمار مختلف رنگوں کے بٹن قطاروں میں لگے ہوئے تھے —— کیپٹن بوجوارڈ نے تیزی سے مختلف سوئچ دبانے شروع کر دیئے۔ وہ ہر قطار میں یکے بعد دیگرے دو یا تین بٹن دباتا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے آخری قطار کا درمیانی بٹن دبایا۔ تختہ تیزی سے نیچے کھسکتا چلا گیا۔ اس تختے کے پیچھے ایک اور سوئچ پینل موجود تھا۔ جس پر صرف تین سوئچ موجود تھے۔ کیپٹن بوجوارڈ نے پہلے درمیانی بٹن دبایا۔ اور اس کے بعد پہلے دایاں اور پھر بایاں بٹن دبا دیا —— تینوں بٹن دبتے ہی کمرے میں پڑی ہوئی میز کے ایک کونے سے چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکل آیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے زوں زوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

"ہیلو —— ہیلو —— شیرف سپیکنگ اوور" —— کیپٹن بوجوارڈ نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"نمبر ون کالنگ اوور" —— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"نمبر ون —— لیڈی ایگلز میرے دفتر میں موجود ہیں۔ انہیں لینے کے لئے کار بھجوا دو اوور" —— کیپٹن بوجوارڈ نے کہا۔

"اوہ —— اچھا —— میں ابھی بھجوا دیتا ہوں اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور شیرف نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اور اس

سکے بعد وہی تین بٹن دوبارہ دبائے تو ٹرانسمیٹر واپس میز میں غائب ہو گیا۔ شیرف نے بورڈ کو دوبارہ اپنی جگہ کھسکا کر تختہ گھما دیا اور اب وہ عام سی الماری بن گئی تھی جس میں سرکاری اسلحہ پڑا ہوا تھا۔

اس کے بعد شیرف نے میز پر پڑا ہوا ایک ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ——— کیپٹن بوجارڈ سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی شیرف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس کیپٹن ——— میں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس سے بول رہا ہوں فرمایئے" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لیڈی انگلز کے ساتھی گیسٹ ہاؤس پہنچ رہے ہیں۔ ان کے آرام کا خیال رکھنا" ——— کیپٹن بوجارڈ نے کہا۔

"یس سر ——— حکم کی تعمیل ہو گی" ——— لیڈی انگلز کا نام سنتے ہی دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اور زیادہ مؤدبانہ ہو گیا۔

کیپٹن بوجارڈ نے رسیور کریڈل پر ڈالا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"جارون ——— ان دوستوں کے ساتھ جاؤ اور انہیں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں چھوڑ آؤ۔ میں نے انچارج کو فون کر دیا ہے۔ اور نوشکی کو میرے پاس بھیج دو" ——— کیپٹن بوجارڈ نے مسلح نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب" ——— نوجوان نے کمرے میں موجود لیڈی انگلز کے

ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور لیڈی انگلز کے سر ہلانے پر وہ سب تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں کمرے میں صرف کیپٹن بوجارڈ اور لیڈی انگلز رہ گئے۔ یا فرش پر روتھم کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ جس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار جیسے جم سے گئے تھے۔

اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لحیم شحیم نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ میں مضبوط پلاسٹک کا ایک بڑا سا تھیلا اٹھایا ہوا تھا۔

"یس سر" ——— اس آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں البتہ فرش پر مردہ پڑے ہوئے روتھم پر جمی ہوئی تھیں۔

"اس کو اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں ڈال دو اور سنو ——— بعد میں ریکارڈ میں لکھ دینا کہ وہ رخصت لے کر ویز ویلا سے چلا گیا ہے" ——— کیپٹن بوجارڈ نے کہا اور نوشکی نے سر ہلاتے ہوئے پلاسٹک کا تھیلا کھولا اور لاش کو بڑی بے دردی اور سرد مہری سے مروڑ تروڑ کر تھیلے میں ٹھونس دیا اور پھر کندھے پر پڑے ہوئے ربڑ نما کپڑے کو فرش پر ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے کپڑا اٹھایا تو فرش پر موجود روتھم کا تمام خون کپڑے نے جوس لیا تھا۔ اور پھر اس نے وہ کپڑا بھی تھیلے میں ڈالا اور اٹھا کر تھیلا کندھے پر ڈالا اور پھر تیزی سے دروازہ پار کر کے باہر نکل گیا۔

"کیپٹن بوجارڈ ——— شہر کی کیا پوزیشن ہے۔ کوئی مشکوک آدمی تو داخل نہیں ہوا" ——— لیڈی انگلز نے نوشکی کے جانے کے بعد

پہلی بار زبان کھولی۔

"نہیں میڈم —— سب ٹھیک ہے۔ شہر میں سیاح آتے رہتے ہیں لیکن ان کی باقاعدہ اور بھرپور نگرانی کی جاتی ہے اور باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے" —— کیپٹن بوجوارڈ نے جواب دیا۔

"اوکے —— بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ لیبارٹری کے متعلق دنیا کو علم ہو چکا ہے اور نہ صرف سیکرٹ سروسز حرکت میں آ گئی ہیں بلکہ ایک مجرم تنظیم بھی لیبارٹری سے ایکس بم کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے نکل پڑی ہے" —— لیڈی انگلز نے کہا۔

"اوہ —— لیکن یہاں تو ایسی کوئی تنظیم نہیں آئی" —— کیپٹن بوجوارڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہاں آ بھی کیسے سکتے ہیں —— انہیں کیا معلوم کہ لیبارٹری جانے کا اصل راستہ دینزویلا سے ہے۔ وہ تو وادی نمل میں سر کھپاتے مر جائیں گے۔ لیکن اس کے باوجود احتیاط کی ضرورت ہے" لیڈی انگلز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم —— ہم لوگ پوری طرح ہوشیار ہیں" —— کیپٹن بوجوارڈ نے سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے چونک کر سر اٹھایا کیونکہ باہر کار کے رکنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ اور ایک باوردی ملازم ڈرائیور دروازے میں نظر آیا۔ اس نے سفید رنگ کی وردی پہنی ہوئی تھی۔ جیب پر ایک چھوٹا سا بیج لٹک رہا تھا۔

بیج پر نیلے رنگ کی دھاریاں ایک دوسرے کو کراس کر رہی تھیں۔ یہ لیبارٹری کا مخصوص نشان تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک کارڈ کیپٹن بوجوارڈ کے سامنے رکھ دیا۔ کارڈ بالکل سادہ تھا۔ کیپٹن بوجوارڈ نے جیب سے قلم نکالا اور کارڈ کے عین درمیان میں اپنے دستخط کر دیئے —— دستخط کرنے کے بعد اس نے کارڈ کو اٹھا کر کے میز پر رکھ دیا۔ کارڈ دوسری طرف سے بھی سادہ تھا۔ لیکن چند لمحوں بعد وہاں بھی دستخط ابھر آئے۔ وہی دستخط جو کیپٹن بوجوارڈ نے کارڈ کی دوسری طرف کئے تھے۔

"ٹھیک ہے میڈم" —— کیپٹن بوجوارڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور لیڈی انگلز مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آیئے میڈم" —— باوردی ڈرائیور نے کہا اور پھر وہ باہر نکل گیا۔ لیڈی انگلز اس کے پیچھے چلتی ہوئی باہر کھڑی سفید رنگ کی بڑی سی کار تک پہنچ گئی۔ ڈرائیور نے پچھلا دروازہ کھولا۔ اور لیڈی انگلز اندر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ بند کیا۔ اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر وہ سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن بوجوارڈ دفتر کے سامنے برآمدے میں موجود تھا۔ جب کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی تو کیپٹن بوجوارڈ نے باقاعدہ لیڈی انگلز کو سلوٹ کیا۔ اور پھر اس وقت تک کھڑا رہا جب تک کار مڑ کر واپس نہ چلی گئی —— جب کار نظروں سے اوجھل ہو گئی تو کیپٹن بوجوارڈ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اور دوبارہ دفتر میں داخل ہو گیا۔ اُسے ہمیشہ لیڈی انگلز کی موجودگی سے خوف

آتا تھا۔ کیونکہ لیڈی ایگلز بڑی سرد مہری سے انسانوں کے قتل کا فیصلہ کر دیتی تھی۔ جیسے کہ اس نے ایک لمحے میں روشم کی زندگی کا فیصلہ کر دیا تھا۔



بڑے سے خیمے میں ٹائیگر کے ساتھی نائلون کی مضبوط رسیوں سے بندھے ہوئے پڑے تھے۔ جب کہ ٹائیگر کو ایک کرسی پہ بٹھا کر باندھا گیا تھا۔ عمران اس کے مقابل کرسی پہ بیٹھا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھی اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ البتہ تنویر اور کیپٹن شکیل چونکہ زخمی تھے اس لئے وہ دوسرے خیمے میں تھے ——— عالم زیب کو بھی دوسرے خیمے میں رکھا گیا تھا۔ اور عمران نے اُسے یہاں آنے سے منع کر دیا تھا۔ ویسے وہ اس وقت سے سخت خوف زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ جب سے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کی خوف ناک جنگ ہوئی تھی۔

ٹائیگر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے ہوش آنے ہی والا ہے۔ اور عمران بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق ٹائیگر نے چند ہی لمحوں بعد آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند

لمحے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں شعور کی جھلکیاں نمایاں ہوگئیں۔ اور اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔

"تم کون ہو" ——— ٹائیگر کے لہجے میں خاصی تلخی تھی۔

"بتایا تو ہے کہ ہمارا تعلق بین الاقوامی سروے ٹیم سے ہے" ——— عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بکواس ——— تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو" ——— ٹائیگر کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خود بندھا ہوا نہ ہو بلکہ عمران کو باندھ کر اس سے سوال جواب کر رہا ہو۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم اس وادی میں یہ عجیب و غریب کارروائی کس لئے کیا کرتے پھر رہے ہو" ——— عمران نے پوچھا۔

"میں احمقوں کا سروے کرتا پھر رہا ہوں" ——— ٹائیگر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آخر آئینہ ہی دیکھنا پڑا ہوگا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر غصے کے آثار ابھر آئے۔

"دیکھو مسٹر ——— تم جو کوئی بھی ہو۔ میری بات سن لو۔ اگر تم لوگ اپنی جانیں بچانا چاہتے ہو۔ تو میں تمہیں آخری بار موقع دیتا ہوں کہ تم لوگ اپنا سامان اٹھا کر وادی سے باہر نکل جاؤ۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری لاشیں برف نے بھی قبول نہیں کرنی"

ٹائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں یوں کھلتی چلی گئی تھیں جیسے کسی بچے نے ویسے ہی لپیٹ دی ہوں۔ عمران کے ساتھیوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ریوالور اس کی طرف تان دیئے۔ ویسے ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔ البتہ عمران کا چہرہ سپاٹ تھا۔ وہ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"سنو ٹائیگر ——— تم ان چھوٹے چھوٹے شعبدوں سے مجھے حیرت زدہ نہیں کر سکتے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے جوتوں کی ایڑیوں میں سموتھ ریز گنیں نصب ہیں۔ جن کی مدد سے تم نے اپنے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھول لی ہیں۔ لیکن میں چاہوں تو تمہیں ایک لمحے میں واپس کرسی پر بٹھا سکتا ہوں۔ اور پھر میرا چیلنج ہوگا کہ تم کرسی سے اٹھنے کے قابل نہیں رہو گے ——— اس لئے تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم مجھے صاف صاف بتا دو۔ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ ہو سکتا ہے میں تمہارے کسی کام آ جاؤں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— تم ضرورت سے زیادہ ہوشیار ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ تمہاری موت اب یقینی ہو گئی ہے" ——— ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنا ایک پیر اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ اس نے یہ کام اتنی پھرتی اور تیزی سے کیا کہ عمران حرکت بھی نہ کر سکا اور اس کے پیر زمین پر پڑتے ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے پورے حصے میں نیلے رنگ کا دھواں انتہائی تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں دھوئیں نے پورے

کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس طرح زمین پر ڈھیر ہوتے چلے گئے جیسے ان کے جسموں سے روحیں اچانک پرواز کر گئی ہوں۔ البتہ ٹائیگر اسی طرح خاموش کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے اپنا سانس روک رکھا تھا۔ دھواں جتنی تیزی سے پھیلا تھا۔ اتنی تیزی سے ہی غائب ہوتا چلا گیا ——— اور چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر نے آنکھیں کھول کر ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر اس نے زمین پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ یہ ریوالور عمران کے ہاتھوں سے نکل کر نیچے گرا تھا ——— ٹائیگر نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کیا اور پھر دانت بھینچتے ہوئے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ایک چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ او[illegible]یں عمران کا قہقہہ گونج اٹھا۔ عمران یوں اٹھ کھڑا ہوا تھا جیسے ڈرامہ ختم ہو جانے کے بعد سٹیج پر پڑے ہوئے اداکار اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ——— ٹائیگر دونوں ہاتھ منہ پر رکھے بری طرح چیخ رہا تھا۔ یوں [illegible]تا تھا جیسے اس کی بینائی چلی گئی ہو۔ عمران نے پھرتی سے زمین پر پڑا اپنا ریوالور اٹھایا۔ اور دوسرے لمحے اس نے زمین پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو گریبان سے پکڑ کر یوں ہوا میں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو [illegible]تے ہیں ——— ٹائیگر نے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی کوشش کی [illegible]ن بے سود ——— اس کی آنکھیں بری طرح سوج گئی تھیں۔ [illegible]وں کے اوپر بڑے بڑے چھالے ابھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ا[illegible]ر ٹائیگر کے حلق سے مسلسل سسکاریاں نکل رہی تھیں۔

"تمہاری آنکھیں ٹھیک ہو سکتی ہیں ٹائیگر ——— اگر تم اصل بات

بتاؤ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو"——— عمران نے اُسے اٹھا کر دوبارہ کرسی میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ مگر ٹائیگر دونوں ہاتھ منہ پر رکھے بُری طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کی حالت سے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی روح تک لرز رہی ہو۔ شاید ریوالور کی پشت سے کیا چیز نکل کر اس کی آنکھ میں پڑی تھی کہ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ خستہ تر ہوتی چلی جارہی تھی۔

عمران نے ریوالور کا رخ اس کی دائیں آنکھ کی طرف کیا اور پھر ٹریگر کے بیرونی حلقے کو انگوٹھے کی مدد سے دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریوالور کی نال کے نیچے موجود ایک باریک سی نالی سے سرخ رنگ کے مائع کی پھوار سی نکل کر ٹائیگر کی دائیں آنکھ پر پڑی اور ٹائیگر نے چونک کر نہ صرف اس آنکھ پر سے ہاتھ ہٹا لیا بلکہ دوسرے لمحے پٹ سے اس کی آنکھ بھی کھل گئی۔ آنکھ میں گہری سرخی نمایاں تھی۔

"دیکھو——— اسی طرح تمہاری دوسری آنکھ بھی ٹھیک ہوسکتی ہے، شرط یہ ہے"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر اس کا فقرہ پوری طرح مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ ٹائیگر نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی۔ عمران کو شاید ٹائیگر سے اس قسم کے اقدام کی توقع نہ تھی۔ اس لئے اس اچانک حملے کا دفاع نہ کر سکا۔ اور ٹائیگر نے اُسے خیمے کے ایک کونے کی طرف اچھال دیا۔ عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا۔ لیکن ٹائیگر اُسے اچھال کر خیمے سے باہر چھلانگ لگا چکا تھا۔ عمران اٹھ کر خیمے کے دروازے کی طرف بھاگا۔ لیکن دروازے کے سامنے سے ہوتی ایک ریوالونگ ٹیبل سے ٹکرا کر گر پڑا۔ جلدی میں ٹیبل کا

خیال ہی نہ رہا تھا۔ نیچے گرتے ہی وہ ایک بار پھر تیزی سے اٹھا اور خیمے سے باہر آیا مگر دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رک گیا۔ کیونکہ ٹائیگر کی وہ کشتی نما گاڑی انتہائی تیزی سے وادی کی سرحد کی طرف اڑی چلی جارہی تھی ——— اور ظاہر ہے عمران کے لئے اس کا تعاقب کرنا بیکار تھا۔ ٹائیگر نے فوری طور پر راہِ فرار اختیار کرنا زیادہ مناسب سمجھا تھا۔ اس لئے وہ عمران کو گرا کر سیدھا گاڑی کی طرف دوڑا اور جب تک عمران باہر آتا وہ گاڑی لے کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا ——— عمران تیزی سے واپس خیمے میں داخل ہوا۔ اور پھر اس نے ٹائیگر کے ساتھیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ ٹائیگر کے تمام ساتھی ہلاک ہوچکے تھے ——— اور عمران انہیں دیکھتے ہی اچھل کر اپنے ساتھیوں کی طرف بھاگا۔ اُسے شاید اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کا خدشہ لاحق ہوگیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ اس کے ساتھی صرف بے ہوش پڑے ہوئے تھے ——— اور اس کے ساتھ ہی بات اس کی سمجھ میں آگئی ——— ٹائیگر نے نیلے رنگ کی جو گیس خیمے میں پھیلائی تھی وہ پہلے سے بے ہوش افراد کے لئے تو ہلاکت کا باعث بن گئی۔ البتہ عمران کے ساتھی چونکہ پہلے ہوش میں تھے اس لئے وہ ہلاک ہونے کی بجائے صرف بے ہوش ہوگئے ——— اور ٹائیگر اور عمران سانس روک لینے کی وجہ سے اس گیس کے اثرات سے بالکل صاف بچ نکلے۔ عمران نے پھرتی سے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد

وہ سب ہوش میں آگئے۔

"یار —— تم لوگ بے ہوش ہونے میں بڑے ماہر ہوگئے ہو۔ ذرا سا دھواں دیکھ لو تو فوراً ہی بے ہوش ہو جاتے ہو۔ کچھ خیال کیا کرو۔ اب اگر وہ ٹائیگر دوبارہ دھواں پھیلا دیتا تو اس کے ساتھیوں کی طرح تمہاری بھی چھٹی ہو چکی ہوتی" —— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ گیا کہاں" —— صفدر نے ندامت کی وجہ سے بات بدلنے کے لئے پوچھا۔

"وہ اپنی گاڑی میں سوار ہو کر وادی کی سیر کو نکل گیا ہے" —— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ —— تو وہ نکل گیا —— مگر اس کے ساتھی" —— نعمانی نے فرش پر پڑے ہوئے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے ساتھی ذرا زیادہ دور سیر کو نکل گئے ہیں۔ مطلب ہے عالم بالا کی سیر کرنے" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا خیمے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کا رخ ساتھ والے خیمے کی طرف تھا جس میں تنویر، کیپٹن شکیل اور عالم زیب موجود تھے۔

تنویر اور کیپٹن شکیل تو پٹیاں باندھے اپنے اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ البتہ عالم زیب ایک کونے میں سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔

"مسٹر عالم زیب —— آپ کا وقت آگیا" —— عمران نے خیمے میں داخل ہوتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم —— میرا وقت —— نہیں نہیں —— ابھی میں مرنا نہیں

چاہتا۔ ابھی تو میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں" —— عالم زیب نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ چکا تھا۔

"یعنی اگر تمہارے بچے بڑے ہوتے تب تمہیں مرنے میں کوئی اعتراض نہ تھا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہا —— ہا —— دیکھا میں نے تمہیں کیسے بے وقوف بنایا۔ میرے تو بچے ہی نہیں —— ظاہر ہے جب بچے ہی نہیں تو وہ بڑے کیسے ہوں گے۔ اور جب بڑے نہیں ہوں گے تو میں مروں گا کیسے" —— عالم زیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"تم مجھے اپنا بچہ سمجھ لو قبلہ —— اور اب تیار ہو جاؤ" —— عمران نے کہا۔

"ارے ارے —— خدا کے لئے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا۔ میں یہاں سروے کے لئے آیا ہوں مرنے کے لئے نہیں" —— عالم زیب نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو میں بھی سروے کے لئے ہی کہہ رہا ہوں۔ اپنا سامان اٹھاؤ اور باہر آؤ" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عالم زیب کے چہرے پر رنگ سا آگیا۔ وہ تیزی سے خیمے کے کنارے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ایک بڑا سا بیگ اٹھا لیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ عمران کے ساتھ خیمے سے باہر آگیا۔ عمران کے ساتھی بھی خیمے سے باہر آگئے تھے۔ وہ ٹائیگر کے ساتھیوں کو باہر اٹھا لائے تھے۔

"ان لوگوں کا کیا کرنا ہے" ــــ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اٹھا کر برف میں ڈال دو" ــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے عمران کے ساتھیوں نے واقعی ٹائیگر کے مردہ ساتھیوں کو اٹھا کر یوں برف میں اچھال دیا جیسے سگریٹ کی خالی ڈبیہ کو اچھال دیا جاتا ہے۔

"ارے" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں اس جگہ پر جمی ہوئی تھیں جہاں ٹائیگر کے مردہ ساتھی کو اچھالا گیا تھا۔ کیونکہ لاش برف میں گرتے ہی یوں نیچے اترتی چلی گئی تھی جیسے اسے برف کی بجائے بہت زیادہ وزن باندھ کر پانی میں پھینک دیا ہو۔

"کیا ہوا" ــــ عالم زیب نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں برف اتنی نرم ہے کہ لاش اس میں تیزی سے گھس گئی ہے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عالم زیب بھی چونک کر دیکھنے لگا۔

عمران کے ساتھی مسلسل لاشیں پھینک رہے تھے اور وہ سب برف میں غرق ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

"حیرت انگیز برف ہے ــــ اتنی نرم" ــــ عمران نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے کے ساتھ ساتھ چہرے پر بھی شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"میں ابھی چیک کر لیتا ہوں" ــــ عالم زیب نے کہا اور اس

نے بیگ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ریڈیو نما آلہ نکالا۔ اور اس کے ایک سرے سے ایریل سا باہر نکال دہ ایریل کو کھینچتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے ایریل کو موڑ کر اس کا رخ نیچے کی طرف کر دیا۔ ریڈیو نما اس آلے کو اس نے زمین پر رکھا اور اس کے ایریل کے سرے کو برف میں ڈال دیا ــــ اس آلے پر ایک بڑا سا ڈائل بنا ہوا تھا جس پر ایک ترتیب میں سرخ رنگ سے ہندسے بنے ہوئے تھے۔ عالم زیب نے ریڈیو کا ایک بٹن دبایا۔ تو اس آلے میں زندگی سی جاگ اٹھی۔ اور پھر ایک اور بٹن دباتے ہی ڈائل کے دائیں طرف آخر میں سرخ رنگ کا ایک نقطہ آہستہ آہستہ بائیں طرف بڑھتا چلا گیا ــــ وہ مختلف نمبروں کے نیچے سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور جیسے جیسے وہ نمبر کراس کرتا چلا جا رہا تھا۔ عالم زیب اور عمران کے چہروں پر حیرت کے آثار ابھرتے چلے جا رہے تھے۔ اور پھر انتہائی بائیں کونے میں لکھے ہوئے نمبروں سے چند نمبر قبل نقطہ رک گیا ــــ اور دونوں کی نظریں بیک وقت اس ہندسے پر جم گئیں جس کے نیچے نقطہ رکا ہوا تھا۔

"اوہ ــــ دو ہزار فٹ گہرائی تک نرم برف" ــــ عالم زیب نے حیرت سے پھٹے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ اتنی گہرائی تک نرم برف کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا" ــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن رکے ہوئے نقطے کے اوپر موجود نمبر واضح طور پر بتا رہے تھے کہ واقعی وادی میں دو ہزار فٹ تک نرم برف موجود ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی وزنی چیز اس وادی میں ڈالی

جائے تو وہ دو ہزار فٹ گہرائی تک برف میں اترتی چلی جائے گی" عالم زیب نے کہا۔

"نہیں ـــ یہ ضروری نہیں ہے ـــ برف تو واقعی دو ہزار فٹ کی گہرائی تک نرم ہے۔ لیکن چونکہ جوں جوں گہرائی ہوتی جاتی ہے۔ برف کی کثافت بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری نہیں کہ وزنی چیز ٹھیک دو ہزار فٹ تک اترتی چلی جائے وہ درمیان میں بھی رک سکتی ہے ـــ لیکن اس کا انحصار اس چیز کے وزن پر ہے" ـــ عمران نے جواب دیا اور عالم زیب یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس کے سر پر سینگ اگ آئے ہوں۔

"اوہ ـــ آپ تو جینئس میں جینئس" ـــ عالم زیب نے کہا۔

"نہیں بھئی ـــ میں جن اور انسان کی ملاوٹ نہیں ہوں خالص انسان ہوں" ـــ عمران نے جینئس کو دوسرے معنے دیتے ہوئے کہا۔ اور عالم زیب یوں سر ہلانے لگا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

"تم اب چیک کرو کہ اس وادی میں کوئی ٹھوس عمارت موجود ہے۔ تو اس کا محل وقوع کیا ہے اور اس کی گہرائی کتنی ہے" ـــ عمران نے عالم زیب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس وادی میں عمارت ـــ یہ کیسے ممکن ہے" ـــ عالم زیب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ممکن ہے جناب ـــ بین الاقوامی زیب صاحب" ـ

عمران نے عالم کو بین الاقوامی کے مفہوم میں بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں صاحب ـــ ایسا ہونا ناممکن ہے" ـــ عالم زیب اپنی بات پر اڑ گیا۔

"دیکھو عالم زیب ـــ تمہیں کیا احکامات ملے تھے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کہا گیا تھا کہ وادی نل میں سروے کرنا ہے۔ اور یہ کوئی بین الاقوامی مشن ہے" ـــ عالم زیب نے جواب دیا۔

"تو پھر کرو سروے ـــ کہ اس میں کوئی عمارت ہے تو اس کا محل وقوع اور گہرائی کتنی ہے" ـــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب تو آپ کے بس میں ہوں جو آپ کہیں وہ کروں گا۔ لیکن ہو گا یہ سب بے کار۔ میں نے سروے کے مضمون میں ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ بھربھری اور نرم برف میں کوئی عمارت نہیں بن سکتی" ـــ عالم زیب نے بڑبڑاتے ہوئے بیگ کھولنا شروع کر دیا۔

"کبھی موت کا سروے کیا ہے تم نے" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کی بات پر عالم زیب بری طرح چونک پڑا۔ البتہ اس کے گرد اکٹھے ہوئے عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ آئی۔

"نہیں ـــ بھلا موت کا سروے کیسے ہو سکتا ہے" ـــ عالم زیب نے جواب دیا۔ البتہ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"تم نے ڈائرکٹ کرنے کے باوجود موت کا سر دے نہیں کیا جب کہ میں نے بغیر ڈائرکٹ کئے موت کا سر دے کر رکھا ہے اور اگر تم چاہو تو میں بغیر سر دے کے یہ نعمت تم تک پہنچا سکتا ہوں"——
عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"تم۔ تم —— معافی چاہتا ہوں —— میں ابھی وادی کا سر دے کر دیتا ہوں"—— عالم زیب نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کا اصل مفہوم سمجھ گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں میں تیزی آ گئی۔ اس نے بیگ میں سے ایک چھوٹا سا بکس نکالا اور اس کے ساتھ ہی ایک تہہ شدہ سٹینڈ تھی۔ —— پھر اس نے سٹینڈ کو کھول کر زمین پر رکھا اور اس چھوٹے سے باکس کو اس سٹینڈ پر فٹ کر دیا۔ چھوٹے باکس کے کونے کو انگوٹھے سے دباتے ہی باکس کا سامنے والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا۔ اب وہاں مستطیل انداز کی ایک سکرین سی نظر آنے لگ گئی —— اور پھر عالم زیب نے اس باکس کے کنارے کے ساتھ ایک ہک کے ساتھ لٹکی ہوئی ایک لٹو نما چیز کو اتارا۔ اس کے ساتھ باریک سی تار کا گچھا تھا۔ جو اس چھوٹے باکس کے اندر چلی گئی تھی —— عالم زیب نے گچھے کو کھول کر اس لٹو نما چیز کو برف میں پھینک دیا۔ لٹو برف میں غائب ہو گیا اور تار کھلتی چلی گئی۔ پھر ایک جھٹکے سے تار سیدھی ہو کر رک گئی۔ عمران خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے دراصل یہ جدید ترین مشینری اسی لئے منگوائی تھی —— کہ اُسے علم تھا کہ وادی نیل میں اس لیبارٹری کا سراغ سوائے جدید ترین مشینری کے لگایا نہ جا سکے گا۔ ویسے اُسے یہ علم نہ تھا کہ وادی نیل

کی برف اتنی نرم بھی ہو گی۔ عالم زیب پاکیشیا سر دے ڈیپارٹمنٹ کا چیف تھا۔ اور عمران کی خصوصی درخواست پر چیف سیکرٹری نے اُسے ان کے ساتھ بھیجا تھا۔

عالم زیب نے بڑی پھرتی سے اس باکس کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سکرین روشن ہو گئی اور اس کے خود بخود حصے ہو گئے۔ ایک حصہ میں خالی روشنی تھی جب کہ دوسرے حصے پر مختلف ہندسے جگمگانے لگے تھے —— عالم زیب نے پہلے بٹن کے ساتھ موجود ایک اور بٹن دبایا تو خالی سکرین پر روشنی کی ایک چھوٹی سی لکیر تیزی سے دائیں بائیں اور اوپر نیچے دوڑنے لگی تھی —— ادھر سکرین کے دوسرے حصے میں تیزی سے مختلف رنگوں کے نمبر بدلنے شروع ہو گئے تھے —— روشنی مختلف اطراف میں دوڑتی رہی اور نمبر بدلتے چلے گئے۔ یہ نمبر چار مختلف رنگوں میں ابھر اور مٹ رہے تھے۔ اور پھر اچانک روشنی کی لکیر سکرین کے ایک کونے میں جامد ہو گئی اور عالم زیب یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو —— وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سکرین پر ایک جگہ رکی ہوئی روشنی کی لکیر کو دیکھ رہا تھا۔

"کمال ہے —— واقعی اس برف کے اندر ایک عمارت موجود ہے —— حیرت انگیز —— انتہائی حیرت انگیز"—— عالم زیب نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے عمارت کی بجائے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

"اس کا محل وقوع"—— عمران نے کہا اور عالم زیب نے چونک

کر بیگ میں سے ایک کاپی نکالی جس پر گراف سے بنے ہوئے تھے۔ کاپی کے ساتھ پنسل ایک تار کے ساتھ منسلک تھی۔ عالم زیب نے سکرین کے دوسرے حصے میں موجود نمبروں کو تیزی سے گراف پر مختلف سائیڈوں میں درج کرنا شروع کر دیا ــــــ وہ بار بار ان نمبروں کی جگہ بدل دیتا۔ اور اس کے ساتھ ہی گراف پر لکیریں ڈالنا شروع کر دیتا۔ اور پھر آہستہ آہستہ ایک واضح نقشہ سا سامنے آتا چلا گیا۔ چاروں طرف سے مختلف لکیریں ایک پوائنٹ پر جمع ہو گئیں اور عالم زیب نے پنسل ہٹا دی۔

"وادی نل کے شمال مشرق میں ایک ہزار فٹ کی گہرائی پر یہ عمارت موجود ہے" ــــــ عالم زیب نے نتیجہ نکالتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے اس عمارت کا فاصلہ کتنا ہے" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"یہ وادی کے تقریباً عین درمیان میں بنی ہوئی ہے" ــــــ عالم زیب نے گراف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"عین درمیان میں ــــ پھر تو اس تک پہنچنا ناممکن ہے"

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ لیکن اگر عمارت ہے تو اس کا کوئی راستہ بھی ہوگا" ــــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں راستہ بھی ہوگا اور وہ یقیناً اس نرم برف میں نہیں ہو سکتا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی راستہ ہو بھی کیسے سکتا ہے" ــــــ عالم زیب نے جواب دیا۔

"اچھا ــــ اس بات کو چیک کرو کہ عمارت ایک ہی ہے یا زیادہ ہیں" ــــــ عمران نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"ہاں ــــ اگر ایک ہو سکتی ہے تو دو بھی ہو سکتی ہیں" ــــــ عالم زیب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے تار پکڑ کر برف میں دفن لٹو کو باہر کھینچ لیا۔ اس کے بعد اس نے تار کا وہ سرا جو مشین میں جا رہا تھا ٹینک کی طرف کھینچ کر اس نے مشین کی دوسری سائیڈ میں فٹ کیا اور پھر لٹو کو پہلی جگہ سے ہٹا کر ذرا دوسری طرف برف میں پھینک دیا ــــ اور اس کے بعد اس نے مشین چلا دی۔ اسی طرح مشین کی سکرین کی ایک سائیڈ پر نمبر نمودار ہونے شروع ہو گئے اور دوسرے حصے پر روشنی کی لکیر دائیں بائیں اور اوپر نیچے تیزی سے دوڑنے لگی۔ عالم زیب۔ عمران اور باقی ممبران کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور چند لمحوں بعد جب روشنی کی لکیر ایک جگہ رکی تو وہ چونک پڑے کیوں کہ یہ جگہ پہلی جگہ سے ذرا ہٹ کر تھی۔

"یہ دوسری عمارت ہے" ــــــ عالم زیب نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

ادھر عالم زیب نے ایک بار پھر گراف کاپی اور پنسل سنبھال لی۔ اور ان سب کی نظریں اب گراف پیپر پر جم گئیں۔

پھر اس سے پہلے کہ عالم زیب اپنا حساب کتاب مکمل کرتا۔ ان کی پشت پر اچانک ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور ان کو سب کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین ان کے پیروں تلے سے اچانک غائب ہو گئی ہو۔ وہ سب حقیر تنکوں کی طرح فضا میں اڑتے

چلے گئے اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ سب وادی کی برف میں ٹھیک اُسی طرح جا گرے جس طرح تھوڑی دیر پہلے انہوں نے ٹائیگر کے ساتھیوں کی لاشوں کو اٹھا کر برف میں پھینک دیا تھا۔ برف نے انہیں پلک جھپکنے میں نگل لیا۔ اور چند لمحوں بعد برف پر کسی قسم کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔ وہ پہلے کی طرح صاف اور شفاف چمک رہی تھی۔



ھنگامی مرکز کے بند کمرے میں یو۔ ایف کی میٹنگ جاری تھی۔ یو۔ ایف کے تمام ممبران منہ لٹکائے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ وہ سب اپنی اپنی حکومتوں کے انتہائی ذہین ترین اور تیز و طرار ایجنٹ سمجھے جاتے تھے لیکن یہاں پہلے قدم پر ہی ناکامی نے ان کے منہ لٹکا دیئے تھے۔ صرف مس کیوی کی آنکھوں میں مخصوص سی چمک لہرا رہی تھی۔ لیکن بظاہر اس کے چہرے پر بھی اداسی تھی۔

مسٹر شونگ نے بین الاقوامی ادارہ امن کے مرفی پادل سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کر لی تھی۔ اور اُسے اب تک پیش آنے والے تمام حالات سے مطلع کر دیا تھا۔ مرفی پادل نے جواب میں صرف یہی کہا تھا کہ وہ خود اچھی طرح جائزہ لے لیں۔ اگر وہ اپنے مشن کو آگے بڑھا سکتے

ں تو بڑھائیں۔ ورنہ ظاہر ہے مشن کی ناکامی کا اعلان کر دیا جائے گا۔ در اس کے بعد اس کے متعلق نئے سرے سے کچھ سوچا جائے گا۔ یہی وجہ ی کہ شونگ نے بند کمرے میں یو۔ ایف کی ہنگامی میٹنگ کال کی ی۔

"ساتھیو ـــــ حالات آپ کے سامنے ہیں۔ پلاننگ کا تمام تر انحصار س بات پر تھا کہ برف کی سطح سخت ہو گی۔ اور ہم کیمپ لگا کر وادی ں جگہ جگہ طاقتور بم ماریں گے اور پھر جدید مشینری سے اس بات کا ائزہ لیں گے کہ لیبارٹری میں موجود لوگ خطرہ محسوس کرتے ہوئے ہمیں پکڑنے کے لئے آئیں گے تو پھر وہ ان میں سے کسی آدمی کو پکڑ کر س پر تشدد کر کے اس کے ذریعے لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے اور یبارٹری کو ڈائنا بم کے ذریعے تباہ کر دیا جائے گا ـــــ اس طرح مارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ لیکن ہمارا تمام مشن ہی اس بنا پر فیل ہو یا کہ وادی مکمل میں برف بے حد گہرائی تک بھربھری اور نرم ہے۔ ہر ہے وادی کی برف پر کیمپ نہیں لگایا جا سکتا" ـــــ شونگ ے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند رکھیں اور وادی یں جگہ جگہ بم ماریں ـــــ اور پھر جب کوئی آدمی ظاہر ہو تو اُسے پکڑ یں" ـــــ رامیش سنگھ نے تجویز پیش کی۔

"نہیں مسٹر رامیش سنگھ ـــــ یہ تجویز بے کار ہے کیونکہ نرم برف یں اول تو بم پھٹ ہی نہیں سکتے اگر وہ کہیں گہرائی میں جا کر پھٹیں ی تو وہ زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دوسری بات یہ کہ اس نرم

برف میں سرنگ نہیں بن سکتی۔ اس لئے ظاہر ہے لیبارٹری میں سے کوئی آدمی برف کی سطح پر کسی طور بھی نہیں آسکتا"—— شوگران کا چن پائی نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ مشن فیل ہوگیا"—— مس کیوی نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ اول تو اس قدر نرم برف میں لیبارٹری کیسے بنائی جاسکتی ہے۔ اور اگر بفرض محال بن بھی گئی ہو تو پھر وہ لوگ کیسے بیرونی دنیا میں آتے جاتے ہوں گے —— لیبارٹری کا کے لئے مشینری۔ وہاں کے رہنے والوں کے لئے خوراک اور دیگر ضروریات —— تو آخر مہذب دنیا سے ہی انہیں سپلائی کی جاتی ہوں گی"—— جولیا نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"میں تو شروع سے ہی کہہ رہی ہوں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ نجانے کس نے ایک خط لکھ کر خواہ مخواہ سنسنی پھیلا دی۔ اور بین الاقوامی ادارہ امن نے خواہ مخواہ اس کو ایک مسئلہ بنا لیا۔ میری حکومت ایکریمیا نے مصنوعی سیاروں کی مدد سے اس لیبارٹری کی تلاش کی کوشش کی۔ لیکن ایسے کوئی آثار اس وادی میں تلاش نہیں ہوسکے۔ اسی طرح حکومت روسیاہ نے بھی کوشش کی لیکن نتیجہ وہی نکلا۔ لیکن بین الاقوامی ادارہ امن مطمئن نہیں ہوا اور ریو۔ الیف کے ذریعے اس لیبارٹری کی تلاش کی مہم مرتب کی —— لیکن اب نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ اس وادی میں مسلسل برف گرتی ہے۔ اور ہوا نہیں چلتی جو برف کو سخت کردے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں انتہائی گہرائی

تک نرم برف ہے۔ جس میں نہ ہی کوئی داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی یہاں عمارت بن سکتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وادی میں کوئی خفیہ لیبارٹری سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ تمام مشن بالکل فضول اور بے معنی ہے۔ اسے فوری طور پر ختم کردینا چاہیئے"—— ایکریمی حکومت کی نمائندہ مس کیوی نے پوری تقریر کر ڈالی۔

اور پھر تھوڑی سی بحث مباحثے کے بعد اس کی تجویز مان لی گئی۔ اور اس طرح متفقہ طور پر اس بات کا اعلان کردیا گیا کہ مشن ختم کر دیا گیا۔ سامان واپس بین الاقوامی ادارہ امن کو واپس کردیا جائے۔ اور تمام ممبرز اپنے اپنے ملکوں کو روانہ ہوجائیں۔ اور اس طرح میٹنگ ختم ہوگئی۔ اور وہ سب کمرے سے باہر آگئے۔

جولیا کی نظریں بار بار مس کیوی پر پڑ رہی تھیں جس کا چہرہ اس مشن کے خاتمے پر کھلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے بے حد خوشی ہوئی ہو۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی —— اور پھر میٹنگ ہال سے باہر نکلتے ہی مس کیوی تیزی سے چلتی ہوئی ریسٹ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ ریسٹ روم صرف عورتوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ تاکہ جولیا اور مس کیوی وہاں آرام کرسکیں —— مس کیوی نے ریسٹ روم میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا تھا۔ چنانچہ جب جولیا وہاں پہنچی اور اس نے دروازہ کھولنا چاہا تو دروازہ اندر سے لاک کر دیا گیا تھا۔ جولیا کے ذہن میں مس کیوی کے متعلق شک کا بیج پھوٹ پڑا۔ وہ تیزی سے مڑی اور پھر راہداری میں سے ہوتی

ہوئی عمارت کے آخری حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ راہداری آگے جا کر بند ہو گئی تھی۔ اور ریسٹ روم کے پیچھے جو باتھ روم تھا۔ اس کی بڑی سی کھڑکی عمارت کی پچھلی طرف کھلتی تھی۔ اور جولیا نے اس کھڑکی کے راستے اندر داخل ہونے کا پروگرام بنا لیا تھا —— اور پھر راہداری کے اختتام پر موجود کھڑکی کو کھول کر اس نے جیسے ہی باہر جھانکا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ عمارت کے پچھلی طرف باتھ روم کے لئے بڑا سا پانی گرم کرنے والا گیزر نصب تھا۔ اور دو پائپ نیچے تک جا رہے تھے —— جولیا کھڑکی سے باہر نکلی اور دوسرے لمحے وہ آسانی سے اس پائپ کو پکڑ کر گیزر کے بڑے سے سٹینڈ پر چڑھ گئی۔ اب اس کے ہاتھ آسانی سے کھڑکی تک پہنچ سکتے تھے۔ لیکن کھڑکی بند تھی۔ جولیا نے کھڑکی کو آہستہ سے دبایا تو کھڑکی جو اندر سے بند نہ تھی اس لئے اس میں ذرا سی درز پڑ گئی —— جولیا نے ایک بار پھر اُسے پوری طرح کھولنے کے لئے ہاتھ اٹھایا لیکن دوسرے لمحے وہ رک گئی۔ کھڑکی کی کھلی درز میں سے مس کیومی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ شاید باتھ روم میں ہی موجود تھی۔ جولیا نے سر اونچا کر کے کان کھڑکی سے لگا دیئے۔

"ہیلو ہیلو —— کیومی سپیکنگ اوور" —— مس کیومی بار بار کہہ رہی تھی۔

"یس —— لیڈی ایگلز سپیکنگ اوور" —— اچانک ایک مدھم سی نسوانی آواز ابھری۔

"کیومی سپیکنگ —— ممبر آف یو۔ ایف —— فرام ایکریمیا اوور"

مس کیومی نے کہا۔

"یس مس کیومی —— کیا رپورٹ ہے اوور" —— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میڈم —— یو۔ ایف نے مشن ختم کر دیا ہے اور واپسی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ ہمارا ہیلی کاپٹر برف میں دفن ہو گیا تھا۔ جسے باہر نکالتے وقت اس کے پنکھے کے دو پر ٹوٹ گئے اور پھر وہ دوبارہ گہرائی میں دفن ہو گیا۔ ہمیں باہر نکال لیا گیا۔ اور ہم اس وقت ہنگامی مرکز میں ہیں۔ یہاں یو۔ ایف نے میٹنگ کی جس میں میں نے ان پر دلائل سے ثابت کر دیا کہ اس وادی میں کسی لیبارٹری کا وجود ہی ناممکن ہے۔ چنانچہ مشن ختم کر دیا گیا۔ اور میں نے سوچا کہ آپ کو فوری رپورٹ کر دی جائے اوور" —— مس کیومی نے جواب دیا۔

"کسی ممبر کو شک تو نہیں ہوا اوور" —— لیڈی ایگلز نے پوچھا۔

"نہیں میڈم —— سب کی یہی رائے تھی اوور" —— مس کیومی نے جواب دیا۔

"آخر کس دلیل کی بنا پر یک دم اتنا بڑا مشن ختم کر دیا گیا اوور" لیڈی ایگلز شاید مطمئن نہیں ہو رہی تھی۔ کیوں کہ ظاہر ہے۔ اتنے بڑے مشن کو یوں پہلے ہی قدم پر ختم کر دینا کچھ غیر قدرتی اور عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

"اس دلیل کی بنا پر کہ نرم برف میں عمارت نہیں بن سکتی۔ اور اگر ہے تو پھر نرم برف میں کوئی سرنگ نہیں بن سکتی۔ اور بغیر سرنگ کے اس لیبارٹری سے وادی کی سطح پر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور ظاہر

ہے اگر عمارت ہے تو اس میں سے لوگ بیرونی دنیا میں آتے جاتے ہوں گے۔ خوراک وغیرہ اور دیگر ضروری سامان بھی آتا جاتا ہوگا جبکہ ایسا ناممکن ہے اس لئے لیبارٹری کا وجود ہی ناممکن ہے اوور ۔۔۔۔۔ مس کیوی نے مختصر الفاظ میں تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ دلیل تو بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ اس آئیڈیے پر سوچ بچار شروع ہو جائے کہ برف کی بجائے کسی اور راستے سے لیبارٹری کو بیرونی دنیا سے لنک کیا گیا ہو اوور "۔۔۔۔۔ لیڈی ایگزر نے جواب دیا۔

"نہیں میڈم ۔۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی نے سوچا اوور " ۔۔۔۔۔ مس کیوی نے جواب دیا۔

"وادی کے ارد گرد کا کوئی نقشہ تو سامنے رکھ کر غور نہیں کیا گیا کہ ساتھ والے شہروں کو چیک کیا جائے کہ شاید وہاں سے لنک ہو اوور " ۔۔۔۔۔ لیڈی ایگزر نے سوال کیا۔

"نہیں میڈم ۔۔۔۔ اس طرف کسی کا خیال ہی نہیں گیا اوور " ۔۔۔۔۔ مس کیوی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ ویسے بھی وینز ویلا وادی سے بہت دور ہے۔ اگر نقشہ دیکھ بھی لیا جاتا تو کوئی سوچ بھی نہ سکتا۔ بہرحال ٹھیک ہے تم نے اچھی خبر سنائی ہے۔ اور تمہاری کارکردگی بھی اچھی رہی اوکے۔ اوور اینڈ آل " ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہوگئی۔

جولیا سمجھ گئی کہ بات چیت ختم ہوگئی ہے۔ اس لئے وہ تیزی سے

پس راہداری والی کھڑکی کی طرف بڑھی۔ اور پھر اس نے جیسے ہی ئپ کو پکڑنا چاہا اُسے پہلی بار احساس ہوا کہ سردی میں کھڑے رہنے ں وجہ سے اس کے ہاتھ سُن ہوگئے ہیں ۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے وہ پ کے ساتھ کھسکتی ہوئی نیچے کی طرف گھسٹتی چلی گئی۔ اگر پائپ کی بجائے اس کا ہاتھ براہِ راست کھڑکی پر پڑ جاتا تو نتیجہ مختلف ہوتا اور وہ سری منزل سے نیچے جا گرتی ۔۔۔۔ مگر پائپ کی وجہ سے اتنا ہوا کہ س کی گرفت تو قائم نہ رہ سکی۔ لیکن وہ نیچے گرنے کی بجائے گھسٹتی بلی گئی۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس کے پیر زمین پر ٹک گئے۔ اور ایک طویل سانس لے کر اس نے پائپ کو چھوڑ دیا۔ دوسرے لمحے اس نے ستانوں سمیت دونوں ہاتھوں کو تیزی سے ایک دوسرے سے رگڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتی عمارت کے سامنے والے حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔۔۔۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ مس کیوی دراصل ان لیبارٹری والوں کی ایجنٹ ہے۔ اور لیبارٹری کی انچارج کوئی لیڈی ایگزر ہے۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی علم ہو گیا تھا کہ وینز ویلا نامی شہر اس لیبارٹری سے متعلق ہے۔ اور اب وہ یہ خبر جلد از جلد ایکسٹو تک پہنچانا چاہتی تھی ۔۔۔۔ لیکن اس کے لئے بہت وسیع حیطۂ عمل کے ٹرانسمیٹر کی ضرورت تھی جو اس کے پاس موجود نہ تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ بین الاقوامی ادارہ امن کے مرقی بادلی کو اس امر کی خفیہ رپورٹ دے دے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ پہلے ایکسٹو سے بات کر لی جائے۔ ہو سکتا ہے وہ

اس خفیہ اطلاع دینے کے حق میں نہ ہو۔ اس لئے اس نے بھی یہی فیصلہ کہ سوئٹزرلینڈ پہنچ کر وہ بین الاقوامی ادارہ امن کے ٹرانسمیٹر پر پہلے کوڈ میں ایکسٹو کو رپورٹ دے گی اور اگر ایکسٹو نے مزید یا دلّ بتانے کی ہدایت کی تو وہ رپورٹ دے گی ورنہ نہیں۔ چنانچہ اس فیصلے پر مطمئن ہو کر وہ عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی



ٹائیگر خیمے سے نکلتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باوجود تکلیف کے وہ خاصی رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ اور پھر اس نے پلک جھپکنے میں گاڑی کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ گاڑی میں سوار ہو گیا ——— اور پھر اس نے گاڑی کا انجن سٹارٹ کیا۔ اور اُسے تیزی سے وادی کے مخالف سمت بھگاتا چلا گیا۔ اس نے گاڑی میں لگی ہوئی آل ویو سکرین پر عمران کو خیمے سے باہر آتے دیکھا لیکن اب اُسے معلوم تھا کہ عمران گاڑی پر قبضہ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا ——— اس کی ایک آنکھ ابھی تک بند تھی۔ اور اس آنکھ میں اتنی شدید تکلیف ہو رہی تھی کہ اس کی کھوپڑی میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔ نجانے اس پستول کی پشت سے

کون سا محلول نکل کر اس کی آنکھ میں گرا تھا کہ تکلیف برداشت سے باہر تھی۔ اس آدمی نے دوبارہ کوئی محلول اس کی آنکھ میں ڈال دیا اور اس طرح اس کی ایک آنکھ کھل گئی اور اسی آنکھ کے کھلنے کی وجہ سے ہی وہ خیمے سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

کافی دور آ کر اس نے گاڑی کو روک لیا۔ اس نے سب سے پہلے گاڑی میں موجود میڈیکل باکس نکالا اور پھر اس نے ایک طاقت ور آئی لوشن آنکھ میں ڈالا۔ اس آئی لوشن کی وجہ سے اُسے کافی حد تک آرام آ گیا ——— لیکن تکلیف مکمل طور پر دور نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ تقریباً پندرہ منٹ کا وقفہ ڈال کر اس نے ایک بار پھر آئی لوشن کے چند قطرے آنکھ میں ٹپکائے۔ اور اس کی آنکھ میں تکلیف بالکل ہی جاتی رہی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی دوسری آنکھ بھی کھل گئی۔ اب دونوں آنکھوں کے باہر سوجن تو تھی لیکن تکلیف ختم ہو چکی تھی۔ اور وہ آسانی سے اور صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔

تکلیف ختم ہونے کے بعد اس نے پہلی بار ٹھنڈے دماغ سے صورت حال پر غور کرنا شروع کیا اور پھر پہلی بار اُسے اپنے ساتھیوں کا خیال آیا اور دوسرے لمحے اس کے جسم میں سردی کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ اُسے دراصل غصے اور اشتعال میں اس بات کا خیال تک نہ رہا تھا کہ اس کے ساتھی خیمے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور اس نے فارمو گل گیس کا وار کر دیا ——— اب وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ گیس ہوش میں موجود افراد کو تو پلک جھپکنے میں بے ہوش کر دیتی تھی لیکن پہلے سے بے ہوش افراد اس گیس سے فوری طور پر ہلاک ہو جاتے تھے۔

اس وقت سے اس بات کا خیال تک نہ آیا تھا۔ اور اس نے نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کرنے کی خاطر بغیر سوچے سمجھے نارکول گیس کا کیپسول توڑ دیا تھا ــــ اب ظاہر ہے اس نوجوان اور اس کے ساتھیوں کا تو وہ کچھ نہ بگاڑ سکا تھا۔ البتہ اس کے تمام ساتھی یقیناً ہلاک ہو گئے ہوں گے۔ اور اب وہ اکیلا ہی باقی رہ گیا تھا۔ اپنے ساتھیوں کی اس طرح سے موت پر اس کا ذہن غصے کی شدت سے بُری طرح ابلنے لگا ــــ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کا انتقام اس نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے لے گا۔ چنانچہ اس نے گاڑی کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول باہر نکال لیا۔ کیپسول کا پچھلا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھول کر اس نے اس میں نصب دو تاروں کے سروں کو آپس میں جوڑ دیا ــــ اور پھر اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے گاڑی کے سامنے والے حصے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا تو سرر کی آواز سے ایک چھوٹا سا خانہ کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے وہ کیپسول اس خانے میں ڈال دیا اور بٹن کو ایک بار پھر بند کر دیا۔ یہ کیپسول ایک خوف ناک اور طاقتور بم تھا ــــ اور ٹائیگر نے یہ بم دور سے ہی نوجوان اور اس کے ساتھیوں کے خیموں پر پھینکنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اُسے اس بم کی تباہی کا اچھی طرح علم تھا کہ اس کے پھٹتے ہی ان سب کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اس نے خانہ بند کرنے کے بعد ایک اور بٹن دبایا تو گاڑی کی سکرین پر ایک ٹارگٹ سا ابھر آیا ــــ اور پھر اس نے گاڑی کو واپس موڑا اور تیزی سے اُسے بھگاتا ہوا عمران کے خیموں کی طرف لے چلا۔

اور پھر اُسے دور سے ہی خیمے نظر آنے لگ گئے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑھا تھا کہ اس نے سکرین پر اس نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو وادی کی برفانی ڈھلان پر کھڑے ہوئے پایا وہ سب نیم دائرے کی صورت میں ایک جگہ اکٹھے تھے اور کسی مشین پر جھکے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے سوچا کہ اگر وہ گاڑی کو اور زیادہ نزدیک لے گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس کر لیں اور پھر ادھر ادھر بھاگ نکلیں ــــ اس لئے اس نے وہیں سے ہی انہیں ٹارگٹ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے سکرین کے ساتھ لگی ہوئی ایک ناب کو تیزی سے گھمایا تو سکرین پر موجود ٹارگٹ اپنا رخ بدلتا چلا گیا۔ اور جب نوجوان اور اس کے ساتھیوں کا گروپ ٹارگٹ کے عین مطابق ہوا تو اس نے ناب چھوڑ دی ــــ اب ظاہر ہے کیپسول بم اگر ٹارگٹ پر پھٹتا تو ان میں سے ایک ایک جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتا۔ اور پھر اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے سرخ رنگ کے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور دوسرے لمحے اس کی انگلی نے بٹن کو ایک جھٹکے سے دبا دیا ــــ بٹن دبتے ہی سکرین پر اُسے کیپسول نما بم تیزی سے اڑ کر نوجوان اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ بم کا رخ بدل گیا تھا اور پھر وہ ٹارگٹ سے دو سو گز پہلے ہی زمین پر گرا اور دوسرے لمحے اس نے نوجوان اور اس کے ساتھیوں کو تنکوں کی طرح ہوا میں اڑ کر وادی کی برف میں گرتے دیکھا۔ گو اس کا ٹارگٹ فیل ہو گیا تھا کیوں کہ اس نے فاصلے کا اندازہ غلط

لگایا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اس برفیلی وادی میں گرنے کے بعد کوئی شخص زندہ سلامت اس میں سے واپس نہیں نکل سکتا۔ اس لئے اس نے گاڑی کو تیزی سے واپس موڑ دیا —— وہ اپنے ساتھیوں کا انتقام لے چکا تھا۔ اس لئے اب وہ واپس سرحد کی طرف جا رہا تھا۔ گو اس کا مشن فیل ہو چکا تھا۔ کیوں کہ ایک تو برف نرم تھی۔ اس میں وہ خود نیچے نہ اتر سکتا تھا۔ دوسری بات یہ کہ اس کی گاڑی کو اس لیبارٹری سے کنٹرول کیا جا سکتا تھا اس لئے وہ گاڑی کے ذریعے بھی وہاں تک نہ پہنچ سکتا تھا —— اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے اب اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ کوئی نیا پلان بنائے۔ اُسے یہ تو پتہ لگ گیا تھا کہ لیبارٹری وادی کے عین درمیان میں خاصی گہرائی پر موجود ہے —— لیکن اس تک پہنچنے کا مسئلہ تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ گاڑی دوڑاتا سرحد کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور اس نے پھرتی سے گاڑی روک دی۔ اور اس نے پچھلی سیٹ پر موجود ایک بڑا سا تھیلا اٹھایا۔ اور اُسے کھولنا شروع کر دیا —— بیگ کے اندر لوہے کے بنے ہوئے مختلف قسم کے پارٹس بھرے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے ان حصوں کو باہر نکالا اور پھر اس نے ان حصوں کو تیزی سے جوڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد۔ وہاں ایک لوہے کی کیپسول نما گاڑی وجود میں آ گئی —— جس میں کی نوک پنسل نما تھی۔ یہ گاڑی اتنی بڑی تھی کہ اس میں ایک آدمی آسانی سے بیٹھ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے یہ کیپسول نما

گاڑی برف میں سے گزرنے کے لئے خصوصی طور پر بنوائی تھی۔ اس نے گاڑی کے مختلف حصوں سے مخصوص قسم کا اسلحہ نکالا اور اُسے کیپسول کے پچھلے خانے میں رکھ کر اس نے گاڑی کا رخ واپس وادی کی طرف موڑ دیا —— اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کیپسول کی مدد سے وہ اکیلا ہی لیبارٹری تک پہنچ جائے گا۔ اور پھر وہاں پہنچ کر فارمولا حاصل کرنا اس کا کام تھا۔ کیوں کہ اس کی طبیعت ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ کام کو ادھورا نہ چھوڑ سکتا تھا۔ اور اب تو بظاہر کوئی راستہ تک نہ تھا —— کیوں کہ گاڑی پر واپس سوئٹزرلینڈ جانا اور وہاں سے جہاز پر ایکریمیا جانا۔ اور پھر نیا پلان بنانے کا مطلب تھا کہ ایک طویل عرصے تک مشن مکمل نہ ہو سکتا۔ جب کہ وہ جلد از جلد اس قیمتی فارمولے کو حاصل کرنا چاہتا تھا —— اس لئے اس نے یہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس مشینی کیپسول کی مدد سے لیبارٹری تک پہنچے گا۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

چنانچہ وہ گاڑی دوڑاتا ہوا دوبارہ وادی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے گاڑی کا رخ موڑ دیا۔ وہ اب پہلے ٹارگٹ سے ہٹ کر وادی میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کیوں کہ اُسے خیال آ گیا تھا کہ اس ٹارگٹ پر لیبارٹری والوں نے اُسے دھکیل دیا تھا —— اس لئے ظاہر ہے وہ ٹارگٹ ان کی نظروں میں ہوگا۔ چنانچہ اس نے اس ٹارگٹ سے ہٹ کر وادی میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ سے کافی دور جا کر وادی کی ڈھلان پر جا کر رک گیا۔ اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ کیپسول نکال کر باہر رکھ دیا۔

اس کے بعد اس نے گاڑی کو مخصوص انداز میں لاک کر دیا۔ اب وہ گاڑی ہر طرف سے بند ہو چکی تھی۔ اور اُسے کسی بھی صورت میں باہر سے نہ کھولا جا سکتا تھا۔ اس کے کھولنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا اور وہ طریقہ ظاہر ہے صرف اُس کو معلوم تھا۔ اس لئے وہ گاڑی کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔

گاڑی کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے کیپسول کو دھکیل کر برفانی ڈھلان پر رکھا اور اس کا دروازہ کھول کر خود سمٹ کر اندر داخل ہو گیا۔ کیپسول میں پوری طرح بیٹھ جانے کے بعد اس نے اس کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر اس نے کیپسول کی پنسل نما نوک کی طرف لگے ہوئے چھوٹے سے انجن کو سٹارٹ کر دیا۔ اس چھوٹے سے کیپسول کے اندر اس نے انتہائی طاقت ور مگر چھوٹا سا ایٹمی طاقت سے چلنے والا انجن نصب کر دیا تھا۔ پورا انجن جوتے کے ایک ڈبے جتنے سائز کا تھا —— لیکن اس انجن میں بے پناہ طاقت تھی۔ ڈبے کے ساتھ سٹیرنگ راڈ نصب تھا۔ جس کی مدد سے وہ کیپسول کا رخ آسانی سے پھیر سکتا تھا۔ انجن سٹارٹ ہوتے ہی اس نے ڈبے کے باہر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ڈبے کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی —— اور سکرین پر سامنے کا منظر ابھر آیا۔ سکرین پر ہر طرف برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ اور پھر جیسے ہی ٹائیگر نے ایک اور بٹن دبایا تو کیپسول کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ ڈھلوان سے پھسل کر نوک کے بل برف میں دھنستا چلا گیا۔ اسکی سپیڈ آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اور اب سکرین پر

برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ کیپسول تیزی سے نرم برف کے اندر اپنا راستہ بناتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور ٹائیگر اب پوری طرح مطمئن تھا کیوں کہ اُسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی لیبارٹری کو ڈھونڈھ نکالے گا۔



دھماکے کے بعد چند لمحوں تک تو عمران کے ذہن پر تاریکی سی چھائی رہی۔ البتہ اُسے صرف اتنا احساس ضرور ہوا کہ اس کا جسم نرم برف میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ لیکن پھر ایک جھٹکے سے نہ صرف اس کا جسم نیچے اترنے سے رک گیا بلکہ اس کے ہوش و حواس پر سے بھی غفلت کا پردہ کھسکتا چلا گیا —— اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اور پھر بڑی مشکل سے وہ آنکھیں کھولنے میں کامیاب تو ہو گیا لیکن برف اس کی آنکھوں میں گھستی جا رہی تھی۔ اور اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں کسی نے سرخ مرچوں کی خاصی مقدار ڈال دی ہو —— اور ویسے بھی آنکھیں کھولنے پر سوائے برف کے اور کچھ نظر بھی نہ آتا تھا۔ عمران نے اوپر اٹھنے کیلئے اپنے جسم کو حرکت دی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر مایوسی

کا غلبہ ہوتا چلا گیا۔ کیوں کہ جتنا وہ اوپر اٹھنے کی کوشش کرتا۔ اتنا ہی وہ نیچے دھنستا چلا جا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ برف کی دلدل میں پھنس گیا ہو۔ اور اب آہستہ آہستہ اس کا سانس بھی رکتا جا رہا تھا ـــــ اس کے گرنے کی وجہ سے برف میں جو خلا پیدا ہوا۔ اُسے تو ہوا نے پُر کر لیا اور وہی ہوا کچھ دیر اس کے کام آتی رہی لیکن آہستہ آہستہ برف دوبارہ ملتی جا رہی تھی۔ اور ہوا ختم ہوتی جا رہی تھی۔ اور عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ اگر وہ جلد ہی اس برفیلی دلدل سے باہر نہ نکلا تو حفاظتی لباس کے باوجود اس کا جسم برف بن جائے گا اور اس طرح موت اس کا مقدر بن جائے گی ـــــ لیکن اب اس دلدل سے باہر نکلنے کا کوئی طریقہ بھی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ وہ جتنا ہاتھ پیر مارتا اتنا ہی نیچے چلا جاتا۔ اور آہستہ آہستہ اس کا ذہن مفلوج ہوتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی اس موقع پر کوئی کام نہ دکھا رہی تھی ـــــ اور پھر عمران نے مزید جسمانی جد و جہد چھوڑ کر اس دلدل سے نکلنے کے لئے کوئی ترکیب سوچنی شروع کر دی۔ لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے دماغ بھی برف کا بنتا جا رہا ہو۔ موت اب تیزی سے اپنے پنجے پھیلاتی چلی جا رہی تھی اور عمران کو زندگی میں پہلی بار بے بسی کا احساس ہو رہا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ ذہنی طور پر موت کے استقبال کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن اُسی لمحے اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور اس کے مفلوج ہوتے ہوتے جسم میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی ـــــ قدرت نے عین موقع پر اس کی مدد کی تھی۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو ترچھا

کیا اور جسم کا زاویہ تھوڑا سا اوپر کی طرف رکھ کر اس نے مخالف سمت میں جسم کو دھکیلا۔ تو اس کا جسم گو برف میں گھستا چلا گیا لیکن ترچھا ہونے کی وجہ سے رخ اوپر کی طرف ہی تھا۔ عمران نے مسلسل یہ عمل جاری رکھا ـــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا سر برف کی بیرونی سطح سے باہر آ گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر اس نے اپنے جسم کو وادی کی سرحد کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد اس نے دونوں ہاتھ باہر نکال کر سخت زمین پر جمائے اور پھر اس کا جسم قلابازی کھا کر باہر سخت زمین پر جا گرا ـــــ وہ موت کے منہ سے نکل آیا تھا۔ لیکن اس کا جسم برف ہو رہا تھا۔ اُسے وہیں پڑے ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اس کے کانوں میں کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب ـــ آپ باہر آ گئے ـــ ہم سب آپ کے لئے فکر مند تھے" ـــ کیپٹن شکیل کے لہجے میں مسرت کی جھلکیاں تھیں۔

"اوہ ـــ لیکن باقی ساتھی" ـــــ عمران نے آنکھیں کھول کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"ان کے بارے میں بے فکر رہیں ـــ ہم نے انہیں نکال لیا ہے۔ اور وہ اس وقت خیمے میں پڑے ہوئے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے عمران کو سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے نکال لیا" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

دراصل ہُوا یہ کہ ـــــ دھماکہ ہوتے ہی میں اور تنویر خیموں سے باہر آگئے اور ہم نے آپ سب کو برف میں گرتے دیکھ لیا۔ چنانچہ ہم دوڑتے ہوئے یہاں تک آ گئے۔ تو صفدر اور نعمانی چونکہ بہت پیچھے کھڑے تھے اس لئے وہ تو بالکل کنارے پر گرے تھے۔ ان کے ہاتھ باہر تھے۔ میں نے اور تنویر نے ان دونوں کو فوراً ہی باہر نکال لیا۔ عالم زیب مشین کے ساتھ گرا تھا ـــــ اور اس کی تار جس پر لٹو تھا۔ وہ ہمیں برف کے اوپر نظر آگئی چنانچہ جب ہم نے اس تار کو کھینچا تو مشین باہر آگئی۔ اور عالم زیب چونکہ اس مشین سے چمٹا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بھی باہر آگیا ـــــ صدیقی، چوہان اور آپ کا کوئی پتہ نہ چل رہا تھا۔ جس پر میں نے اپنے جسم سے رسی باندھی اور اس کا سرا تنویر نے پکڑا اور میں نے برف میں چھلانگ لگا دی۔ میرا اندازہ درست ثابت ہوا۔ اور میں عین اُسی جگہ جا گرا جہاں صدیقی اور چوہان دونوں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر موجود تھے ـــــ وہ جتنی اوپر آنے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ اتنا ہی نیچے دھنستے جا رہے تھے۔ اور تقریباً مردہ ہو چکے تھے۔ میں نے رسی کو زور سے کھینچا اور پھر ان دونوں کے ہاتھ پکڑ لیے۔ تنویر نے زور لگا کر رسی کھینچی اور اس طرح ہم تینوں باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب صرف آپ رہ گئے تھے۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ ان دونوں کو خیموں میں چھوڑ کر آپ کو تلاش کیا جائے لیکن آپ خود ہی باہر آ گئے" ـــــ کیپٹن شکیل نے اُسے سہارا دے کر خیمے میں لے جاتے ہوئے ساری صورت حال بتا دی اور عمران دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرنے لگا کہ قدرت کی مہربانی کی وجہ سے

وہ سب اس خوف ناک برفیلی دلدل سے زندہ سلامت باہر آ گئے ہیں۔

"مگر یہ دھماکہ ہوا کیسے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جب ہم باہر نکلے تو ہم نے ٹائیگر کی گاڑی کو واپس سرحد کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ دھماکہ اُسی نے کیا تھا۔ میرا خیال ہے اس نے کوئی بم پھینکا تھا۔ لیکن وہ آپ لوگوں سے کافی پہلے ہی پھٹ گیا۔ اور اس سے نکلنے والی لہروں نے آپ کو اچھال دیا" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی آئیڈیا بھی نہ بنتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ خیمے میں پہنچ گیا جہاں سب ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ تنویر نے درمیان میں گیس کے دونوں بڑے ہیٹر جلا رکھے تھے۔ یہ ہیٹر عمران ہنگامی صورت حال کے لئے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور ان ہیٹروں کی وجہ سے خیمے کی فضا خاصی حد تک گرم ہو چکی تھی۔

اور پھر عمران بھی ہیٹر کے قریب لیٹ گیا۔ اور آہستہ آہستہ اس کے جسم میں خوشگوار حرارت دوڑتی چلی گئی۔ خوشگوار حرارت جو زندگی کی دلیل تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب" ـــــ اچانک صفدر کی آواز سنائی دی جو دوسرے ہیٹر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

"میرا خیال ہے ـــــ اگر ہم وادی کی تمام برف کو پگھلا دیں۔ تو آسانی سے عمارت تک تیرتے ہوئے پہنچ سکتے ہیں" ـــــ عمران نے اب اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ ـــــ نجانے میں کن احمقوں میں آپھنسا ہوں۔ بھلا اتنی بڑی وادی کی برف بھی پگھلائی جا سکتی ہے" ـــــ اچانک عالم زیب نے زور زور سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے علاوہ باقی سب ممبر اس کی اس بات پر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"ورلڈ زیب صاحب ـــــ یہ کون سا مشکل کام ہے۔ اگر ہم سورج کو کھینچ کر وادی کے عین اوپر چند گز کے فاصلے پر کھڑا کر دیں تو کیا وادی کی برف پگھل نہیں جائے گی" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ترکیب بتاتے ہوئے کہا۔

"بالکل پگھل جائے گی۔ لیکن ہمارا کیا حشر ہو گا۔ ہم تو جل بھن جائیں گے" ـــــ عالم زیب نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں اتنی ساری برف ہے۔ ہم برف میں چھپ جائیں گے پھر بھلا گرمی ہمیں کیا کہہ سکتی ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ـــــ واقعی اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ لیکن سورج کو ہم کھینچیں گے کیسے" ـــــ عالم زیب نے اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد دوسرے رخ پر سوچنا شروع کر دیا۔

"اس میں سوچنے والی بات کون سی ہے۔ ہم اللہ میاں کو تمہارے ہاتھ درخواست بھیج دیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری درخواست منظور ہو جائے گی" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے ہاتھ ـــــ مم ـــــ مگر میں کیسے جاؤں گا" ـــــ عالم زیب نے سوچتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک گولی کافی ہو گی۔ تمہیں اللہ میاں کے پاس پہنچانے کے لئے" ـــــ عمران نے کہا اور عالم زیب یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ لگ گئے ہوں۔

"ارے ارے ـــــ اتنی بھی کیا جلدی ـــــ آرام سے جانا ـــــ بیٹھ جاؤ ـــــ ابھی بیٹھ جاؤ" ـــــ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مم ـــــ مگر وہ گولی" ـــــ عالم زیب نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ہاں صفدر ـــــ اسپرین کی گولیاں تو ہمیں سوئٹزرلینڈ سے لینی پڑیں گی" ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عالم زیب یوں دھب سے واپس بیٹھ گیا جیسے زندگی میں پہلی بار بیٹھنے کا موقع ملا ہو۔ اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"عمران صاحب ـــــ آخر ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس برف کے ذریعے تو ہم کسی صورت بھی اس عمارت تک نہیں پہنچ سکتے۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ" ـــــ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر میں نے کب کہا ہے۔ کہ ہم وقت ضائع کریں" ـــــ عمران

ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھا۔

"تو پھر اب آپ نے کیا سوچا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے عمران کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"اب یہ بات تو طے شدہ ہے کہ برف کی اس وادی کے اندر رقبہ میں دو پراسرار عمارتیں موجود ہیں۔ اور برف کی پوزیشن بتا رہی ہے کہ وادی کی طرف سے اس عمارت کا کوئی راستہ نہیں ہو سکتا۔ ادھر سے آنا جانا قطعاً ناممکن ہے۔ اور اگر یہ کسی طور پر راستہ ہوتا بھی تو اب تک نظروں میں آچکا ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان عمارتوں کا راستہ کسی اور طرف سے ہے۔ جو کم از کم یہ وادی نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔ عمران نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب ۔۔۔ وادی کے ارد گرد پھیلے ہوئے کسی شہر میں اس پراسرار لیبارٹری کا راستہ ہو گا یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی دیہی فارم ہاؤس ہی اس کا دہانہ ہو"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تو پھر میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس لیبارٹری کے راستے کے لئے کسی نجومی سے مدد حاصل کرنی پڑے گی"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور ان سب کے چہرے لٹک گئے۔ کیونکہ عمران کی بات میں وزن تھا۔ پوری دنیا کو کھنگالنے کے لئے تو ظاہر ہے نجومی والی بات ہی درست ہو سکتی تھی۔

ابھی خیمے میں خاموشی کو طاری ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے

کہ اچانک تیز سیٹی کی آواز نے خاموشی کا پردہ چاک کر دیا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی بری طرح چونک پڑے۔ یہ آواز خیمے کے ایک کونے میں پڑے ہوئے ایک بیگ سے نکل رہی تھی۔

عمران اٹھ کر تیزی سے اس بیگ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے بیگ کھول کر اس میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔۔۔۔ یہ وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اس کا ایک بٹن دبایا تو سیٹی کی آواز پر ایکسٹو کی آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ۔۔۔ ایکسٹو کالنگ اوور"۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ حسب دستور سپاٹ ہی تھا لیکن اتنے دور دراز فاصلے پر ایکسٹو کی آواز سن کر سارے ممبران کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی ہو۔

"عا ۔۔ عا ۔۔۔ عم ۔۔۔ عمران ۔۔۔ سپی ۔۔۔ سپی ۔۔۔ سپیکنگ اوور"۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے سردی کے مارے اس کے دانت بج رہے ہوں۔

"عمران ۔۔۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا کہ میرے ساتھ یہ بچگانہ حرکتیں نہ کیا کرو۔ اور یہ میری آخری وارننگ ہے۔ اس کے بعد اگر تمہارے دانت ٹوٹ کر تمہارے حلق میں اتر گئے تو مجھے افسوس نہ ہو گا اوور"۔ ایکسٹو کے لہجے میں بے پناہ کرختگی عود کر آئی تھی۔

"جج ۔۔۔ جج ۔۔۔ جناب ۔۔۔ آپ خواہ مخواہ تن ۔۔۔ تن ۔۔۔ ناراض ہو رہے ہیں۔ سس ۔۔۔ سردی کے مارے دو دو دانت میوزک بج ۔۔۔ بج ۔۔۔ بجا رہے ہیں اوور"۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں

بازآنے والا تھا۔ اس نے فقرے کو جان بوجھ کر کچھ اور لمبا کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے مشن کی کیا پوزیشن ہے اوور"۔۔۔ ایکسٹو نے شاید موضوع بدلنے کے لئے پوچھا۔

"سس۔۔۔ سس۔۔۔ سردی لگ گئی ہے۔ مم۔۔۔ مشن ٹھٹھر گیا ہے اوور"۔۔۔ عمران نے قریب بیٹھے صفدر کو دائیں آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے ایک اطلاع ہے۔۔۔ یو۔الیف کا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ مگر جولیا ایک کلیو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ لیبارٹری کے راستے کا تعلق ایک شہر وینز ویلا سے ہے۔۔۔ اور یو۔ الیف میں شامل ایکریمین سیکرٹ سروس کی ایجنٹ مس کیوی کی کسی لیڈی ایگلز سے بات چیت کے دوران اس کا پتہ چلا ہے۔ اوور"۔۔۔ ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیڈی ایگلز۔۔۔ کیا جولیا نے واقعی یہی نام لیا تھا اوور"۔۔۔ عمران نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اب اس کی سردی دُور ہو گئی تھی۔

"تو کیا میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا ہوں اوور"۔۔۔ ایکسٹو نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری سر۔۔۔ مجھے دراصل اس نام پر حیرت ہوئی تھی بہرحال جولیا کی یہ اطلاع بے حد اہم ہے اوور"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کی غراہٹ سنتے ہی بھیگی بلی بنتے ہوئے جواب دیا۔ اور خیمے میں موجود

سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ عمران جو انہیں انگلیوں پر نچاتا تھا ایکسٹو کے سامنے یوں بھیگی بلی بنا دیکھ کر ان کے دلوں میں خواہ مخواہ مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے عمران ان کے سامنے دب گیا ہو۔ اور کیوں نہ ہو آخر ایکسٹو ان کا باس تھا۔

"تو ٹھیک ہے۔۔۔ تم یہاں سے بوریا بستر باندھو اور وینز ویلا میں کوشش کرو۔ جولیا کو میں نے واپس بلا لیا ہے اوور"۔۔۔ ایکسٹو نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔۔۔ ویسے ایک بات پوچھوں اوور"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ کیا بات ہے اوور"۔۔۔ ایکسٹو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"سر۔۔۔ جولیا اور آپ کیلئے۔۔۔۔۔۔ اوور"۔۔۔

عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی مہک نمایاں تھی۔

"شٹ اپ۔۔۔ یونانس۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ ایکسٹو نے اُسے انتہائی سختی سے ڈانٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

"دیکھا۔۔۔ کیسے بھگا دیا میں نے اسے۔۔۔ ہمیں وینز ویلا کا چکر دے کر خود۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ عمران نے ابھی تبصرہ مکمل نہ کیا تھا کہ اچانک تنویر ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"ارے ارے ـــ تمہیں کیا ہوا ـــ تم فکر نہ کرو ـــ ایکسٹو تو خود پردہ نشین ہے" ـــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تم نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا" ـــ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اچھا بھئی اچھا ـــ مجھے تسلیم ہے کہ تم سے بُرا کوئی نہیں" عمران نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو دوستو ـــ اٹھو ـــ اس سردی سے تو جان چھوٹی ویز ویلا میں پکنک منائیں گے" ـــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بھی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ شاید خود اس شدید سردی سے بھاگنا چاہتے تھے۔

ایڈورڈ یو۔ ایف کے ہیلی کاپٹر میں موجود بموں کو ناکارہ کرنے کے بعد جب واپس اپنے کمرے میں پہنچا تو اس نے اس مشین کے سامنے جگہ سنبھال لی جس پر ٹائیگر اور عمران کے گرد لپوں کو اس نے چیک کیا ـــ مشین پر لگی ہوئی سکرین آن تھی۔ مگر جیسے ہی اس کی نظر سکرین پر پڑی وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیوں کہ اس نے کشتی نما گاڑی پہلے ٹارگٹ سے ہٹ کر کافی فاصلے پر برفانی ڈھلان کے قریب رکی ہوئی دیکھی اور ایک لحیم شحیم آدمی اس گاڑی میں سے ایک کیپسول نما گاڑی نکال کر باہر ڈھلوان پر رکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کشتی نما گاڑی کو بند کیا اور اس کیپسول میں بیٹھ گیا ـــ دوسرے لمحے وہ کیپسول نما گاڑی برفانی ڈھلوان سے لڑھک کر برف میں گری اور کسی آبدوز کی طرح برف میں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

ایڈورڈ کچھ دیر اس کیپسول نما گاڑی کو دیکھتا رہا پھر اس نے آنے والی گاڑی کو کنٹرول کرنے والی مشین کا بٹن آن کر دیا۔ وہ اس کیپسول نما گاڑی کو بھی اُسی طرح طاقت ور شعاعوں کی مدد سے

دھکیل کر واپس سرحد کی طرف کھینچنا چاہتا تھا جس طرح اس نے کشتی نما گاڑی کو دھکیلا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ اس مشین سے نکلنے والی کنٹرولنگ لہروں کا اس کیپسول نما گاڑی کے انجن پر کوئی اثر نہ تھا۔ اور مشین سے نکلنے والی لہریں اس کے انجن کو کنٹرول نہ کر سکی تھیں۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے۔ اس گاڑی میں کوئی ایسا پرزہ فٹ ہے جس کی وجہ سے اس پر باہر سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ اس کیپسول نما گاڑی کو برف میں ہی تباہ کر دیا جائے" ——— ایڈورڈ نے سوچتے ہوئے کہا۔

چنانچہ اس نے سنوتارپیڈو آپریٹنگ مشین کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس مشین کے ذریعے ایک مخصوص بم کسی بھی ٹارگٹ پر پھینکا جا سکتا تھا۔ اور یہ بم برف میں بالکل اسی طرح حرکت کرتا تھا۔ جیسے پانی میں تارپیڈو کام کرتا ہے۔ اس بنا پر اسے سنوتارپیڈو کہا جاتا تھا ——— لیکن دوسرے لمحے ایڈورڈ نے ہاتھ ہٹا لیا۔ چوں کہ وہ بنیادی طور پر سائنس دان تھا۔ اس لئے اس کے ذہن میں یہ خلش موجود تھی کہ آخر اس کیپسول نما گاڑی میں ایسی کون سی مشین نصب ہے جس پر کنٹرولنگ شعاعیں اثر نہیں کر رہیں ——— وہ اس مشین کی ساخت اور کارکردگی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ یہ اس کے نقطہ نظر سے اہم ایجاد تھی۔

چنانچہ اس نے چند لمحوں کے تذبذب کے بعد ہی فیصلہ کیا کہ اس کیپسول نما گاڑی کو ٹھیک ٹھاک حالت میں سیکورٹی سیل میں لایا جائے اور پھر اس میں موجود آدمی کو تو ختم کر دیا جائے اور اس گاڑی

کو مزید ریسرچ کے لئے محفوظ کر لیا جائے۔

چنانچہ اس نے یہ سوچ کر سنوتارپیڈو آپریٹنگ مشین کو استعمال کرنے کا خیال چھوڑ دیا۔ اور خاموش بیٹھا برف میں دوڑتی ہوئی گاڑی کو دیکھنے لگا۔ جو برف میں یوں دوڑتی پھر رہی تھی جیسے آبدوز پانی کے اندر دوڑتی ہے ——— اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ گاڑی ایک مخصوص زاویے پر پہنچ کر مڑی تو ایڈورڈ چونک پڑا۔ کیوں کہ اس زاویے پر اس کیپسول نما گاڑی کے مڑتے ہی وہ سمجھ گیا کہ اب وہ سیدھی سیکورٹی سیل کی طرف ہی آئے گی ——— اور وہی ہوا چند لمحوں بعد وہ کیپسول نما گاڑی سیکورٹی سیل کی بیضوی عمارت کے سامنے پہنچ گئی۔ ایڈورڈ جانتا تھا کہ کیپسول نما گاڑی والا چاہے ساری عمر سر پٹختا رہے تب بھی اس عمارت کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن چوں کہ وہ خود گاڑی حاصل کرنا چاہتا تھا ——— اس لئے وہ تیزی سے اٹھ کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر آ بیٹھا اور اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن تیزی سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر لگی ہوئی ایک سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر ایک نوجوان کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

"راجر ——— ایک کیپسول نما گاڑی سیکورٹی سیل کے مشرق کی طرف موجود ہے" ——— ایڈورڈ نے کہا۔

"یس باس ——— میں اسے سکرین پر چیک کر رہا ہوں۔ لیکن آپ نے اسے یہاں تک کیوں آنے دیا۔ اسے راستے میں ہی تباہ کیا جا سکتا تھا" ——— راجر نے جواب دیا

"میں نے اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کنٹرولنگ شعاع نے کام نہیں کیا۔ میں اس عجیب وغریب گاڑی پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں اس لئے اسے آپریٹنگ روم میں ٹریپ کر دو۔ اور اس آدمی کو بیہوش کر دو۔ میں اس سے بھی پوچھ گچھ کروں گا"۔ —— ایڈورڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے —— جیسا آپ حکم کریں"۔ —— راجر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایڈورڈ نے سکرین آف کر کے ایک اور بٹن دبایا تو ایک اور سکرین روشن ہو گئی۔ اب اس سکرین کے ایک حصے پر کیپسول نما گاڑی اور دوسرے حصے پر آپریٹنگ روم کا منظر نمایاں تھا۔ —— اور پھر ایڈورڈ نے آپریٹنگ روم کا بیرونی دروازہ کھلتے دیکھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا۔ کیپسول نما گاڑی تیزی سے آگے بڑھی اور اس دروازے میں داخل ہو گئی۔ اور ایڈورڈ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔ ظاہر ہے کیپسول نما گاڑی میں موجود خود بخود پھندے میں آ پھنسا تھا۔

آپریٹنگ روم ایک چھوٹا کمرہ تھا۔ جو بظاہر ہر قسم کے ساز و سامان سے عاری تھا۔ لیکن اس کی دیواروں میں بے شمار ایسے سائنسی آلات نصب تھے جن کے ذریعے دور بیٹھے ہر قسم کا کام سرانجام دیا جا سکتا تھا۔

کیپسول نما گاڑی آپریٹنگ روم میں داخل ہوتے ہی رک گئی۔ اور آپریٹنگ روم کا بیرونی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اب گاڑی اس سپاٹ دیواروں والے خالی کمرے میں موجود تھی۔ دوسرے

لمحے کیپسول نما گاڑی کا دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم آدمی بڑے محتاط انداز میں گاڑی سے باہر نکل آیا۔ گاڑی سے باہر آ کر اس نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا —— مگر ابھی وہ پوری طرح شاید کمرے کی چاروں دیواروں کو نہ دیکھ سکا تھا کہ اچانک کمرے کی شمالی دیوار پر چھت کے قریب ایک خانہ کھلا اور اس میں سے ایک چمک سی ابھری اور ایڈورڈ نے اس لحیم شحیم آدمی کو کٹے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گرتے دیکھا —— ایڈورڈ سمجھ گیا کہ راجر نے بلوفوم کا وار کیا ہے۔ بلوفوم کی مخصوص شعاعوں کے ذریعے کسی بھی جاندار کو ایک لمحے میں اعصابی طور پر مفلوج کیا جا سکتا تھا۔ اور ایسا آدمی ایک گھنٹے تک حرکت کرنے سے معذور رہتا تھا۔ صرف اس کی زبان چل سکتی تھی۔ کیوں کہ وہ جبڑوں کے اندر ہونے کی وجہ سے بلوفوم کی براہِ راست زد میں نہ آتی تھی۔ اور ظاہر ہے دماغ بھی کام کرتا رہتا تھا۔

اس لحیم شحیم آدمی کے فرش پر گرتے ہی آپریٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے اس لحیم شحیم آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور چند لمحوں میں آپریٹنگ روم سے نکل گئے —— ایڈورڈ جانتا تھا کہ اب اس لحیم شحیم آدمی کو انکوائری روم میں لے جا کر اچھی طرح باندھ دیا جائے گا۔ اسی لمحے راجر والی سکرین دوبارہ روشن ہو گئی۔

"باس —— آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ وہ آدمی انکوائری روم میں پہنچ چکا ہے۔ آپ اس سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں"۔ —— راجر کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے میں آرہا ہوں" ۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا اور سکرین تاریک ہوگئی۔

ایڈورڈ ابھی کرسی سے اٹھ کر انکوائری روم میں جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک سامنے والی دیوار کے درمیان نصب بڑی سی سکرین روشن ہوگئی۔ اور ایڈورڈ چونک کر سیدھا ہوگیا کیونکہ اس سکرین کا تعلق براہِ راست لیبارٹری سے تھا۔ سکرین پر نمبرون کی تصویر ابھر آئی۔

"ہیلو ۔۔۔ نمبرون سپیکنگ اوور" ۔۔۔ نمبرون کی کرخت آواز سنائی دی۔

"یس سر ۔۔۔ ایڈورڈ اٹنڈنگ یو اوور" ۔۔۔ ایڈورڈ نے مؤدبانہ لہجے میں میز کے کنارے پر لگا ہوا ٹرانسمیٹر آپریٹنگ بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے رپورٹ ملی ہے کہ سیکورٹی سیل میں کوئی کیپسول نما گاڑی گھسی ہے اوور" ۔۔۔ نمبرون نے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ میں نے اُسے ٹریپ کیا ہے" ۔۔۔ راجر نے کہا اور پھر اس نے کشتی نما گاڑی کی آمد سے لے کر اب تک کے حالات کی تمام رپورٹ تفصیل سے سنادی۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے لیبارٹری کے خلاف سرگرمیاں شروع ہوچکی ہیں۔ اور اس میں دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ ایک گروپ تو وہ جو کشتی نما گاڑی میں سوار تھا۔ اور جس کا ایک آدمی اس وقت تمہارے قبضے میں ہے۔ اور دوسرا گروپ وہ جو خیمے

وادی کی سرحد پر لگائے ہوئے ہے اوور" ۔۔۔ نمبرون نے کہا۔

"یس سر ۔۔۔ خیموں والے گروپ کے متعلق میں نے تحقیق کی ہے وہ ٹیم بین الاقوامی سروے پہ آئی ہوئی ہے۔ اور بے ضرر سے لوگ ہیں۔ البتہ یہ کشتی والے مجھے خطرناک لگتے ہیں" ۔۔۔ ایڈورڈ نے کہا۔

"تم نے ان خیمے والوں کے ویژن وساؤنڈ فلم بنوائی ہے اوور" نمبرون نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ وہ مشین آن ہے ویژن وساؤنڈ فلم بن رہی ہے اوور" ۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"او۔کے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ ان خیموں والے گروپ کی نگرانی کرو۔ اور ان کی فلم لیبارٹری میں بھجوادو۔ اور اس کیپسول نما گاڑی والے کو بھی لیبارٹری میں بھجوادو۔ چیف باس آج کل بذاتِ خود لیبارٹری میں موجود ہے۔ وہ خود انہیں چیک کرے گا اوور" ۔۔۔ نمبرون نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او۔کے باس ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ نمبرون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہوگئی۔ ایڈورڈ نے راجر سے رابطہ ملا کر کیپسول کے ذریعے آنے والے کو لیبارٹری بھجوانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اب تک خیمے والے گروپ کی فلم بھی لیبارٹری بھجوانے کا حکم دے دیا۔ اور خود اٹھ کر آپریٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں وہ کیپسول نما گاڑی موجود تھی۔ تاکہ اس کی مشینری کو

جا پہنچ سکے۔



"ایڈورڈ آخر کیا کر رہا ہے۔ اس نے اب تک ٹائیگر کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں دی جب کہ ٹائیگر کے متعلق مجھے رپورٹ ملی تھی کہ وہ اس مشن پر روانہ ہو چکا ہے" ——— لیڈی ایگلز نے نمبر ون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میڈم ——— ایڈورڈ بے حد ذہین اور ہوشیار ہے۔ وادی کی طرف دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ اس نے ان دونوں گروپوں کو کور کیا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی کو اس نے ٹریپ کر لیا ہے۔ جب کہ دوسرے گروپ کے متعلق اس نے ویڈیو ساؤنڈ فلم تیار کی ہے۔ میں نے ابھی چند لمحے پہلے ہی اس سے رپورٹ لی ہے۔ اور اُسے کہا ہے۔ کہ اس آدمی اور اس فلم کو یہاں بھیج دے۔ اس فلم کو دیکھنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ آیا وہ گروپ جو بظاہر بین الاقوامی سمردے ٹیم سے متعلق ہے ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور اس آدمی سے پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے" ——— نمبر ون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایگلز کوئی جواب دیتی۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور نمبر ون نے پھرتی سے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— نمبر ون سپیکنگ" ——— نمبر ون نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ——— سیکورٹی سیل سے فلم اور ایک مفلوج آدمی لیبارٹری میں پہنچ چکے ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ——— فلم آپریٹنگ روم میں پہنچا دو۔ اور اس آدمی کو بلیو روم میں رکھا جائے اور مجھے اطلاع دی جائے" ——— نمبر ون نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور واپس رکھ دیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر ٹائیگر کہاں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ پوری ٹیم تھی۔ نو دس افراد تھے" ——— لیڈی ایگلز نے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے مادام ——— بہرحال جب بھی وہ وادی میں پہنچا۔ اس کی رپورٹ مل جائے گی" ——— نمبر ون نے جواب دیا۔

"نمبر ون ——— تم ٹائیگر کو نہیں جانتے۔ وہ انتہائی خطرناک۔ عیار اور سفاک مجرم ہے۔ وہ پوری ٹیم کے ساتھ لیبارٹری کو تباہ کرنے اور ایکس بم کا فارمولا حاصل کرنے آیا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی طرف سے زیادہ فکر ہے۔ اور ٹائیگر کی وجہ سے ہی میں یہاں آئی ہوں۔ کیوں کہ مجھے علم ہے کہ تم چاہے کچھ بھی کر لو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

باقی یو۔ الیف کی طرف سے تو مجھے ذرا برابر بھی فکر نہ تھی۔ کیوں کہ اس میں مس کیوری موجود تھی۔ وہ حالات کو کنٹرول کر سکتی تھی اور وہی ہوا۔ اس نے مشن ناکام کرا کر مجھے رپورٹ دے دی تھی۔۔۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ درست کہہ رہی ہیں مادام۔۔۔۔۔ یہ ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی سروے ٹیم کے روپ میں وہی ٹائیگر ہی ہو"۔۔۔۔۔ نمبر ون نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔۔۔۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ مجھے وہ فلم دکھاؤ"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آئیے"۔۔۔۔۔ نمبر ون نے اٹھتے ہوئے کہا اور لیڈی ایگلز بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

لیڈی ایگلز کو لیبارٹری میں پہنچے ہوئے دوسرا روز تھا۔ اور جب سے وہ آئی تھی۔ اس نے ٹائیگر کے متعلق نمبر ون کو کھینچ رکھا تھا۔ نمبر ون چوں کہ سرکاری طور پر اس کے ماتحت تھا۔ اس لئے وہ کچھ بول نہ سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جہاں چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اور ایک طرف کونے میں ایک پروجیکٹر رکھا ہوا تھا۔ یہ آپریٹنگ روم تھا۔ وہاں سفید وردی میں ملبوس ایک آپریٹر بھی موجود تھا۔ لیڈی ایگلز اور نمبر ون نے چہروں پر نقاب چڑھائے ہوئے تھے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے اور

نمبر ون کے اشارے پر آپریٹر نے فلم چلا دی۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ اور پھر سامنے موجود بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ہر طرف برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ پھر اچانک سکرین پر ایک کشتی نما گاڑی ابھری جو کہ تیزی سے برف سے چند انچ اوپر اڑی چلی جا رہی تھی۔ دوسرے لمحے گاڑی کا اندرونی منظر بھی سکرین پر واضح ہو گیا۔

"ٹائیگر۔۔۔۔ یہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی ہیں"۔۔۔۔۔ اچانک لیڈی ایگلز چیخ پڑی۔ اس کے لہجے میں بے چینی تھی۔

"یہ ٹائیگر ہے"۔۔۔۔۔ نمبر ون نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔ جو شخص گاڑی چلا رہا ہے یہ ٹائیگر ہے۔ اور باقی اس کے ساتھی ہیں"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

گاڑی تیزی سے برف پر تیرتی ہوئی وادی کے عین درمیان میں رک گئی اور پھر جب گاڑی کے اندر لگی ہوئی سکرین پر لیبارٹری کی عمارت کا منظر ابھرا تو لیڈی ایگلز اور نمبر ون دونوں چونک پڑے۔

"اوہ۔۔۔۔ ٹائیگر نے لیبارٹری کا سراغ لگا لیا"۔۔۔۔۔ لیڈی ایگلز کی آواز سنائی دی۔

مگر دوسرے لمحے گاڑی کو ایک جھٹکا لگا۔ اور وہ تیزی سے آگے بڑھی۔

"ہیڈ وارڈ نے اس کے کمپیوٹر کو کنٹرول کر لیا ہے"۔۔۔۔۔

نمبر ون نے گاڑی کو آگے بڑھتے دیکھ کر کہا۔

"اسے تباہ کر دینا چاہیئے تھا۔ فوراً تباہ کر دینا چاہیئے تھا" ——
لیڈی انگلز نے کرخت مگر بے چین لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے منع کر دیا تھا کہ جب تک کوئی ایمرجنسی نہ ہو وہ کسی پر حملہ نہ کرے۔ کیوں کہ اس طرح لیبارٹری کا وجود ظاہر ہو جاتا ہے۔"
نمبر ون نے جواب دیا۔

"یہ تمہاری حماقت تھی نمبر ون —— ٹائیگر نے سکرین پر لیبارٹری کو چیک کر لیا تھا۔ پھر اس سے چھپانے کا کیا مطلب" —— لیڈی انگلز نے غراتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ون خاموش ہو گیا۔ کیونکہ واقعی اس بات کا تو اُسے خیال تک نہ آیا۔

برف پر پھسلنے والی گاڑی تیزی سے شمالی سرحد کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ ڈھلان پر چڑھ کر دو بڑے بڑے خیموں کے پاس پہنچ کر رک گئی۔

"یہ خیمے کس کے ہیں" —— لیڈی انگلز نے غور سے خیموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ شاید دوسرا گروپ ہے جو لفاسر بین الاقوامی سروے ٹیم ہے" —— نمبر ون نے جواب دیا۔

اور پھر فلم چلتی رہی اور ٹائیگر اور ان کے درمیان ہونے والی جنگ —— وہ دونوں خاموشی سے دیکھتے رہے۔

"یہ سروے ٹیم نہیں ہو سکتی ان کے لڑنے کا انداز بتا رہا ہے کہ ان کا تعلق جرائم کی دنیا سے ہے" —— لیڈی انگلز نے تبصرہ

کیا اور پھر ان کے سامنے ٹائیگر کے ساتھیوں کی لاشیں برف میں پھینک دی گئیں۔ جب کہ ٹائیگر گاڑی لے کر بھاگ گیا۔

اور پھر جب خیموں والوں نے کسی جدید ترین مشین کے ذریعے وادی میں موجود سیکورٹی سیل اور لیبارٹری کی عمارت چیک کر لی تو وہ دونوں بُری طرح چونک پڑے۔

"اوہ —— یہ سروے ٹیم واقعی حیرت انگیز ہے" ——
لیڈی انگلز اور نمبر ون نے بیک آواز ہو کر کہا۔ اور دوسرے لمحے انہوں نے ان کے پیچھے آتی ہوئی ٹائیگر کی کشتی نما گاڑی دیکھی اور پھر بم چلنے اور ان سب کے برف میں گرنے کا منظر دیکھا۔

"یہ بھی گئے —— اب ان کے باہر نکلنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے" —— لیڈی انگلز نے کہا۔

لیکن پھر اس نے ان لوگوں کے باہر نکلنے کی جدوجہد دیکھی تو ان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ جب انہوں نے تھوڑی دیر بعد ان سب کو صحیح سلامت باہر نکل کر خیموں میں پہنچتے دیکھا۔

"حیرت انگیز —— انتہائی حیرت انگیز —— یہ لوگ بے حد ذہین اور تیز ہیں" —— لیڈی انگلز نے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چونک پڑی جب اس نے ٹرانسمیٹر کال پر ان کی گفتگو کو سنا۔

"اوہ —— تو ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور یہ نوجوان جو ان کا انچارج ہے۔ عمران ہے۔ مس کیوی کی میرے ساتھ گفتگو بھی سن لی گئی ہے۔ اور وینزویلا کے متعلق انہیں علم ہو گیا ہے۔

یہ بہت بُرا ہوا۔ مس کیوی کو اس غفلت کی عبرت ناک سزا ملے گی :
لیڈی ایگلز کے لہجے میں زخمی درندے جیسی غراہٹ تھی۔

"ان کا یہیں خاتمہ ضروری ہے ——— ویزز ویلا پہنچنے سے پہلے"——— لیڈی ایگلز نے کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فلم ختم ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور فلم شروع ہو گئی۔ اس میں ایک کیپسول نما گاڑی کو برف میں حرکت کرتے دیکھا گیا اور پھر وہ کیپسول نما گاڑی جب سیکورٹی سیل میں گھسی تو لیڈی ایگلز چونک پڑی ——— مگر دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی جب اس نے کیپسول نما گاڑی سے ٹائیگر کو باہر نکلتے دیکھا۔

"ٹائیگر سیکورٹی سیل میں پہنچ گیا۔ اوہ ——— یہ بہت خطرناک ہے"——— لیڈی ایگلز نے کہا۔ مگر پھر جب اس نے اُسے مفلوج ہو کر نیچے گرتے دیکھا تو اطمینان کی ایک طویل سانس لے کر وہ واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔ اُسی لمحے فلم بھی ختم ہو گئی اور کمرے میں روشنی پھیل گئی۔

"یہ وہی آدمی ہے میڈم ——— جو اس وقت انکوائری روم میں موجود ہے"——— نمبر ون نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن ——— ایڈورڈ واقعی کام کا آدمی ہے۔ اب صرف یہ عمران کا گروپ رہ گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے کلوز اپ لے کر ویزز ویلا کے شیرف کو بھجوا دو۔ اور ساتھ ہی سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں گروپ کے ممبران کو بھی۔ اور انہیں میری طرف سے ہدایات دے دو کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ویزز ویلا

کی حدود سے باہر ہی ختم کر دیں۔ اور اگر بفرض محال ایسا نہ ہو سکے تو پھر شیرف کو کہو کہ ویزز ویلا میں ان کا خاتمہ اس طرح کیا جائے کہ یہ ایک حادثہ معلوم ہو۔ میں اس وقت تک انکوائری روم میں جا کر ذرا ٹائیگر کی مزاج پُرسی کرتی ہوں"——— لیڈی ایگلز نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک لافانی شاہکار

موت کا جال

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم۔ اے

- ہرٹ کی تہہ میں موجود عظیم الشان لیبارٹری جہاں تک پہنچنا کسی غیر کے بس میں نہ تھا۔
- عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران خود ہی موت کے جال میں پھنس گئے۔ موت جو ان کے لئے مقدر ہو چکی تھی۔
- لیڈی اینگلز۔ جس کے مقابلے میں جان بچانے کے لئے عمران کو زندگی میں پہلی بار رحم کی بھیک مانگنی پڑی۔
- عمران اپنے ساتھیوں سمیت لیبارٹری میں پہنچ گیا لیکن اُسے تباہ کرنے کی بجائے اُسے جان بچانے کے لئے خود ہی باہر بھاگنا پڑا۔
- کیا عمران اپنے ساتھیوں سمیت موت کے اس جال سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہوا یا نہیں۔؟
- عمران کی زندگی کا پہلا مشن جسے پورا کرنے کی بجائے عمران کو جان بچانے کی فکر پڑ گئی۔

ایک ایسی کہانی جس کی ہر سطر انوکھی ہر فقرہ دلچسپ اور ہر صفحہ ایکشن سے بھرپور ہے۔

ناشران :۔ یوسف برادرز پبلشرز بکسیلرز پاک گیٹ ملتان

بلیک تھنڈر کے سلسلے کا انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

سُپر مائنڈ ایجنٹ

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم۔ اے

ٹامور — بلیک تھنڈر کا ایسا ایجنٹ جسے عمران بھی سُپر مائنڈ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا — کیوں — ؟

ٹامور — جس نے بے پناہ ذہانت سے عمران کو پے در پے اور واضح شکستیں دیں کیسے؟

ٹامور — سُپر مائنڈ ایجنٹ جس کے مقابلے میں آکر عمران کو پہلی بار معلوم ہوا کہ دراصل ذہانت کسے کہتے ہیں۔

ٹامور — جس نے تمام تر حفاظتی اقدامات اور بلیک زیرو کی موجودگی کے باوجود صرف اپنی ذہانت سے دانش منزل سے اہم ترین فارمولا اُڑا لیا اور عمران نے بلیک زیرو کو ہمیشہ کے لئے دانش منزل سے نکال دیا۔ حیرت انگیز سچوئیشن۔

ٹامور — جس نے عمران کے فلیٹ میں پہنچ کر انتہائی ذہانت سے فارمولا حاصل کر لیا اور عمران سر پیٹتا رہ گیا۔

ٹامور — جس نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار عمران کو اپنی ذہانت سے واضح شکست دیدی۔

- ایک ایسا مشن — جس میں آخر کار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حقیقتاً واضح شکست کا مزہ چکھنا پڑا — کیا واقعی — ؟
- لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات۔ بے پناہ اور حیران کر دینے والا سسپنس۔

ذہانت سے بھرپور ایکشن ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

فورسٹارز

مصنف ـــ مظہر کلیم ایم اے

فورسٹارز ـــ سیکرٹ سروس کا ایک نیا گروپ ـــ جس کا سربراہ صدیقی تھا۔

فورسٹارز ـــ ایک ایسا گروپ ـــ جو پاکیشیا کے مجرموں کے لئے دہشت کا نشان بن گیا ـــ کیسے ـــ؟

عمران ـــ جو اپنے آپ کو سپر سٹار کہلوانے پر مصر تھا لیکن صدیقی اور فورسٹارز نے اُسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ـــ کیوں ـــ؟

نواب بہادر ـــ منشیات کے انتہائی فعال اور وسیع نیٹ ورک کا سربراہ جس نے پاکیشیا کے ہزاروں لاکھوں خاندانوں کو تباہ کر دیا۔ نواب بہادر کون تھا ـــ؟

نواب بہادر ـــ جس کا نام سب جانتے تھے لیکن کوئی اس کی اصل شخصیت سے واقف نہ تھا۔

فورسٹارز ـــ جب نواب بہادر کو تلاش کرنے نکلا تو یکسر ناکام ہو گیا ـــ کیوں ـــ؟

سٹار فورس ـــ عمران کی درخواست پر ایکسٹو نے سرکاری طور پر ایک نئی فورس قائم کر دی ـــ یہ فورس کیا تھی ـــ اور اس کے ممبران کون تھے ـــ؟

گلشن جہاں ـــ نواب رضا کی اکلوتی صاحبزادی ـــ جس سے عمران شادی کے لئے انتہائی سنجیدہ ہو گیا اور اس نے سر سلطان کی معرفت گلشن جہاں سے شادی کا پیغام بھجوا دیا۔

- وہ لمحہ ـــ جب عمران نے جولیا کو گلشن جہاں کے ساتھ ہونے والی اپنی شادی کی تقریب میں چلنے کے لئے رضامند کر لیا ـــ کیا واقعی جولیا رضامند ہو گئی ـــ؟

ارباب ـــ گرین کارڈ نامی تنظیم کا سربراہ ـــ جو مزاحیہ باتیں کرنے میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا ـــ ایک دلچسپ، انوکھا اور منفرد کردار۔

- کیا فورسٹارز اور عمران، نواب بہادر کی اصل شخصیت کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گئے ـــ یا ـــ؟
- غنڈوں۔ بدمعاشوں کے ساتھ فورسٹارز کی انتہائی ہولناک اور لرزہ خیز فائٹس۔ مزاح۔ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور۔ قطعی منفرد انداز میں لکھا گیا

ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

سپاٹ فلم

مصنف ۔ مظہر کلیم ایم اے

○ سر سلطان کی تحویل سے اہم مسودات کی مسلسل چوری نے سر سلطان کو ذہنی پریشانی کی اس نہج تک پہنچا دیا کہ وہ خود کشی کرنے پر تیار ہو گئے ۔ کیا سر سلطان نے واقعی خود کشی کر لی.........؟

○ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والا ایک ایسا معاہدہ جس کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اس کی نقل کے حصول کے لئے انتہائی تیز رفتار سرگرمیاں شروع ہو گئیں ۔ یہ سرگرمیاں کیا تھیں؟

○ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان اہم ترین معاہدہ جس سے سر سلطان اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دونوں کو بے خبر رکھا گیا ۔ کیوں ۔ ؟ کیا سر سلطان اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دونوں حکومت کا اعتماد کھو چکے تھے؟

○ فیروزہ ۔ ایک پاکیشیائی لڑکی، جو سر سلطان کے دفتر میں آفیسر تعینات ہوئی ایک دلچسپ اور حیرت انگیز کردار ۔

○ فیروزہ ۔ جو پاکیشیا کے صدر کی رشتہ دار بھی تھی ۔ سر سلطان کے دفتر میں آفیسر بھی تھی اور ایک بین الاقوامی تنظیم کی ایجنٹ بھی تھی ۔ سہ رخی کردار کی حامل ایک ایسی لڑکی، جس نے اپنی حیرت انگیز کارکردگی سے عمران کو بھی چکرا کر رکھ دیا۔

○ فیروزہ ۔ جس پر عمران انتہائی سفاکانہ اور بے رحمانہ تشدد کرنے پر مجبور ہو گیا ۔ کیوں ۔ ؟

○ سپیشل ایجنٹ واک ۔ ایک ایسا ایجنٹ جو اپنی بے پناہ ذہانت اور انتہائی تیز رفتار کارکردگی کی بنا پر عمران کو بھی پیچھے چھوڑ گیا......... کس طرح؟

○ سپیشل ایجنٹ ۔ واک ۔ جس نے رانا ہاؤس میں داخل ہو کر اپنی ذہانت اور کارکردگی سے عمران کو بھی چکرا کر رکھ دیا اور عمران ۔ واک کے ہاتھوں شکست کھا جانے کے باوجود شکست سے لاعلم رہا ۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن ۔

○ سپیشل ایجنٹ ۔ واک ۔ جس نے فیروزہ ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل اکیلے کام کرتے ہوئے سب کو شکست دے دی ۔ واضح اور کھلی شکست ۔

○ فیروزہ ۔ سپیشل ایجنٹ واک ۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ، جس کے نتیجے پر پاکیشیا کی سلامتی کا انحصار تھا ۔ آخری فتح کس کے حصے میں آئی ۔ ؟

○ سپاٹ فلم ۔ ایک ایسی سادہ فلم جس نے عمران جیسی شخصیت کو بھی پاگل پن کی حد تک پہنچا دیا ۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن ۔

ذہانت سے بھرپور ایکشن، تیز رفتار اور ہولناک جدوجہد، اعصاب کو چٹخا دینے والا سپنس ۔ ایک منفرد اور یادگار جاسوسی کہانی ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان